ملک نیپال میں سواد اعظم مسلک اعلی حضرت کا بے باک ترجمان

سہ ماہی

سُنّی پیغام

نیپال

April to June
2018

محمد عطاء النبی حسینی مصباحی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بفیض روحانی اعلیٰ حضرت امام اہل سنت شاہ امام احمد رضا خان قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

زیر سرپرستی: مفتی اعظم نیپال فخر نیپال حضرت مفتی محمد اسرائیل رضوی مدظلہ العالی | زیر نگرانی: قاضی القضاۃ فقیہ النفس حضرت مفتی محمد عثمان رضوی مدظلہ العالی

ملک نیپال میں سواد اعظم مسلک اعلیٰ حضرت کا بے باک ترجمان

سہ ماہی سُنّی پیغام نیپال

رجب تا رمضان ۱۴۳۹ھ — جلد ۱ — شمارہ ۳ — April to June 2018

نگرانِ مجلس مشاورت

مناظر اہل سنت فقیہ ملت شیر اعلیٰ حضرت مفتی عبد المنان کلیمی مدظلہ العالی

مجلس مشاورت

- پروفیسر سید طلحہ رضوی برق، پٹنہ
- مولانا مبارک حسین مصباحی، مبارک پور
- مولانا محمد اسمٰعیل حسینی (چترویدی) کولکاتا
- مفتی عبد العزیز مصباحی، بیلا
- مفتی حبیب اللہ جامعہ حبیبیہ، بیلا
- مولانا شمس الدین، بیلا
- مولانا مستقیم مصباحی، جنک پور
- مولانا داؤد حسین مصباحی، بھرپورہ
- مولانا علیم الدین جامعہ عائشہ، بیلا،
- مولانا سعادت حسین اشرفی، علی پٹی
- مولانا یوسف القادری، نوسہ بیگھہ

شرف انتساب

- سراج السالکین ابو الحسین احمد نوری مارہروی
- اعلیٰ حضرت علی حسین اشرفی کچھوچھوی
- تاج الفحول علامہ عبد القادر بدایونی
- مفتی اعظم ہند حضرت مفتی محمد مصطفیٰ رضا خان، بریلی شریف
- سید الاولیا حضرت مسکین شاہ کشمیری، کاٹھ مانڈو
- امام الاولیا حضرت غیاث الدین کشمیری، کاٹھ مانڈو
- زبدۃ الاتقیا حضرت گدا علی شاہ، روضہ گڑھی
- زبدۃ الاصفیا حضرت رحم علی شاہ، روضہ گڑھی
- زبدۃ السالکین حضرت بہار علی شاہ، روضہ گڑھی
- قطب نیپال علامہ حافظ زاہد حسین مجیبی علی پٹی
- حنیف ملت حضرت علامہ حنیف القادری، کٹیا
- پاسبانِ ملت علامہ محمد یوسف قادری، بیلا جنک پور
- محدثِ اعظم نیپال مفتی محمد کلیم الدین، رحمان پور مہدیا رحمہم اللہ

مجلس مشاورت

- مولانا اسلم القادری، جنک پور
- مولانا الیاس برکاتی، برداہا
- مولانا شفیق اللہ امجدی چترویدی، برداہا
- مولانا عباس نوری، دنولی
- مولانا شمس الحق فیضی، مہدیا
- مولانا عبد الرحمٰن، رجول
- مولانا رحمت اللہ، بھگوتی پور
- مولانا عبد القادر، پرڑیا
- مولانا اکبر شاہی، بندھی
- مفتی محمد تبارک حسین، ہنومان نگر
- حافظ اصغر علی ازہری، گورکھا، نیپال

مجلس ادارت

- مفتی محمد محبوب رضا مصباحی، بھیونڈی
- مفتی نور محمد جگر مصباحی، میرٹھ
- مولانا طفیل احمد مصباحی، مبارک پور
- مفتی توفیق احسن برکاتی، مبارک پور
- مولانا محمد اظہار النبی حسینی، مبارک پور
- مفتی محمد مجاہد رضا امجدی، برداہا
- مفتی محمد مبارک امجدی، علی پٹی

مدیر اعلیٰ

محمد عطاء النبی حسینی مصباحی

مدیر

مولانا عبد الرحیم ثمر مصباحی

تفصیلات ممبرشپ

قیمت فی شمارہ	50
سالانہ	200

ہندوستان، پاکستان
سری لنکا، بنگلہ دیش سالانہ
200
دیگر ممالک سالانہ
20 امریکی ڈالر

مراسلت وترسیل زر کا پتہ

سہ ماہی **سنی پیغام**
نزد جامعہ حنفیہ برکاتیہ، جانکی نگرے،
جنک پور دھام، نیپال

THE SUNNI PAIGHAM
Nizd Jamia Hanafia Barkatia,
Janki Nagar, Janakpur Dham, Nepal
sunnipaigham@gmail.com

"آل نیپال سنی جمعیۃ العلما" اور "فخر ملت فاؤنڈیشن" نے اس رسالے کی طباعت کرواکر دفتر "سہ ماہی سنی پیغام" سے شائع کیا۔

نوٹ مضمون نگار کے خیالات سے ادارہ سہ ماہی "سنی پیغام" کا اتفاق ضروری نہیں لیکن مسلک اعلیٰ حضرت کے خلاف کوئی مضمون قابل قبول نہیں اگر کبھی عدم توجہی کی وجہ سے شائع ہو جائے تو اسے کالعدم سمجھا جائے۔

مشمولات

اداریہ

اسلام کا نظامِ زکوٰۃ : ہم اور ہمارا نیپال

محمد عطاء النبی حسینی مصباحی

جب یہ شمارہ آپ کے ہاتھوں میں ہوگا تو "رجب شھر اللّٰہ" کے خطاب سے مشرف عظمت و شرافت والے ماہ رجب المرجب کی آمد آمد ہوگی، پھر "شعبان شھری" سے ملقب رفعت و بلندی والا ماہ شعبان المعظم جلوہ فگن ہونے والا ہی ہوگا اور پھر "رمضان شھر أمتي" کے نام سے موسوم رحمت، برکت اور مغفرت کے تحائف کے ساتھ ماہ رمضان المبارک تشریف لائے گا، جس میں فرض کی ادائیگی کا ثواب ستر گنا اور نفل کا ثواب فرائض کے برابر کر دیا جاتا ہے، اس لیے اس ماہ مبارک میں اہل خیر اور صاحب ثروت حضرات زکوٰۃ کی ادائیگی کا اہتمام کرتے ہیں۔ زکوٰۃ کو مذہب اسلام کا ایک مضبوط و مستحکم ستون اور اسلام کا تیسرا رکن اور اسلامی عبادات میں نماز کے بعد سب سے زیادہ اہمیت کا حامل ہونے کا شرف حاصل ہے۔ کس قدر مضبوط اور کتنا اہم رکن ہے اس سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ قرآن کریم میں ۳۲/ جگہ نماز کے ساتھ زکوٰۃ کا ذکر آیا ہے۔

کہیں اس پیرایہ بیان میں زکوٰۃ کی فرضیت بیان کی گئی:

"وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ ارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِیْنَ ﴿۴۳﴾"۔ (سورۃ البقرہ، آیت:۴۷)

اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔

اس آیت کی تفسیر میں صدر الافاضل حضرت علامہ نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: اس آیت میں نماز و زکوٰۃ کی فرضیت کا بیان ہے اور اس طرف بھی اشارہ ہے کہ نمازوں کو ان کے حقوق کی رعایت اور ارکان کی حفاظت کے ساتھ ادا کرو۔

کہیں اس حسین اسلوب میں فرمایا:

"اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿۲۷۷﴾"۔ (ایضاً، آیت:۲۷۷)

بے شک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور نماز قائم کی اور زکوٰۃ دی اُن کا نیگ ان کے رب کے پاس ہے اور نہ انہیں کچھ اندیشہ ہو نہ کچھ غم۔

اور کہیں اس ترغیبی انداز میں فرمایا:

"فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ الَّذِیْنَ هُمْ بِاٰیٰتِنَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۵۶﴾"۔ (سورۃ الاعراف، آیت:۱۵۶)

نعمتوں کو ان کے لیے لکھ دوں گا جو ڈرتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔

درج بالا آیات مبارکہ سے زکوٰۃ کی اہمیت و فضیلت اظہر من الشمس ہے۔ نیز اس کی اہمیت و فضیلت اس سے مزید روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ نماز جیسی اہم الفرائض اور افضل العبادات بھی اس کے بغیر کامل نہیں بلکہ ناقص ہے۔

چناں چہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

" أُمِرْنَا بِإِقَامِ الصَّلاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، فَمَنْ لَمْ يُزَكِّ فَلا صَلاةَ لَهُ"۔ (المعجم الکبیر للطبرانی،ج:۱۰،ح:۱۰۰۹۵)
یعنی ہمیں حکم دیا گیا کہ نماز ادا کریں اور زکوٰۃ دیں اور جو زکوٰۃ نہ دے تو اس کی نماز نہیں۔
بلکہ ایک دوسری روایت میں تو یہاں تک فرمایا گیا کہ زکوٰۃ نہ دینے والے کے اعمال کی قبولیت بھی خطرے میں ہے۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے:
"من أقام الصلاة، ولم يؤت الزكاة فليس بمسلم ينفعه عمله "۔ (الترغیب والترہیب،ج:۲،ح:۱۴۷۷)
جو نماز ادا کرے اور زکوٰۃ کی ادائیگی نہ کرے تو وہ مسلمان نہیں جسے اس کا عمل نفع بخش ہو۔

درج بالا آیات کریمہ واحادیث مبارکہ کے پیش نظر کون ایمان والا ہے جو زکوٰۃ کی ادائیگی میں پس و پیش کرے۔ ہر گز نہیں اہل ایمان ادائیگی زکوٰۃ سے منہ موڑ نہیں سکتے ہیں۔ ملک نیپال میں اگر چہ غیر مسلموں کی تعداد زیادہ ہے لیکن اس ملک میں بھی بزرگان دین کی برکتوں کے سبب مسلمان موجود ہیں اور دین اسلام کے احکامات و تعلیمات سے روشناس ہیں۔ اس لیے یہاں کے مسلمان بھی ماہ رمضان المبارک کی مبارک و مسعود ساعت میں خوب خوب نیک اعمال بجالانے میں کوشاں رہتے ہیں۔ ان نیک اعمال میں زکوٰۃ بھی ہے جس کی ادائیگی میں مسلمانان نیپال خوب ذوق و شوق سے حصہ لیتے ہیں لیکن جو وہ ادا کرتے ہیں کیا واقعی میں زکوٰۃ ہوتی ہے؟ کیا وہ کما حقہ زکوٰۃ کی ادائگی کرتے ہیں؟ کیا وہ زکوٰۃ صحیح انداز میں ادا کرتے ہیں؟ کیا وہ اپنی زکوٰۃ مستحقین تک پہنچا پاتے ہیں؟

اپنے مشاہدے کے مطابق اس کا جائزہ پیش کرتا ہوں ممکن ہے کہ درج ذیل صورت حال ہمارے پڑوسی ملک ہندوستان میں بھی پائی جاتی ہو لیکن نیپال کی جو صورت حال فی الوقت پیش نظر ہے وہ تحریر کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔

اول تو بہت سے مسلمان وہ ہیں جو زکوٰۃ سے بالکل بے پرواہیں، معاذ اللہ وہ تو زکوٰۃ نکالتے ہی نہیں ہیں، ان کے ذہن تو یہ ہے کہ یہ ڈھائی فیصد کیوں دیں؟ بس جو مال و دولت آرہی ہے وہ آئے۔ ہاں! ماہ رمضان المبارک میں صدقہ ضرور نکالتے ہیں وہ بھی " زکوٰۃ" نہیں بلکہ صدقہ فطر۔ یقیناً صدقہ فطر بھی واجب ہے جس کی ادائیگی کے بغیر چارہ کار نہیں لیکن صدقہ فطر کی ادائیگی کے بعد " زکوٰۃ" سے سبکدوشی کا تصور کسی قدر مناسب نہیں بلکہ ترک زکوٰۃ کا وبال سر پر باقی رہے گا۔

اگر بتوفیق الٰہی چند مسلمان زکوٰۃ کی ادائیگی کرتے بھی ہیں تو یہی دیکھا گیا ہے کہ وہ زکوٰۃ نکالتے تو ہیں لیکن زکوٰۃ نکالنے کا جو صحیح طریقہ ہے وہ طریقہ اختیار نہیں کرتے۔ جب ڈھائی فیصد زکوٰۃ فرض کی گئی تو اب اس کا تقاضہ یہ ہے کہ ٹھیک ٹھیک حساب لگا کر زکوٰۃ نکالی جائے، بعض لوگ یہ سوچتے ہیں کہ کون حساب کتاب کرے، کون سارے خزانے کا جائزہ لے، لہٰذا بس اندازہ کر کے زکوٰۃ نکال دیتے ہیں، اب اس اندازے میں غلطی بھی واقع ہو سکتی ہے اور زکوٰۃ نکالنے میں کمی بھی ہو سکتی ہے، اور اگر زکوٰۃ زیادہ نکال دی جائے تو مواخذہ نہیں ہو گا بلکہ یہ زیادتی ذخیرہ آخرت ثابت ہو گی، لیکن اگر ایک روپیہ بھی کم ہو جائے اور جتنی زکوٰۃ واجب ہوئی ہے اس سے ایک روپیہ کم زکوٰۃ نکالی تو یاد رکھیے وہ ایک روپیہ سارے مال کو برباد کرنے کے لیے کافی ہے۔ اس لیے زکوٰۃ اس طرح نکالی جائے جس طرح اللہ اور اس کے رسول نے ہمیں حکم دیا اور حساب و کتاب کے ساتھ نکالی جائے، صرف اندازہ سے نہ نکالی جائے۔

اس بات کو بھی ذہن میں رکھا جائے کہ اگر کوئی شخص اپنے روپے پیسے کی زکوٰۃ مکمل طور پر ادا کر رہا ہے تو کیا اس کے گھر میں سونے چاندی کا ذخیرہ کرنے والی عورتیں اپنی سونے چاندی کے زیورات کی زکوٰۃ ادا کر رہی ہے یا نہیں؟ کیوں کہ یہ بھی واضح رہے کہ سونا چاندی، چاہے وہ زیورات کی شکل میں ہو یا سکے کی شکل میں ہو، زکوٰۃ ان پر بھی واجب ہے۔ بعض لوگوں کے ذہنوں میں یہ رہتا ہے کہ جو خواتین کا استعمالی زیور ہے اس پر زکوٰۃ نہیں ہے، یہ بات درست نہیں، صحیح بات یہ ہے کہ استعمالی زیور پر بھی زکوٰۃ واجب ہے۔ اور میری اپنی معلومات کے مطابق ملک نیپال میں

اکثر اسلامی بہنیں ایسی ہوتی ہیں جن کے پاس سونے چاندی کے زیورات اتنی مقدار میں ہوتے ہیں جن پر زکوٰۃ واجب ہو، کیوں کہ عموماً اسلامی بہنوں کے پاس ۶۰ یا ۷۰ تولہ چاندی ہوتی ہے۔

زکوٰۃ کے حساب وکتاب کرنے اور صحیح طریقہ سے نکالنے کے بعد سب سے اہم مرحلہ زکوٰۃ کو اس کے مستحقین تک پہنچانا ہے کیوں کہ عموماً زکوۃ دینے والوں کو یہ معلوم ہی نہیں ہوتا کہ زکوۃ کے مصارف کون ہیں؟، بسا اوقات بلا تحقیق ایسے لوگوں کو زکوۃ کا مالک بنادیا جاتا ہے جو حقیقت میں مستحق ہی نہیں ہوتے، اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ غیر مستحق لوگ زکوۃ پر قابض ہوجاتے ہیں اور مستحق محروم رہ جاتے ہیں، اس لیے ضروری ہے کہ زکوۃ دینے والے یہ دیکھیں کہ زکوۃ کن لوگوں کو دیا جانا چاہیے پھر یہ دیکھیں کہ جس شخص کو زکوۃ دے رہے ہیں وہ ان لوگوں میں شامل بھی ہے یا نہیں جن کو قرآن کریم نے زکوۃ کا مستحق قرار دیا ہے۔

مستحقین زکوٰۃ کے عدم علم کے سبب ہی عموماً یہ غلطیاں ہوتی ہے کہ غیر مستحق کو زکوٰۃ پہنچ جاتی ہے اس لیے مستحقین زکوٰۃ کون کون ہیں قرآن کی زبانی ملاحظہ فرمائیں:

”اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ الْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَ الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَ فِي الرِّقَابِ وَ الْغٰرِمِيْنَ وَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝“۔ (سورۃ التوبہ، آیت: ۶۰)

زکوٰۃ تو انہیں لوگوں کے لیے ہے (۱) محتاج اور (۲) نرے نادار اور (۳) جو اسے تحصیل کرکے لائیں اور (۴) جن کے دلوں کو اسلام سے الفت دی جائے اور (۵) گردنیں چھوڑانے میں اور (۶) قرض داروں کو اور (۷) اللہ کی راہ میں اور (۸) مسافر کو، یہ ٹھہرایا ہوا ہے اللہ کا اور اللہ علم وحکمت والا ہے۔

درج بالا آٹھ قسم کے لوگ مستحق زکوٰۃ قرار دیے گئے لیکن بعد میں باجماع صحابہ کرام مولفۃ القلوب ساقط ہوگئے جیسا کہ خزائن العرفان میں حضور صدر الافاضل فرماتے ہیں:

زکوٰۃ کے مستحق آٹھ قسم کے لوگ قرار دیے گئے ہیں۔ ان میں سے مولّفۃ القلوب باِجماعِ صحابہ ساقط ہوگئے کیونکہ جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسلام کو غلبہ دیا تو اب اس کی حاجت نہ رہی۔ یہ اجماع زمانۂ صدیق میں منعقد ہوا۔ (تفسیر خزائن العرفان) اب مولفۃ القلوب کے علاوہ دیگر مصارف زکوٰۃ کی تعریف پیش کیے جاتے ہیں:

فقیر: وہ ہے جس کے پاس ادنی چیز ہو اور جب تک اس کے پاس ایک وقت کے لیے کچھ ہو اس کو سوال حلال نہیں۔

مسکین: وہ ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو وہ سوال کرسکتا ہے۔

عاملین: وہ لوگ ہیں جن کو امام نے صدقے تحصیل کرنے پر مقرر کیا ہو، انہیں امام اتنا دے جو ان کے اور ان کے متعلقین کے لیے کافی ہو۔ اگر عامل غنی ہو تو بھی اس کو لینا جائز ہے۔ عامل سید یا ہاشمی ہو تو وہ زکوٰۃ میں سے نہ لے۔

گردنیں چھوڑانے سے مراد یہ ہے کہ جن غلاموں کو ان کے مالکوں نے مکاتَب کردیا ہو اور ایک مقدار مال کی مقرر کردی ہو کہ اس قدر وہ ادا کردیں تو آزاد ہیں، وہ بھی مستحق ہیں، ان کو آزاد کرانے کے لیے مالِ زکوٰۃ دیا جائے۔

قرض دار: جو بغیر کسی گناہ کے مبتلائے قرض ہوئے ہوں اور اتنا مال نہ رکھتے ہوں جس سے قرض ادا کریں انہیں ادائے قرض میں مالِ زکوٰۃ سے مدد دی جائے۔

اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے بے سامان مجاہدین اور نادار حاجیوں پر صَرف کرنا مراد ہے۔

ابنِ سبیل سے وہ مسافر مراد ہیں جس کے پاس مال نہ ہو۔ (تفسیر خزائن العرفان)

درج بالا مستحقین زکوٰۃ میں ایسا نہیں کہ اپنے رشتہ داروں کو زکوٰۃ نہ دی جائے بلکہ آپ کے محلے میں، ملنے جلنے والوں میں، عزیزو اقارب اور رشتہ داروں میں، دوست احباب میں جو مستحق زکوٰۃ ہوں ان کو زکوٰۃ دیں، ان میں سب سے افضل یہ ہے کہ اپنے رشتہ داروں کو زکوٰۃ ادا کریں، اس میں دوگنا ثواب ہے، زکوٰۃ ادا کرنے کا ثواب بھی ہے اور صلہ رحمی کرنے کا ثواب بھی اور تمام رشتہ داروں کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں، صرف دو رشتے ایسے ہیں جن کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی، ایک ولادت کا رشتہ ہے، لہٰذا باپ بیٹے کو زکوٰۃ نہیں دے سکتا اور بیٹا باپ کو زکوٰۃ نہیں دے سکتا، دوسرا نکاح کا رشتہ، لہٰذا شوہر بیوی کو زکوٰۃ نہیں دے سکتا اور بیوی شوہر کو زکوٰۃ نہیں دے سکتی، ان کے علاوہ باقی تمام رشتوں میں زکوٰۃ دی جاسکتی ہے، مثلاً بھائی کو، بہن کو، چچا کو، پھوپھی کو، ماموں کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے، البتہ یہ ضرور دیکھ لیں کہ وہ مستحق زکوٰۃ ہو اور صاحبِ نصاب نہ ہو۔

درج بالا پیش کیے گئے اپنے مشاہدات کے اسباب وعلل کی جب تلاش کی تو مندرجہ ذیل اسباب سامنے آئے:

(۱) علم کی کمی: یہ تو واضح ہے نیپال ایک چھوٹا سا ملک ہے جہاں مسلمان کافی تعداد میں موجود ہیں لیکن ابتداءً اسلامی تعلیمات اور شرعی احکامات سے ناآشنا تھے اگر چہ اب پہلے سے بہتر حالات ہیں کہ اسلامی علوم سے آشنائی ہوتی چلی ہیں پھر بھی ابھی کافی کمی ہے جس کا اندازہ خود مسائل زکوٰۃ میں لاپرواہی سے بھی کیا جاسکتا ہے۔ اللہ کرے یہاں بھی اسلامی علوم اور اسلامی تعلیمات کی دھوم دھام ہو جائے۔

(۲) مجالس علمائے اہل سنت سے دوری: ملک نیپال میں مسلمانوں میں علم کی قلت تو ہے ہی ساتھ میں ایک سبب علمائے اہل سنت کی محفل ومجلس اور صحبت سے دوری بھی ہے ورنہ اگر صحبت سے استفادہ کرتے تو ضرور اس سے بھی کچھ نہ کچھ شرعی مسائل سے واقفیت ہوتی اور کیوں نہ ہو کہ مجالس علمائے کرام کی برکت ایک مسلم حقیقت ہے۔ کیا صحبت علما کی برکت کا یہ واقعہ مشہور نہیں کہ مشہور تابعی مفتی مکہ حضرت عطا ابن ابو رباح رضی اللہ عنہ کی صحبت بابرکت سے مستفید ہونے والے ایک حجام نے ایام حج میں سراج الامہ امام الائمہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی پانچ باتوں میں رہ نمائی کی۔

عوام اہل سنت نیپال سے التجا: لہٰذا اے عوام اہل سنت !، اے افراد اہل سنت !آیئے آیئے !علوم اسلامیہ کی طرف پیش قدمی کیجیے، شریعت محمدیہ سے شناسائی حاصل کیجیے، احکامات و تعلیمات اسلام سے واقف کار بنیے تاکہ آپ تعلیم اسلام کی پاسداری کرسکیں، احکام اسلام پر عمل پیرا ہو سکیں۔ آیئے صحبت علمائے اہل سنت میں بیٹھیے، مجلس مفتیان اہل سنت سے مستفید ہو جایئے۔ یقیناً اس سے آپ کبھی بھی دینی اور شرعی معاملات میں غلطی کے شکار نہیں ہوں گے اور اس سے آپ کی آخرت کامیاب ہو جائے گی۔

علمائے اہل سنت نیپال سے التجا: اور اے سروں کے تاج مفتیان اہل سنت !، اے آنکھوں کی ٹھنڈک علمائے اہل سنت !کار تبلیغ دین کے لحاظ سے آپ کو نائبین انبیا ہونے کا شرف حاصل ہے۔ آپ حضرات بھی اپنی علمی مجلس کشادہ فرمائیں، عرفانی محفل وسیع فرمائیں۔ یقین جانیے کہ عوام اہل سنت کو آپ کی ضرورت ہے جس کا احساس آپ کو بھی ہوگا آپ اپنا قیمتی وقت انہیں عطا فرمائیں، اور ان کے ذہن و دماغ کے مطابق ان کی شرعی تربیت فرمائیں۔ جلسوں میں کم از کم ایک خطاب خاص کسی فرض دینی پر فرمائیں، اس کی ترغیب وتحریص فرمائیں اور ہر ہر عالم دین کم از کم اپنے اپنے رشتہ داروں اور اپنے اہل علاقہ کو اپنا ہدف بنا کر ان سے ملاقات فرمائیں اور ان کی شرعی رہ نمائی فرمائیں، یقیناً خوش گوار نتائج برآمد ہوں گے اور اے ہمارے ائمہ مساجد! آپ تو پوری پوری بستی کے مالک ہوا کرتے ہیں آپ کم از کم جمعۃ المبارک کے بابرکت ایام میں اپنی تقریروں میں ان باتوں پر وضاحت کے ساتھ روشنی ڈالیں یقیناً عوام آپ کی نظر کرم کی محتاج ہیں۔ اگر واقعی میں ہمارے علمائے اہل سنت اس طرف پیش قدمی فرمائیں تو بہت جلد ہمارا معاشرہ اسلامی معاشرہ ہوگا اور ہر ہر فرد سے اسلام کے آثار نمایاں ہوں گے۔ ورنہ ممکن ہے کہ ہمیں اس وعید شدید کے لیے تیار رہنا چاہیے:

"وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِهِ لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ أَوْ لَيُوشِكَنَّ اللَّهُ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ

عِقَابًا مِنْهُ ثُمَّ تَدْعُونَهُ فَلاَ يُسْتَجَابُ لَكُمْ "۔(سنن ترمذی، ح:۲۱۶۹، ناشر: دار الغرب الإسلامي، بیروت)

اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے !تم اچھی باتوں کا حکم دو گے اور بری باتوں سے منع کرو گے یا پھر جلد اللہ تعالیٰ تم پر عذاب بھیجے گا پھر تم دعا کرو گے لیکن تمھاری دعا قبول نہیں ہوگی۔

مدارس اسلامیہ میں زکوٰۃ: اور ہاں! یہ بھی عرض کر تا چلوں کہ فقہاے کرام نے مدارس اسلامیہ میں بھی زکوٰۃ کی ادائیگی کو جائز و درست فرمایا ہے گویا اب مدارس اسلامیہ بھی مستحقین زکوٰۃ میں شامل ہیں، جیسا کہ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

" مدرسہ اسلامیہ اگر صحیح اسلامیہ خاص اہل سنت کا ہو۔ نیچریوں، وہابیوں، قادیانیوں، رافضیوں، دیوبندیوں وغیرہم مرتدین کا نہ ہو تو اس میں مالِ زکوٰۃ اس شرط پر دیا جاسکتا ہے کہ مہتمم اس مال کو جُدا رکھے اور خاص تملیک فقیر کے مصارف میں صرف کرے مدرسین یا دیگر ملازمین کی تنخواہ اس سے نہیں دی جا سکتی۔ نہ مدرسہ کی تعمیر یا مرمت یا فرش وغیرہ میں صرف ہو سکتی ہے، نہ یہ ہو سکتا ہے کہ جن طلبہ کو مدرسہ سے کھانا دیا جاتا ہے اُس روپے سے کھانا پکا کر اُن کو کھلایا جائے کہ یہ صورتِ اباحت ہے اور زکوٰۃ میں تملیک لازم "۔ (فتاویٰ رضویہ، ج:۱۰، مسئلہ، ۱۰۷)

حیلہ شرعی: مذکورہ فتویٰ سے واضح ہے کہ براہ راست زکوٰۃ کی رقم مدارس اسلامیہ کے مدرسین یا دیگر ملازمین کو بطور تنخواہ نہیں دی جاسکتی۔ نہ مدرسہ کی تعمیر یا مرمت یا فرش وغیرہ میں صرف ہو سکتی ہے اور نہ مدرسہ میں کھانے والے طلبہ کو اس رقم سے کھلا سکتے ہیں لیکن اگر درج ذیل طریقہ پر عمل کر لیا جائے تو ان کاموں میں بھی زکوٰۃ کی رقم صرف کرنے کی اجازت ہے:

"ہاں اگر روپیہ بہ نیّت زکوٰۃ کسی مصرف زکوٰۃ کو دے کر مالک کر دیں وُہ اپنی طرف سے مدرسہ کو دے دے تو تنخواہ مدرسین و ملازمین وغیرہ جملہ مصارف مدرسہ میں صرف ہو سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم "۔(ایضًا)

فقیہ ملت مفتی جلال الدین امجدی فرماتے ہیں:

"زکوٰۃ کی رقم مدرسین کی تنخواہ، مدرسہ کے ٹاٹ و چٹائی یہاں تک کہ بعض صورتوں میں غریب بچوں کی کتاب و کاپی میں بھی خرچ نہیں کر سکتے۔ ہاں! اگر زکوٰۃ کی رقم کسی ایسے شخص کو دے دیں جو مالک نصاب نہ ہو پھر وہ شخص مدرسہ میں دے دے تو اب وہ رقم مدرسہ کی ہر ضرورت پر خرچ ہو سکتی ہے۔ ھٰکذا فی کتب الفقہ۔ وھو تعالیٰ اعلم بالصواب۔ (فتاویٰ فیض الرسول، ج:۱، ص:۴۸۹)

لیکن مدارس اسلامیہ کے منتظمین اس بات کا خاص خیال فرمائیں کہ جو بھی رقم زکوٰۃ کی مد میں آئے اسے دیگر رقوم سے الگ رکھیں اور زکوٰۃ کی رقم بغیر حیلہ شرعی کے صرف نہ فرمائیں کیوں کہ:

"جن مدارس میں مال زکوٰۃ طلبہ پر نہیں صرف کیا جاتا اور اراکین مدرسہ بغیر حیلہ شرعی مدرسہ کے دیگر کاموں میں صرف کرتے ہیں اور زکوٰۃ دینے والے کو اس بات کا علم ہے تو ایسے مدارس میں زکوٰۃ دینا جائز نہیں، اگر دیا تو تاوان دینا پڑے گا اگر تاوان نہیں دیا تو گنہگار ہوگا "۔ (ایضًا، ص:۴۹۱)

اللہ تعالیٰ علماے اہل سنت کے زیر سایہ شریعت کے مطابق زندگی گزارنے اور نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کی صحیح طریقہ سے ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے تاکہ دنیا میں سرخروئی کے ساتھ ساتھ آخرت میں بھی کامیاب و کامرانی کی دولت نصیب ہو۔

☆☆☆

پیغام قرآن

سورہ فاتحہ کی تفسیر

از : مفتی محمد اسرائیل رضوی

إِيَّاكَ نَعْبُدُ:-سورہ فاتحہ کی ابتدائی تین آیتوں میں خداے پاک کہ جس نے تمام جہاں کی تخلیق فرمائی اس کے پانچ اسماء مذکور ہوئے ۔ ایک اسم ذات اور چار اسماے صفات ۔ اللہ ، رب ، رحمٰن ، رحیم اور مالک گویا ارشاد باری تعالیٰ ہوا کہ اے بندو ہم نے تم کو پیدا کیا۔ لہذا ہم تمھارے اللہ ہیں ، ہم تمھارے پالن ہار ہیں ، لہذا ہم تمھارے رب ہیں ، تم نے گناہ کیے ہم نے پردہ پوشی کی اس لیے ہم رحمٰن ہیں ، تم نے گناہوں سے توبہ کی ہم نے تمھاری خطاؤں کو بخش دیا اس لیے ہم رحیم ہیں ، تم ہمارے مملوک اور قبضے میں ہو اور جزا و سزا کا دن بھی آنے والا ہے لہذا ہم تمھارے مالک ہیں اور جس میں یہ تمام صفتیں موجود ہوں وہی عبادت کا مستحق ہے ۔ اس لیے اے بندے تم ہماری ہی عبادت کرو۔ ایاک نعبد میں لفظ ایاک ، اپنے فعل نعبد کا مفعول مقدم ہے۔

سوال:۔ یہاں مفعول بہ کو فعل پر مقدم کرنے میں کیا حکمت ہے ؟

جواب :۔ حکمت یہ ہے کہ اختصاص و انحصار کا فائدہ حاصل ہو ۔ اب اس آیت کا مفہوم یہ ہوا کہ عبادت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی کی جائیگی کسی غیر کی نہیں۔

نَعْبُدُ:-نعبد کا اشتقاق عبادۃ سے ہے جس کا لغوی معنی ہیں پرستش کرنا ، اور اصطلاحی معنی مفسرین کرام نے اپنے اپنے انداز میں اس طرح بیان فرمائے۔

چناں چہ سید شریف جرجانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تحریر فرمایا کہ مکلف کا جو فعل اپنی خواہش نفس کے خلاف اپنے رب کی تعظیم کے لیے ہو اسے عبادت کہتے ہیں (التعریفات) امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تحریر فرمایا: اللہ تعالیٰ کی بڑائی کرنے اور اس کے لیے اظہار خشوع کرنے کا نام عبادت ہے (تفسیر کبیر) خلاصہ یہ کہ بندہ اللہ تعالیٰ کو اپنا خالق مان کر اس کی تعظیم اور رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے ارادہ سے جو بھی جائز کام کرے وہ عبادت ہے ۔ تصور عبادت کے لیے اس کو اپنا خالق ماننا ضروری ہے ۔ لہذا اللہ تبارک و تعالیٰ کے محبوبین و مقربین کی تعظیم بجالانا عبادت نہیں کیوں کہ ان حضرات کی تعظیم بجالانے والے انھیں اپنا خالق نہیں جانتے بلکہ خالق کائنات کے مقرب بارگاہ جانتے اور مانتے ہیں ۔ اس آیت میں شرک کی تردید بھی ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے سوا عبادت کسی کی بھی نہیں ہو سکتی۔

وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ:-یہاں بھی ایاک اپنے مابعد فعل کا مفعول مقدم ہے اور دوبارہ لایا گیا ہے تاکہ حصر کا فائدہ ہو۔ یعنی جس طرح عبادت اللہ کے ساتھ مخصوص ہے اسی طرح استعانت (بالاستقلال) بھی اس کے ساتھ مخصوص ہے۔ نستعین ، الاستعانت سے مشتق ہے جس کے معنی ہے مدد طلب کرنا۔ اب اس کے معنی یہ ہوئے کہ اے اللہ ہم تیری عبادت کرنے پر یا ان چیزوں پر کہ جن کی ہمیں طاقت یا شیطان (جو کہ تیری عبادت کے مانع ہے) کی جنگ پر یا ان امور پر جو ہمیں دین دنیا میں فائدہ پہونچائے تجھ سے امداد طلب کرتے ہیں (روح البیان)

سوال:- عبادت کو استعانت پر مقدم کیوں لائے ؟

جواب:-اس لیے کہ معلوم ہو جائے کہ طلب کے لیے تقدیم وسیلہ (عبادت) سے اجابت جلد تر مقبول ہوتی ہے۔ جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَ اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ

مفسر قرآن حضرت علامہ سید محمد نعیم الدین صدر الافاضل علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس میں یہ تعلیم فرمائی کہ استعانت خواہ بواسطہ ہو یا بلاواسطہ ہر طرح اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے حقیقی مستعان وہی ہے باقی آلات و خدام و احباب وغیرہ سب عون الٰہی کے مظہر ہیں۔ بندے کو چاہیے کہ اس پر نظر رکھے اور ہر چیز میں دست قدرت کو کار کن دیکھے ۔ اس سے یہ سمجھنا کہ اولیاء و انبیاء سے مدد چاہنا شرک ہے، عقیدۂ باطلہ ہے کیوں کہ مقربان حق کی امداد امداد الٰہی ہے استعانت بالغیر نہیں۔ اگر اس آیت کے وہی معنی ہوئے جو وہابیہ نے سمجھا تو قرآن پاک میں فَاَعِیْنُوْنِیْ بِقُوَّةٍ اور وَ اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ کیوں وارد ہوتا اور احادیث میں اہل اللہ سے استعانت کی تعلیم کیوں دی جاتی (خزائن العرفان)

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ:-سورہ فاتحہ میں حمد خدا۔ بندے کا اظہار بندگی۔ طلب امداد اور بارگاہ رب العزت میں عرض و معروض کرنا ہے۔ اس سے قبل والی آیتوں میں تین کام ہوئے۔ اب بندہ خدا

شیخ الحدیث دار العلوم قادریہ مصباح المسلمین، علی پٹی

کی بارگاہ میں اپنا عریضہ پیش کررہا ہے۔ ہم کو سیدھا راستہ چلا۔

اِھْدِ:-ہدایت سے مشتق ہے۔ جس کے معنی ہیں رہبری ور ہنمائی کرنا ۔ اصطلاح شرع میں ہدایت کا استعمال دو معنوں میں ہوتا ہے۔ ایک ایصال الی المطلوب یعنی ایسی رہنمائی کرنا جو منزل مقصود پر پہنچادے۔ دوسرے اراءۃ الطریق یعنی منزل مقصود تک پہنچنے کا صرف راستہ دکھادینا۔ خواہ مقصود تک پہنچے یا نہ پہنچے۔ یہاں ایصال الی المطلوب مراد ہے کیونکہ ہدایت کی نسبت خدا کی جانب ہے اور جب ہدایت کی نسبت خدا کی جانب ہو تو ایصال الی المطلوب ہی مراد لیا جاتا ہے۔

لفظ ”نا“ جمع ہے جس سے معلوم ہوا کہ دعا کرنے والا سب کے لیے دعا کررہا ہے۔ یہ نہیں کہتا کہ صرف مجھ کو ہدایت دے۔ لہذا ایک مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ جب بھی دعا کرے تو تمام مسلمانوں کے لیے بھی دعا کرے۔ تفسیر نعیمی میں تفسیر کبیر کے حوالہ سے ہے کہ حدیث پاک میں ہے کہ تم بے گناہ زبان سے دعا مانگو صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ بے گناہ زبان کہاں سے لائیں فرمایا کہ ہر ایک دوسرے کے حق میں دعا کرے کہ اپنی زبان اپنے لیے گنہگار ہے نہ کہ غیر کے لیے۔ صراط بمعنی طریق یعنی راستہ۔ مستقیم استقامت سے مشتق ہے جس کے معنی ہے سیدھا ہونا۔ صراط مستقیم کا معنی ہوا سیدھا راستہ ۔ اور سیدھا راستہ ہی وہ راستہ ہے جو انسان کو بہت جلد منزل مقصود تک پہنچا دیتا ہے اور چلنے والے کو کسی طرف مڑنا نہیں پڑتا۔ ٹیڑھا راستہ بہ دقت و دشواری منزل تک دیر میں پہنچاتا ہے یا پھر پہونچاتا ہی نہیں۔ حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ہمارے سامنے ایک خط کھینچا اور فرمایا کہ یہ اللہ کا راستہ ہے پھر اس کے دائیں بائیں اور لکیریں کھینچیں اور فرمایا کہ یہ مختلف راستے ہیں جن میں سے ہر راستہ پر شیطان ہے جو اِدھر بلا رہا ہے اور آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ”ان ھذا صراطی مستقیماً فاتبعواہ “(مشکوٰۃ شریف) معلوم ہوا کہ سیدھا راستہ ہی صراط مستقیم اور وہی اللہ تبارک و تعالیٰ کا راستہ ہے اور وہی راستہ عابد کو اپنے معبود حقیقی اور مخلوق کو خالق تک پہنچاتا ہے۔ اور ٹیڑھے راستے شیطانی راستے ہیں جس کے ذریعہ وصول الی اللہ ناممکن۔

صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ:- **اَنْعَمْتَ** انعام سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں نعمت ۔ نعمت دو طرح کی ہے ایک دنیاوی جیسے کہ ہمارے اعضاء اور ان کی قوتیں وغیرہ۔ دوسرے دینی جیسے کہ ایمان اور ہدایت وغیرہ۔ اس آیت کریمہ میں نعمت سے یہ آخری قسم کی نعمت مراد ہے یعنی دینی نعمتیں۔ (تفسیر نعیمی) یہ آیت ماقبل والی آیت صراط المستقیم سے بدل ہے یعنی ہدایت و توفیق کے ساتھ جن لوگوں پر انعام و احسان ہوا وہ حضرات انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کی جماعت ہے جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت پاک میں فرمایا: **اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَ الشُّھَدَآءِ وَ الصّٰلِحِیْنَ** (خازن) معلوم ہوا کہ انبیاء کرام اور صالحین امت کا راستہ صراط مستقیم ہے۔ جس پر گامزن رہنے اور چلنے کی دعا ہر مرد مومن کرتا ہے۔

غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَ لَا الضَّآلِّیْنَ:- لفظ غیر سوا، لا اور الاّ کے معنی میں آتا ہے اور یہاں تینوں معنی کا احتمال ہے مگر لا (نہ) کا معنی مراد لینا انسب ہے جیسا کہ اعلی حضرت عظیم البرکت سیدنا سرکار امام احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان کے ترجمہ کنز الایمان سے ظاہر ہے۔

اَلْمَغْضُوْبِ:-غضب سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں غضبناک ہونا۔ غضب اس حالت کا نام ہے جو دل میں بدلہ لینے کے خیال پر جوش پیدا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ چوں کہ دل سے پاک ہے اس لیے یہاں اس کے معنی ہیں اِرادۂ عذاب (تفسیر روح البیان، خازن)۔ مغضوب: اسم مفعول کا صیغہ ہے تو اس کے معنی ہوئے غضب شدہ یعنی وہ لوگ جن پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوا۔

وَ لَا الضَّآلِّیْنَ:- ضلالت سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں گمراہ ہونا، راہ حق سے ہٹ جانا۔ ضالین چوں کہ اسم فاعل ہے اس لیے اس کے معنی ہوئے گمراہ و بد عقیدہ ہوجانے اور راہ حق سے ہٹ جانے والے لوگ۔ تفسیر خازن و نسفی میں بحوالہ ترمذی ہے کہ مغضوب سے مراد یہود اور ضالین سے مراد نصاریٰ ہیں۔ معلوم ہوا کہ گمراہ اور بد عقیدوں سے دور رہنے کی دعا کرنا اور اس سے احتراز کرنا ضروری ہے تاکہ ایمان و اسلام کی حفاظت ہو اور یہی ایک اہل ایمان و ہدایت یافتہ لوگوں کی شان اور پہچان ہے۔

آمین:- اسم فعل ہے جس کے معنی ہیں اے اللہ تو قبول فرما یہ قرآن پاک کی آیت نہیں یہی وجہ ہے کہ اس کو قرآن پاک میں نہیں لکھا گیا۔ سورۂ فاتحہ کی تلاوت کرنے والے کے لیے سنت ہے کہ اختتام پر تھوڑے سے سکتہ کے ساتھ فصل کرتے ہوئے آمین کہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ پروردگارا! ہم نے جو تیری تعریف و توصیف کی، اظہار بندگی کی، امداد کے خواستگار ہوئے اور صراط مستقیم جو تیرے برگزیدہ بندوں کا راستہ ہے اس پر چلنے اور بد عقیدوں کی راہ سے بچنے کا عریضہ پیش کیا ہے اسے تو قبول فرما۔ ☆☆☆

پیغام حدیث

شرح حدیث جبریل

از : مفتی محمد عثمان رضوی

حدیث: عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللہ تَعَالَی عَنْه أیضاً قَال: بَیْنَمَا نَحْنُ جُلُوْسٌ عِنْدَ رَسُولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذَاتَ یَوْمٍ إِذْ طَلَعَ عَلَیْنَا رَجُلٌ شَدِیْدُ بَیَاضِ الثِّیَاب شَدِیْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ لاَ یُرَی عَلَیْه أَثَرُ السَّفَرِ وَلاَ یَعْرِفُه مِنَّا أَحَدٌ حَتَّی جَلَسَ إِلَی النَّبِيّ صلی اللہ علیہ وسلم فَأَسْنَدَ رُکْبَتَیْه إِلَی رُکْبَتَیْه وَوَضَعَ کَفَّیْه عَلَی فَخِذَیْه۔

(ترجمہ)حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک صاحب ہمارے سامنے نمودار ہوئے جن کے کپڑے بہت سفیداور بال خوب کالے تھے،ان پر آثار سفر ظاہر نہ تھے اور ہم میں سے کوئی انہیں پہچانتا بھی نہ تھا، یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے اور اپنے گھٹنے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھٹنوں شریف سے مس کردیے اور اپنے ہاتھ اپنے زانو پر رکھے۔

تشریح: ایمان کے لغوی معنی ہے امن دینا، اور شریعت میں ایمان اس اسلامی عقائد کا نام ہے جنہیں مان کر انسان عذاب الٰہی سے امن میں آجاتا ہے۔ یعنی ان تمام چیزوں کو ماننا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم رب کی طرف سے لائے (ماجاء بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن ربہ) چوں کہ ایمان محض ماننے اور تصدیق کا نام ہے، اس لیے اس میں مقدار ناممکن ہے ہاں کیفیت کی زیادتی کمی ممکن ہے۔

(وضاحت)ایمان قابل زیادتی ونقصان نہیں اس لیے کی بیشی اس میں ہوتی ہے جو مقدار یعنی لمبائی، چوڑائی، موٹائی یا گنتی رکھتا ہو۔اور ایمان تصدیق ہے، اور تصدیق اعتماد ویقین کی ایک کیفیت کا نام ہے۔ محض آیات میں ایمان کا زیادہ ہونا جو فرمایا ہے اس سے مراد مؤمن بہ ومصدق بہ ہے، یعنی جس پر ایمان لایا گیا ہو اور جس کی تصدیق کی گئی ہو کہ زمانہ نزول قرآن میں اس کی کوئی حد معین نہ تھی بلکہ احکام نازل ہوتے رہتے اور جو حکم نازل ہوتا اس پر ایمان لازم ہوتا، نہ کہ خود نفس ایمان بڑھ گھٹ جاتا ہو، البتہ ایمان قابل شدت وضعف ہے کہ یہ کیفیت کے عوارض سے ہیں۔ شرح عقائد نسفی میں ہے: ان حقیقة الایمان لاتزید ولاتنقص وقال بعض المحققین لانسلم ان حقیقة التصدیق لاتقبل الزیادة والنقصان بل تتفاوت قوةومنحضا. ایمان اصل عبادات ہے، اس لیے اختصاراً اسے یہاں بیان کیا گیا ان شاء المولی تعالی تفصیل موقع ومحل پہ آئے گی۔

(اذطلع علینا رجل الخ") محدثین کرام اس کی تشریح میں ارشاد فرماتے ہیں: اس سے مراد حضرت جبریل علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں جو شکل انسانی میں حاضر ہوئے جیسے قوم بنی اسرائیل کے آخری نبی حضرت عیسی علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ محترمہ حضرت بی بی مریم رضی اللہ تعالی عنہا کے پاس مرد کی شکل میں گئے۔ اللہ تبارک وتعالی نے فرشتوں کو یہ اختیار دیا ہے جو شکل چاہیں بن جائیں، جن کی شکل چاہیں اختیار کرلیں، چونکہ فرشتے وہ نورانی مخلوق ہیں جو مختلف شکلیں اختیار کرسکتی ہیں۔ اور حضرت عمربن خطاب رضی اللہ عنہ کے ارشاد عالی کے مطابق وہ مرد مسافر نہ تھے، اور نہ ان کے بال ولباس غبار میں اٹے تھے۔ حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کالے بال اور سفید کپڑے میں ہونا شکل بشری کا اثر تھا، ورنہ وہ خود نوری ہیں لباس اور سیاہ بالوں سے بری۔ ہاروت ماروت فرشتے شکل انسانی میں آکر کھاتے پیتے بلکہ صحبت بھی کرسکتے تھے۔ کبھی حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حضرت دحیہ کلبی کی شکل میں حاضر ہوتے۔

عصاے موسوی سانپ کی شکل میں ہوکر جادوگروں کی لکڑی اور ڈنڈے سے بنے ہوئے سانپ کو نگل گیا تھا۔ ایسے ہی ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نوری بشر ہیں، کھانا پینا نکاح اسی بشریت کے احکام تھے۔ صوم وصال میں نورانیت کی جلوہ گری ہوتی تھی بغیر کھائے پئے عرصۂ دراز گزار لیتے تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد عالی "ایکم مثلی یطعمنی ربی و یسقینی" نورانیت کو غماز ہے۔ آج صدہا سال سے حضرت عیسی بغیر کھائے پئے آسمان پر جلوہ گر ہیں یہ سب

نورانیت کاظہور ہے۔

(لا یعرفه منا احد) حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ حیرت واستعجاب کا مجسمہ بن کر ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی بار گاہ میں آنے والا شخص ایسا تھا کہ ہم میں کا کوئی انہیں پہچانتا بھی نہ تھا یعنی وہ مدینہ کے باشندہ نہ تھے ورنہ ہم انہیں ضرور پہچانتے ہوتے۔ منا فرماکر یہ بتایا کہ ہم انہیں نہ پہچانتے تھے، لیکن غیب داں رسول ﷺ انہیں خوب جانتے پہچانتے تھے، جبھی تو وہ حضور سے بہت قریب بیٹھے، ورنہ پوچھتے تم کون ہو؟ اور اس طرح مجھ سے مل کر کیوں بیٹھتے ہو۔

حضرت جبریل کے بیٹھنے کا یہ انداز جیسے نمازی التحیات میں، شاگرد استاذ کے سامنے، اور مرید پیر کے سامنے دوزانو بیٹھتا ہے۔ قیامت تک کے مسلمانوں کو حضور ﷺ کی بار گاہ میں حاضری کا ادب سکھادیا، اور بتادیا! کہ زائرین روضۂ اطہر پر نماز کی طرح کھڑے ہوکر سلام عرض کرنا یا بیٹھ کر درود پڑھنا حرام نہیں بلکہ جائز ہے جس کی اصل یہی حدیث جبریل ہے۔ (جاری) ☆☆☆ ☆☆☆

(صفحہ نمبر ۲۴ر کا بقیہ)

انہوں نے کہا دعوت کے کام سے آیا تھا۔ میں نے پوچھا پروگرام میں گئے تھے؟ تو اس کا جواب تھا۔ "یہ سب آپ لوگوں کا کام ہے، ہم تو کسی کو ٹارگیٹ بناتے ہیں اور اس وقت تک اس سے ملتے ہیں جب تک وہ مکمل ہمارا نہ ہو جائے اسی لیے اس کے گھر گیا تھا"۔ میں سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ ہم عام طور سے کسی گاؤں میں اسی وقت جاتے ہیں جب ہمارا کوئی ذاتی کام ہو یا پھر وہاں کی محفلوں میں ہماری دعوت ہو۔ کسی مخصوص فرد کو دین کی دعوت دینے کی غرض سے کسی کے گھر جانے کی شاید ہی ہمیں توفیق ملتی ہے۔

عوام تک رسائی اور ان کے لیے سماجی اور رفاہی کام کرنا بھی دعوت وتبلیغ کا ایک بہت بڑا حصہ ہے جس کا ہمارے یہاں فقدان ہے۔ ہم اہل سنت وجماعت کے پیروکاروں نے دعوت وتبلیغ کو جلسے جلوس اور محفلوں ہی تک محدود کر دیا ہے۔ حالاں کہ علاقے میں ہونے والے سالانہ جلسوں میں جتنے روپے خرچ کیے جاتے ہیں، ان کے آدھے میں ہم کم سے کم بیس قابل افراد کو فارغ البال کرکے میدان میں دعوت وتبلیغ کے لیے اتار سکتے ہیں۔ اس لیے ہم سب کو جلسے جلوس کے ساتھ اس طرف بھی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

مذکورہ اسباب کے علاوہ بڑھتی وہابیت کے پیچھے اور بھی بہت سی وجوہات کار فرما ہیں جن کی طرف ہمارے علمائے کرام کی خاص توجہ درکار ہے۔ اگر ایسے ناگفتہ بہ حالات میں بھی ہماری آنکھیں نہیں کھلتی ہیں تو عنقریب یہ فتنہ پورے نیپال میں پھیل جائے گا اور ہم ایک دوسرے کو مورد الزام ٹھہراتے رہ جائیں گے۔ ☆☆☆

(صفحہ نمبر ۲۷ر کا بقیہ)

امانت کا بوجھ:

آپ ﷺ نے شب معراج ایک منظر یہ بھی دیکھا کہ ایک شخص جس نے بڑی بھاری گٹھری باندھی ہوئی ہے۔ لیکن وہ اس کو اٹھا نہیں سکتا، اور اس گٹھری میں مزید اضافہ کرنا چاہتا ہے، حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اے جبریل یہ کیا ہے؟ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی یہ آپ کا وہ امتی ہے جس کے پاس لوگوں کی امانتیں ہوں گی، ان کو ادا نہیں کرے گا اور مزید امانتیں رکھنے کی خواہش کرے گا۔ (مسند البزاز، تفسیر روح البیان، ج۵، ص۱۰۹)

حضور اکرم ﷺ نے سفر معراج سے واپسی پر معراج کے تمام مشاہدات، جنت وجہنم کے کوائف، دوزخ وباغ فردوس کی پکار، جنتیوں پر ہونے والے انعامات اور جہنمیوں پر ہونے والے عذاب، دیدار الٰہی سے سرشاری کے لمحات، آسمانوں پر لقائے انبیا کے احوال، استقبال میں حور وغلمان اور فرشتوں کا آسمانوں وجنت کو آراستہ وپیراستہ کرنے کے حسین مناظر، فرشتوں اور حوروں کا دیدار حبیب کبریا کے لیے اشتیاق وغیرہ، جملہ کوائف واحوال سے اپنی امت کو آگاہ کیا، تاکہ امت ان سب حقائق ورموز سے آشنا ہوکر دنیا سے بے رغبتی اختیار کرے، اور اپنے معاملات میں اللہ تعالی کے مقرر کردہ انعامات وسزائیں پیش نظر رکھ کر ہمیشہ رضائے الٰہی ورضائے احمد مختار ﷺ کے متلاشی رہے۔

عرش وملک وارض وسما جنت ودوزخ
اس شاہ نے ہر چیز کو دیکھا شب معراج

☆☆☆☆☆

مجلس شرعی، مبارک پور کا چوبیسواں فقہی سیمینار اور اس کے فیصلے

از: مفتی محمد نظام الدین رضوی

چوبیسواں فقہی سیمینار ایک سال کے طویل ناغے کے بعد ۱۷/ ۱۸/ ۱۹/ صفر ۱۴۳۹ھ مطابق ۷/ ۸/ ۹/ نومبر ۲۰۱۷ء منگل، بدھ، جمعرات کو منعقد ہوا، اس سیمینار میں پانچ ضروری موضوعات زیر غور تھے جن میں سے چار موضوعات پر کافی بحث و تمحیص کے بعد باتفاق رائے فیصلے ہو گئے اور ایک موضوع کا فیصلہ تنگیِ وقت کے باعث نہ ہو سکا وہ ہے "مٹیریل کی قیمتوں میں اتار چڑھاؤ کے ساتھ تعمیر کا ٹھیکہ"۔

ان چار فیصلوں میں سے شروع کے دو فیصلے بہت اہم اور تاریخی حیثیت کے حامل ہیں ہم کسی مناسب مقام پر ان کی اہمیت پر روشنی ڈالیں گے اِن شاء اللہ تعالیٰ۔ اب ہم سب سے پہلے فیصلوں کا خلاصہ پیش کرتے ہیں تاکہ ہمارے عوامی بھائیوں کے لیے استفادہ آسان ہو، پھر فیصلوں کا متن پیش کریں گے۔

فیصلوں کا خلاصہ

(۱) بینک گارنٹی لیٹر کا حکم:

بڑے بڑے کاروبار اور ٹھیکے میں بینک "گارنٹی لیٹر" جاری کرتا ہے اس کی شرعی حیثیت ضمانت کی ہے جو جائز ہے اور اپنی خدمات (سروسز) کے عوض جو فیس لیتا ہے اس کی شرعی حیثیت اجرت کی ہے یہ بھی جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) بینک اکاونٹ میں رقوم کا اندراج قبضہ ہے یا نہیں:

(الف) بینک اکاونٹ یا لیجر بک میں رقوم کا اندراج اصل مذہب کے لحاظ سے قبضہ نہیں لیکن اب کیش لیس کے رائج نظام، عرف عام اور حاجت شرعی کی بنا پر اس کو حکماً قبضہ تسلیم کیا جاتا ہے لہٰذا قرض خواہ یا کسی دوست یا فقیر کے کھاتے میں روپے جمع کرنے سے قرض ادا ہو جائے گا اور ہبہ اور تصدق مفید ملک ہوگا۔

اس طرح کے امور میں بینک کے متعلقہ عملہ کی حیثیت وکیلِ قبض کی ہے تو اس طور پر اکاونٹ میں اندراج قبضے کا مظہر ہوگا۔
واللہ تعالیٰ اعلم

(ب) انٹرنیٹ کے ذریعے آن لائن جو سامان خریدے جاتے، پھر ہاتھ میں آنے سے پہلے ہی بار بار خریداروں کی طرف سے بیچے جاتے ہیں ان کا حکم یہ ہے کہ پہلی بیع جو سامان کے اصل مالک و قابض کی طرف سے ہوتی ہے جائز و درست ہے اور اس کے بعد خریداروں کی بیع در بیع بھی جائز ہی ہے کہ ان بیعوں میں بیع کی ذات (مثلاً یہ گھڑی) متعین نہیں اور بائع مطلوبہ کمپنی، ماڈل، سائز، کلر کا ویسا ہی سامان کبھی بھی دے سکتا ہے اور اس میں کوئی شرعی خرابی نہیں ہے، البتہ آن لائن خرید و فروخت میں چوں کہ خریدار نے اصل چیز دیکھی نہیں ہوتی ہے، اس لیے سامان دیکھنے کے بعد پسند نہ آئے یا کوئی عیب نظر آئے تو اسے واپس کرنے کا اختیار حاصل ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) انتفاع کی شرط کے ساتھ دکان مکان وغیرہ کا رہن:

ایک عرصے سے لوگوں میں یہ رائج ہے کہ لمبی لمبی رقوم قرض لے کر قرض خواہ کے پاس دکان یا مکان گروی رکھ دیتے ہیں اور وہ اس دکان یا مکان سے فائدہ اٹھاتا ہے یہ صورت قرض و سود کی ہے، جو حرام و گناہ ہے، اس سے بچنے کا راستہ یہ ہے کہ جتنے روپے کی حاجت ہو اسے مکان کے ماہانہ کرایے پر تقسیم کر دیں مثلاً بارہ ہزار روپے کے عوض مکان یا دکان اجارے پر دیں اور یہ طے کر دیں کہ ماہانہ کرایہ ایک ہزار روپے ہوگا پھر بارہ ماہ پورے ہونے پر مکان، دکان واپس کر دے، یہ معاملہ اجارے کا ہے جو جائز و درست ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) ای کامرس ٹریڈنگ کا حکم:

آن لائن تجارت کو ای کامرس ٹریڈنگ کہتے ہیں اس کی کئی صورتیں ہیں جن کے احکام الگ الگ درج ہیں:

☆ ڈراپ شپنگ:

اس صورت میں سامان ریٹیلر کے پاس موجود نہیں ہوتا پھر وہ

صدر المدرسین جامعہ اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ

سامان بیچ دیتا ہے، اس کا حکم یہ ہے کہ جو سامان اپنے ملک میں نہ ہوا سے بیچنا ناجائز ہے اس لیے ایسے شخص سے ہرگز سامان نہ خریدیں اور نہ ریٹیلر بیچے، اسے چاہیے کہ کمپنی کے ایجنٹ کی حیثیت سے اس کا سامان بیچے اس صورت میں اس کا بیچنا اور دوسرے کا اس سے خریدنا جائز ہوگا اور یہ ریٹیلر اپنے کام کے عوض مقررہ اجرت کا بھی حقدار ہوگا۔

بزنس ٹو کنزیومرس:

اس صورت میں کمپنی جو سامان فروخت کرتی ہے وہ اس کے اسٹاک میں موجود ہوتا ہے، اس لیے اس کا بیچنا اور صارفین کا اس کا خریدنا، جائز ہے، ہاں! یہ لحاظ ضروری ہے کہ مشتری کسی معتمد و ذمہ دار کمپنی سے ہی اس طرح کا معاملہ کرے، اس بیع میں مشتری کو خیار عیب و خیار رویت بھی حاصل ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بزنس ٹو بزنس:

سامان بنانے والی کمپنی کا ڈسٹری بیوٹر سے، اور اس کا ہول سیلر سے، اور ہول سیلر کا ریٹیلر سے فروخت کرنا جائز ہے۔

کنزیومرس ٹو کنزیومرس:

یہ معاملہ بھی جائز ہے اور سائٹ کا مالک جو پیسے کماتا ہے وہ اس کے اشتہار کی اجرت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کنزیومرس ٹو بزنس:

یہ معاملہ عقد اجارہ ہے، پروجیکٹ میں اگر کوئی شرعی خرابی نہ ہو تو اس کے لیے کام کرنا جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فیصلے

پہلی نشست:

۱۷ر صفر ۱۴۳۹ھ/مطابق ۷ر نومبر ۲۰۱۷ء

منگل — بعد مغرب

فیصلہ بعنوان

(۱) بینک گارنٹی لیٹر شرعی نقطۂ نظر سے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامدًا و مُصلّیًا و مُسلّمًا

اس نشست میں "بینک گارنٹی لیٹر" کی شرعی حیثیت زیر بحث آئی۔ بینک گارنٹی لیٹر کی تفصیل سوال نامے میں درج ہے۔ اس کا مختصر تعارف یہ ہے کہ جب کوئی شخص بڑا کاروبار کرنا چاہتا ہے اور اُدھار خریداری کے ذریعہ اپنی تجارت کو فروغ دینے کا قصد رکھتا ہے تو مارکیٹ میں اپنی شناخت اور کمپنیوں سے تعلقات نہ رکھنے کے باعث اس کے لیے اُدھار خریداری دشوار ہوتی ہے۔ ایسی صورت میں وہ چاہتا ہے کہ کسی معتبر بینک کو اس بات کا ضامن بنائے کہ یہ خریدار مطلوبہ رقم وقت پر ادا کر دے گا، اگر وہ نہ دے سکا تو بینک اس کی طرف سے ادا کرے گا، اسی طرح کسی کام کا ٹھیکہ لینے کی صورت میں بھی یہ ضمانت حاصل کی جاتی ہے جس میں کام پورا نہ ہونے کی وجہ سے نقصان کی تلافی کا ذمہ بینک لیتا ہے۔

یہ کارروائی مکمل کرنے کے لیے بینک کا مقررہ فارم، ضمانت حاصل کرنے والے کو پُر کرنا ہوتا ہے جس کے ساتھ متعدّد کاغذات اور دستاویزات درخواستِ ضمانت دینے والے کو منسلک کرنے ہوتے ہیں، پھر بینک اس شخص کی مالی حیثیت اور سابق عمل وغیرہ سے متعلق اطمینان حاصل کرنے کے بعد اس کی درخواست منظور کر کے ایک مکتوب جاری کرتا ہے جس کی بنیاد پر درخواست دہندہ تاجروں اور کمپنیوں سے اُدھار خریداری یا ٹھیکہ لینے کا اہل ہو جاتا ہے اور اس کا کام جاری ہو جاتا ہے۔ بینک یہ ضمانت کم از کم تین ماہ کے لیے اور زیادہ سے زیادہ دس سال کے لیے لیتا ہے۔ اور اس پر اپنی مقررہ فیس بھی وصول کرتا ہے۔

اب زیر بحث یہ مسئلہ تھا کہ شرعًا اس معاملے کی حیثیت کیا ہے؟ اور اس کا جواز ہے یا نہیں؟

کچھ اختلافاتِ آرا کے بعد مندوبین کا اس پر اتفاق ہوا کہ یہ "عقدِ کفالت" بلفظِ دیگر "عقد ضمانت" ہے۔ جس میں درخواست دہندہ "مکفول عنہ" اور مطلوب ہوتا ہے بینک "کفیل" ہوتا ہے اور "مکفول لہ" وہ شخص یا کمپنی ہوتی ہے جس سے بینک گارنٹی لیٹر رکھنے والا (بی جی ہولڈر) آئندہ معاملہ کرے گا۔

امام اعظم اور امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ کے مذہب میں اس عقد کی تکمیل کے لیے مکفول لہٗ یعنی طالبِ دَین کا قبول بھی شرط ہے، ابتداءً وہ نہ موجود ہے، نہ اس کا قبول ہے اس لیے یہ عقد ناتمام ہے۔ مگر امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے مذہبِ آخر پر عقد کفالت کفیل کے قبول کر لینے سے تمام ہو جاتا ہے اور یہ مذہب بھی مفتیٰ بہ ہے، امام احمد رضا قدس سرہ نے فتاویٰ رضویہ جلد ہفتم میں فرمایا:

أقول: ہمارے نزدیک یہ تفصیل بھی عند التحقیق قولِ طرفین پر مبنی ہے کہ کفالت بے قبولِ طالب ناتمام مانتے ہیں۔

قول مُفتیٰ بِہٖ پر جبکہ کفالت صرف قولِ کفیل سے تمام ہو جاتی ہے اگرچہ طالب کی رضا نہ ہو، تو مطلوب کی اجازتِ لاحقہ نہ ہوگی مگر بعد تمام عقد اور وہ تبرّعًا واقع ہولیا تو اب متغیّر نہ ہوگا۔

عالمگیریہ میں ہے:

أمّا رُكْنُهَا فَالْإِيجَابُ ، وَالْقَبُولُ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ وَمُحَمَّدٍ - رَحِمَهُمَا اللهُ تَعَالَى - ، وَهُوَ قَوْلُ أَبِي يُوسُفَ - رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى- أَوَّلًا حَتّٰى أَنَّ الْكَفَالَةَ لَا تَتِمُّ بِالْكَفِيلِ وَحْدَهُ ، كَذَا فِي المُحِيط.

وَ رَضَا الطَّالِبِ لَيْسَ بشرطٍ عنده و هو الأصحُّ . «كافي» و هو الأظهر. «فتح القدير». و في البزازية: وعليه الفتوى، كذا في النهر الفائق و هكذا في البحر الرائق. اھ.(۱)

یہ فتویٰ جس میں قول امام ابو یوسف کو مفتیٰ بہ قرار دیا گیا ہے ۱۳۳۶ھ میں جاری ہوا ہے اور امام احمد رضا قدّس سرّہ نے عرف و زمانہ کا اعتبار کرتے ہوئے آخر میں اسی کو ترجیح دی۔

الحاصل اس مذہب مفتیٰ بہ کی رو سے عقد کفالت بغیر قبولِ مکفول لہ کے مکمل ہو جاتا ہے لہٰذا بینک کے ساتھ ہونے والا عقد مکمل عقد کفالت ہے۔ رہا وقت عقد مکفول لہ کا نامعلوم ہونا تو یہ جہالتِ یسیرہ ہے جس کی عقد کفالت میں گنجائش ہوتی ہے۔

علاوہ ازیں جب گارنٹی لیٹر کسی کمپنی کے پاس پہنچا اور اس نے اسے قبول کر لیا تو قبولِ مکفول لہ کی شرط بھی متحقق ہوگئی اور مذہب طرفین پر بھی عقد کفالہ مکمل ہوگیا۔

ہدایہ میں ہے: الكتاب كالخطاب، وكذا الإرسال، حتى اعتبر مجلس بلوغ الكتاب وأداء الرسالة.(۲)

حاشیہ شِلبی میں ہے:

إنّ قول الرسول كقول المرسِل ، و كذلك الكتاب من الغائب كالخطاب من الحاضر سواءٌ كان الرسول عدلاً أو غير عدل.(۳)

(۱) فتاوی رضویه جلد ۷، ص : ۲۷۵، كتاب الكفالة، سني دار الاشاعت)

(۲) ج: ۳، ص: 32 ، مجلس بركات.

اس عقد کی صحت پر ایک اشکال یہ ہے کہ اس میں عوض کی شرط ہوتی ہے بینک مقررہ فیس لینے کے بعد ہی ذمہ لیتا اور گارنٹی لیٹر دیتا ہے، جب کہ شرعًا عقدِ کفالت میں اگر کفیل مال مطلوب کے علاوہ کوئی رقم مکفول عنہ سے لے تو کفالت فاسد ہے اس لیے کہ وہ رقم یا تو رشوت ہے یا رِبا۔

اس اشکال کے باوجود مذکورہ معاملہ دنیا بھر میں رائج ہے اور لوگ اس طرح بینک سے گارنٹی لیٹر حاصل کر کے تجارتوں میں لگے ہوئے ہیں اس لیے تا حدِّ امکان تصحیحِ عقد کی صورت زیرِ غور آئی اور دیکھا گیا کہ بینک اس معاملے کے ساتھ ابتدا میں اور بعد میں بہت سے کام انجام دیتا ہے، شروع میں وہ درخواست دہندہ سے متعلق اہلیت کی تفتیش کرتا ہے پھر لیٹر جاری کرتا ہے اور بعد میں جن کمپنیوں سے بی جی ہولڈر معاملہ کرتا ہے ان کا اور ان کے معاملات کا رِکارڈ رکھتا ہے تاکہ مکفول عنہ سے مطالبہ کر سکے اور وقت پر عدم ادائگی کی صورت میں خود ادا کرے، ان سروسز (خدمات اور کاموں) پر وہ اجرت اور عوض لے سکتا ہے اس لیے یہ ماننا چاہیے کہ یہ عوض بینک کا سروس چارج ہے اور عقد مذکور "عقد کفالہ مع اجارہ" ہے، اس موقع پر تصحیح عقد کے لیے قول عاقدین سے ہٹ کر کچھ اور ماننے اور عقد صحیح قرار دینے کی نظیر بھی "ہدایہ"(٤) سے پیش ہوئی۔

اس لیے عقد کفالہ مع اجارہ قرار دینے اور اس کے جواز پر مندوبین کا اتفاق ہوا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) حاشية الشِّلبي على تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق ج ٥ ص ٢١١.

(٤) ہدایہ میں ہے: وَأَمَّا بَيْعُ الْخَمْرِ وَالْخِنْزِيرِ إِنْ كَانَ قُوبِلَ بِالدَّيْنِ كَالدَّرَاهِمِ وَالدَّنَانِيرِ فَالْبَيْعُ بَاطِلٌ ، وَإِنْ كَانَ قُوبِلَ بِعَيْنٍ فَالْبَيْعُ فَاسِدٌ حَتّٰى يَمْلِكَ مَا يُقَابِلُهُ وَإِنْ كَانَ لَا يَمْلِكُ عَيْنَ الْخَمْرِ وَالْخِنْزِيرِ... وَكَذَا إِذَا بَاعَ الْخَمْرَ بِالثَّوْبِ لِأَنَّهُ لَا يُعْتَبَرُ شِرَاءُ الثَّوْبِ بِالْخَمْرِ لِكَوْنِهِ مُقَايَضَةً.(الهداية ج۳، ص : ۳۳، ۳٤، باب البيع الفاسد، مجلس البركات)

عنایہ شرح ہدایہ میں ہے: "وَكَذَا إِذَا بَاعَ الْخَمْرَ بِالثَّوْبِ" يَكُونُ الْبَيْعُ فَاسِدًا، وَإِنْ وَقَعَ الْخَمْرُ مَبِيعًا وَالثَّوْبُ ثَمَنًا بِدُخُولِ "الباء" لِكَوْنِهِ مُقَايَضَةً، وَفِيهَا كُلٌّ مِنْ الْعِوَضَيْنِ يَكُونُ ثَمَنًا وَمُثَمَّنًا ، فَلَمَّا كَانَ فِي الْخَمْرِ جِهَةُ الثَّمَنِيَّةِ رُجِّحَ جَانِبُ الْفَسَادِ عَلَى الْبُطْلَانِ صَوْنًا لِلتَّصَرُّفِ عَنْ الْبُطْلَانِ بِقَدْرِ الْإِمْكَانِ.اھ(العناية)۱۲

محمد نظام الدين الرضوي غفر له

دوسری نشست:

۱۸؍ صفر ۱۴۳۹ھ / مطابق ۸؍ نومبر ۲۰۱۷ء — بدھ — صبح

فیصلہ بعنوان

(۲) بینک اکاؤنٹ میں رقوم کا اندراج قبضہ ہے یا نہیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
حَامِدًا و مُصَلِّیًا و مُسَلِّمًا

قبضہ کا لغوی و حقیقی مفہوم ہے ہاتھ میں لینا، ہاتھ سے پکڑنا، سمیٹنا، مٹھی میں لینا اور حکماً تخلیہ کو بھی قبضہ کہا جاتا ہے۔ تَخْلِیَہ کا مطلب ہے: قبضہ کی راہ میں حائل رکاوٹیں دور کر کے شی کو ہاتھ سے قریب کر دینا اور تمکُّن من القبض کا مطلب ہے "قبضہ پر قابو پا لینا"۔ اس میں اور تخلیہ میں فرق یہ ہے کہ تخلیہ کے لیے قابو پانے کے ساتھ کچھ اور شرطیں بھی درکار ہوتی ہیں جب کہ تمکُّن میں "قابو پا لینا" کافی ہوتا ہے جیسے اپنے جال میں پرندہ یا مچھلی پھنس جائے تو قبضہ پر قابو مل جاتا ہے اور یہاں یہی قبضہ کے لیے کافی ہے مگر یہ تخلیہ نہیں ہے۔

مفردات امام راغب میں ہے:

القبض: تناول الشيء بجميع الكف.[1]

بدائع الصنائع میں ہے: **الأصل في القبض** هو الأخذ بالبراجم؛ لأنه القبضُ حقيقة.[2]

نیز اسی میں ہے: معنى القبض: هو التمكن من التصرف في المقبوض.[3]

الاشباہ والنظائر، کتاب الصید میں ہے:

الِاستيلاء قسمان: حقيقي و حكمي. فالأول بوضع اليد، و الثاني بالتهيئة، فإذا نصب الشبكة للصيد مَلَكَ ما تعقَّل.[4]

کتب فقہ ولغت میں اس طرح کے نصوص بے شمار ہیں اور یہ مفاہیم مسلّمات سے ہیں۔

شریعت نے الفاظ کے وضعی مفاہیم کو بدلا نہیں بلکہ ان کو برقرار رکھتے ہوئے انھیں معانی میں استعمال کیا، یہ الگ بات ہے کہ کہیں کچھ امور کا اضافہ بھی کیا، مگر قبضہ کے مفہوم میں کوئی اضافہ نہیں ہے کہ یہ منقولات شرعیہ سے نہیں ہے۔

ہدایہ میں ہے: والأصلُ إعمالُ الألفاظِ في مُقتضَياتها الحقيقية.[5] اصل یہ ہے کہ الفاظ کو ان کے حقیقی معانی میں استعمال کیا جائے۔

اب رہا یہ سوال کہ بینک اکاؤنٹ میں اندراج قبضے کی حقیقی، حکمی، عرفی کسی قسم میں شامل ہے یا نہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ "بینک اکاؤنٹ میں اندراج" قبضے کی حقیقی، حکمی، عرفی کسی قسم میں شامل نہیں۔

◙ **حقیقی نہ ہونا** تو ظاہر تر ہے کہ وہ قبض بالبراجم یا ہاتھ میں لینا، پکڑنا نہیں ہے۔

◙ **حکمی اس لیے نہیں ہے** کہ تخلیہ اپنے شرائط کے ساتھ یہاں متحقق نہیں ہوتا۔

◙ **"عرفی"** اس لیے نہیں کہ عہدِ رسالت سے لے کر بعد کے ادوار تک کے عرف کے خلاف ہے۔

اب ہم ہر ایک کے دلائل پیش کرتے ہیں۔

بینک اکاؤنٹ میں اندراج قبضۂ حکمی نہیں

قبضۂ حکمی نام ہے

- اپنی مملوک چیز (مثلاً شکار کے لیے بچھایا گیا جال، یا بنایا گیا کمرہ، یا تالاب) میں کچھ آنے یا رکھنے کا
- یا پھر تخلیہ کا۔

اور یہاں دونوں معدوم ہیں۔ پہلی صورت کا تو یہاں کوئی وجود ہی نہیں۔ دوسری صورت ممکن ہے مگر اس کے شرائط نہیں پائے جاتے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدّس سرّہ نے قبضہ کی اس صورت پر تفصیل کے ساتھ گفتگو فرمائی ہے۔

بینک اکاؤنٹ میں اندراج قبضۂ عرفی بھی نہیں

اس لیے کہ عہدِ رسالت سے اب تک جو عرف چلا آرہا ہے اُس میں کسی مال یا جائداد سے متعلق دستاویز، وثیقہ یا رجسٹر میں اندراج کو قبضہ نہیں سمجھا جاتا۔ بینک کو اپنی تمام رقوم اور آمد و خرچ کا ریکارڈ رکھنے کے لیے متعدّد

(۱) مفردات امام راغب، ج ۱، ص ۶۵۲، کتاب القاف / قبض، دار العلم دار الشامية، دمشق بيروت.
(۲) بدائع الصنائع كتاب البيوع، فصل في حكم البيع.
(۳) بدائع الصنائع كتاب الهبة، فصل في شرائط ركن الهبة.
(٤) الأشباه والنظائر، ج ۱، ص ۲۸٦، دار الكتب العلمية.
(۵) الهداية ج ۳، ص ۵۲، بابُ الإقالة، مجلس البركات.

رجسٹر بنانے پڑتے ہیں، انھی میں سے ایک لیجر بک بھی ہے جو ہر کھاتے دار سے متعلق در آمد، برآمد ہونے والی رقوم پر مشتمل ہوتا ہے جس کی بنیاد پر کھاتے دار کا لین دین جاری رہتا ہے۔ نہ کھاتے دار اُسے اپنا قبضہ جانتا ہے، نہ بینک اُسے اُس کا قبضہ مانتا ہے۔ ہاں بینک کے رجسٹر میں کھاتے دار کو ملنے والی رقم کا اندراج بینک کی جانب سے اس بات کا اقرار ہوتا ہے کہ وہ کھاتے دار کی اتنی رقم کا مدیون ہے اور اس کے باعث کھاتے دار کو اس بات کا استحقاق ہوتا ہے کہ وہ بینک سے اپنی وہ رقم وصول کرے۔

یہ بھی قابل توجہ ہے کہ بینک میں درج شدہ رقم جب بینک کے ذمہ کھاتے دار کا دَین ہے تو دین ایسی چیز ہے جس پر قبضہ صحیح نہیں ہوتا، قبضہ عین ہی پر ہوتا ہے،(۱) احکام القرآن للامام الجصاص الرازی میں ہے:
" الدين هو حق لا يصح فيه قبض، وإنّما يتأتّى القبضُ في الأعيان(۲)".

یہ ساری بحث اصل مذہب حنفی کی بنیاد پر تھی، اب جو حالات پیدا ہوئے ہیں ان کے پیش نظر علما میں اختلاف ہوا کہ صرف اکاؤنٹ میں رقم کا اندراج قبضہ و مفیدِ ملک ہے یا نہیں؟

شارح بخاری، نائب مفتی اعظم ہند حضرت العلام مولانا مفتی محمد شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا رجحان پہلے ہی سے یہ تھا کہ کھاتے میں اندراج قبضہ و مفیدِ ملک ہے اور آج بھی بہت سے علماے اہل سنت یہی موقف رکھتے ہیں، اور اب درج ذیل امور ہمارے سامنے ہیں:

☆آن لائن کاروبار عالمی سطح پر جاری ہو چکا ہے جس میں مال اپنے یا اپنے وکیل کے ہاتھ میں کم ہی آپاتا ہے، اور زیادہ تر سامان کی بیع در بیع یوں ہی ہوتی رہتی ہے اور کرنسی بھی مختلف لوگوں کے اکاؤنٹ میں بغیر کسی کے ہاتھ میں آئے ٹرانسفر ہوتی رہتی ہے۔

☆مختلف مواقع پر ایک دوسرے کے اکاؤنٹ میں کرنسی جمع کر کے قرض یا زادِ راہ، نذرانہ، تحفہ اور امداد وغیرہ کے نام پر لین دین بھی شروع ہو چکا ہے اور حال یہ ہے کہ لوگ اکاؤنٹ میں اندراج کو ہی کافی سمجھتے اور اس میں تصرفاتِ مالکانہ کرتے ہیں۔

☆اب "کیش لیس" کے نظام نے تنخواہ، اجرت، ثمن، قیمت، امانت، کفالہ، حوالہ، قرض، ضمان، ہبہ تصدق، رہن، دیت، زکات، صدقات، مالِ مباح وغیرہ سب میں اکاؤنٹ میں اندراج کو قبضے کے قائم مقام کر دیا ہے اور اب تو صورت حال یہ ہے کہ اسے قبضہ مانے بغیر کوئی چارۂ کار ہی نہیں رہ گیا۔ تو اب عام تعامل و رواج اور قانون و حاجتِ شرعی کی بنا پر استحساناً بینک اکاؤنٹ میں اندراج قبض بالید (ہاتھ میں لینے) کے قائم مقام تسلیم ہونا چاہیے اس طرح کے حالات میں کئی مقامات پر فقہانے معدوم کو موجود مان کر حکم شرعی جاری کیا ہے، اس لیے یہاں بھی "ہاتھ میں نہ لینے" کے باوجود اسے حکماً قبضہ ماننا چاہیے۔ اب اگر اسے حکماً قبضہ نہ تسلیم کیا جائے تو کاروبار میں شدید دشواریوں کا سامنا کرنا پڑے گا بلکہ بہت سے کام منجمد بھی ہو سکتے ہیں، ہزار ہا ہزار امور میں لوگوں کے بہت سے حقوق ایک دوسرے کے ذمہ باقی رہ جائیں گے اور بے شمار لوگ دین ادا کر کے بھی مدۃ العمر مدیون ہی رہیں گے تو حرج شدید و حاجت بمنزلۂ ضرورت کی بنا پر اور تأثیم امت سے بچنے کے لیے بینک اکاؤنٹ میں اندراج کو قبضہ کے درجہ میں رکھا جائے گا۔

یہاں یہ **حل** بھی ممکن ہے کہ دوسرے کے بینک اکاؤنٹ میں کیش جمع کرنے کی تمام صورتوں میں جمع کرنے والے عملہ کو وکیلِ قبض تسلیم کیا جائے کیوں کہ وہ کھاتے داروں کی طرف سے روپے قبول کر کے ان کے کھاتوں میں اندراج کرتے ہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ یہ عملہ بینک کا قائم مقام ہو کر اپنی ذات میں کئی طرح کی حیثیتوں کا جامع ہے۔

☆حکومت کا ملازم و اجیر خاص ہے جو مخصوص اوقات میں ڈیوٹی پر مامور ہوتا ہے اور بینک کے لیے مختلف طرح کے کام کرتا ہے دَین لینا، دَین دینا، اجرت پر لوگوں کے کام کرنا، کفیل و محتال علیہ بننا۔

☆عوام الناس کے ذمہ جو مطالبہ ہے اسے اپنے ذمہ بھی لینا، یا صرف اپنے ذمہ لینا، ان صورتوں میں وہ عملہ کفیل یا مُحتال علیہ ہوتا ہے۔

☆اپنے کھاتے داروں کے کھاتوں میں دوسروں کے دیے ہوئے کیش جمع کر کے ان کے کھاتوں میں درج کرنا، اس حیثیت سے وہ اپنے کھاتے داروں کے وکیل قبض ہوئے۔

فتاوی ہندیہ، کتاب الوکالۃ میں ہے:
معناها شرعًا: إقامةُ الإنسان غيرَهٗ مقام نفسِه في تصرّف معلوم حتّى أنّ التصرُّف إن لم يكن معلومًا

(۱) دَین: جو ذمہ میں واجب ہو، یہ ایک غیر محسوس چیز ہے اس لیے اس پر قبضہ نہیں ہو سکتا۔
عَین: جو محسوس و معین ہو۔ لہٰذا اس پر قبضہ صحیح ہے۔ ۱۲ محمد نظام الدین الرضوی غفرلہ۔

(۲) كتاب مذكور، ج۲ ص ۲۶۱، دار احياء التراث.

تثبت أدنیٰ تصرّفاتِ الوكيل و هو الحفظ. اهـ.(۱)

اور شخص واحد الگ الگ حیثیتوں سے کفالہ، حوالہ، وکالہ وغیرہ کا ذمہ دار ہو سکتا ہے کہ حیثیت بدل جانے کے بعد کوئی منافات نہیں رہ جاتی، مثلاً زید کسی کا اجیرِ مشترک ہو، کسی کا کفیل اور کسی کا وکیل یا محتال علیہ ہو تو اس میں کوئی مضایقہ نہیں۔

پھر یہاں یہ بات بھی واضح رہے کہ کفالہ، وکالہ وغیرہ کی یہ تمام حیثیات در اصل بینک کو حاصل ہوتی ہیں جو غیر عاقل ہونے کی وجہ سے کوئی بھی ذمہ داری انجام نہیں دے سکتا اس لیے اس کی طرف سے اس کا عملہ یہ ذمہ داریاں انجام دیتا ہے اور اسی وجہ سے اس کی طرف کفیل ووکیل وغیرہ کی نسبت کی جاتی ہے۔

سوال: آج کل انٹرنیٹ کے ذریعہ بیع قبل القبض کے معاملات عام ہو چکے ہیں تو کیا کمپیوٹر میں اندراج شرعا قبضہ ہے؟ اور ان میں مبیع کا اندراج مفید جواز بیع ہے؟

جواب: انٹرنیٹ کے ذریعہ آن لائن جو سامان خریدے جاتے، پھر ہاتھ میں آنے سے پہلے ہی بار بار خریداروں کی طرف سے بیچے جاتے ہیں ان کی شرعی حیثیت یہ ہے کہ پہلی بیع جائز وصحیح ہے جو سامان کے اصل مالک و قابض کی طرف سے ہوتی ہے اور اس کے بعد خریداروں کی بیع در بیع قبضہ سے پہلے ہونے کی وجہ سے بادی النظر میں ناجائز ہے چناں چہ ہدایہ میں ہے:

وَمَنِ اشْتَرَى شَيْئًا مِمَّا يُنْقَلُ وَيُحَوَّلُ لَمْ يَجُزْ لَهُ بَيْعُهُ حَتَّى يَقْبِضَهُ لِأَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ نَهَى عَنْ بَيْعِ مَا لَمْ يُقْبَضْ وَلِأَنَّ فِيهِ غَرَرَ انْفِسَاخِ الْعَقْدِ عَلَى اعْتِبَارِ الْهَلَاكِ.(۲)

قَالَ فِي الْفَتْحِ: الْأَصْلُ أَنَّ كُلَّ عَقْدٍ يَنْفَسِخُ بِهَلَاكِ الْعِوَضِ قَبْلَ الْقَبْضِ، لَمْ يَجُزِ التَّصَرُّفُ فِي ذَلِكَ الْعِوَضِ قَبْلَ قَبْضِهِ كَالْمَبِيعِ فِي الْبَيْعِ وَالْأُجْرَةِ إِذَا كَانَتْ عَيْنًا فِي الْإِجَارَةِ وَبَدَلِ الصُّلْحِ عَنِ الدَّيْنِ إِذَا كَانَ عَيْنًا لَا يَجُوزُ بَيْعُ شَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ، وَلَا أَنْ يُشْرِكَ فِيهِ غَيْرَهُ.(۳)

(۱) الفتاوى الهندية ج ۳، ص: ۵۶۰، الباب الأول من كتاب الوكالة.

(۲) الهداية ج ۳، ص ۵۸ فصلٌ من باب المرابحة و التولية، مجلس البركات.

(۳) رد المحتار ج ٤، ص ۱۸۱، فصلٌ في التصرّف في المبيع والثمن / باب المرابحة والتولية، نعمانيه.

مگر یہ حکم ایسے مبیع کا ہے جو جنس، نوع، ذات ہر لحاظ سے متعیّن ہو جیسا کہ فتح القدیر کی عبارت کے الفاظ "إذا كانت عينًا" اور "إذا كان عينًا" شاہد ہیں وجہ یہ ہے کہ "غَرَرِ انفساخِ عقد بہ ہلاکِ مبیع"(٤) کی علت اسی صورت میں پائی جاتی ہے۔

لیکن اگر مبیع صرف جنس و نوع کے لحاظ سے متعیّن ہو اور اس کی ذات متعیّن نہ ہو جیسے موبائل، لیپ ٹاپ، ٹیبلیٹ، گھڑی، کتاب، کپڑا، دوا، سوٹ کیس، صابن، تیل، سونا، چاندی، بائک، کار، ٹریکٹر، ٹرک اور دیگر مصنوعات کی خرید و فروخت اسی طرح ہوتی ہے کہ ان کی کمپنی، جنس، نوع، رنگ، سائز، مقدار متعیّن کر دی جاتی ہے مگر اشارے وغیرہ سے مبیع کا کوئی خاص فرد متعیّن نہیں کیا جاتا کہ وہ ہلاک ہو جائے تو مبیع ہلاک ہو جائے اور انفساخ عقد پایا جائے بلکہ اس کمپنی، جنس، نوع، صفت کے مثلاً بے شمار موبائل ہر ملک میں عموماً دست یاب ہوتے ہیں اس لیے یہاں نہ مبیع یا سامان کے ہلاک ہونے کا اندیشہ و غرر ہے اور نہ ہی انفساخ عقد کا کوئی خطرہ، لہٰذا آج کل جس طور پر آن لائن اشیا کی خرید و فروخت کا رواج ہے جائز وصحیح ہے۔

ہاں اگر کوئی شخص اشارے وغیرہ سے مبیع کی ذات بھی متعیّن کر دے مثلاً یہ کہے کہ میرے ہاتھ میں جو موبائل ہے اسے بیچا تو اس کی بیع قبضہ سے پہلے ناجائز ہوگی کہ ممکن ہے خریدار کے قبضہ سے پہلے ہی کسی وجہ سے وہ ہلاک ہو جائے جس کے باعث وہ عقد از خود فسخ ہو جائے اور ایسے خطرے کی صورت میں شئ معین غیر مقبوض کی بیع ناجائز ہوتی ہے۔

ہدایہ کی عبارت "اشترى شيئًا" میں "شيئًا" سے مراد "شيئًا عينًا" ہے یعنی معین چیز، اور وہ معین چیز فرد ہے، نہ کہ نوع۔

علاوہ ازیں حالات و واقعات شاہد ہیں کہ آن لائن کسی چیز کو خریدنے کے بعد خریدار اس میں تصرف مالکانہ پر قادر ہو جاتا ہے وہ چاہے تو اس پر قبضہ کر کے اپنے استعمال میں لائے، یا کسی کو نذر یا ہبہ کر دے، یا بیچ دے، اس پر تصرف سے کوئی چیز مانع نہیں ہوتی تو یہ "حکماً مقبوض" ہے اور بیع کے جواز کے لیے یہ بھی کافی ہے، بشرطے کہ بائع کی طرف سے کوئی فریب یا خیانت نہ ہو۔

البتہ مذکورہ صورتِ خرید و فروخت میں چوں کہ اصل سامان خریدار کا دیکھا ہوا نہیں ہوتا اس لیے اسے خیار رویت حاصل ہوگا اور کوئی عیب ہو تو خیارِ عیب بھی حاصل ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(٤) "غرر انفساخ عقد" مبیع کے ہلاک ہو جانے کی وجہ سے بیع کے از خود فسخ ہو جانے کا اندیشہ۔ ۱۲ محمد نظام الدین الرضوی غفرلہ

تیسری نشست:

۱۸ر صفر ۱۴۳۹ھ/مطابق ۸ر نومبر ۲۰۱۷ء——

بدھ —— بعد عشا

فیصلہ بعنوان

(۳) انتفاع کی شرط کے ساتھ دُکان، مکان، وغیرہ کا رہن

آج کے زمانے میں لوگ انتفاع کی شرط کے ساتھ اپنی دُکان یا مکان بینک یا کسی اور دائن کے پاس گِروی (رہن) رکھتے ہیں، اُس کی دو حالتیں ہوتی ہیں:

(۱) کبھی انسان کو سنگین ضرورت پیش ہوتی ہے، اور اُسے قرض نہیں ملتا جب تک کہ اپنی کوئی چیز دائن کے پاس گروی نہ رکھے، مجبوراً مدیون اپنی کوئی چیز دائن کے پاس بطور رہن رکھ دیتا ہے۔ دائن شی مرہون سے فائدہ اٹھاتا رہتا ہے اور جب مدیون قرض واپس لوٹاتا ہے تو قرض کی پوری رقم واپس کرنی پڑتی ہے۔ اور دائن نے رہن سے جو فائدہ اٹھایا اسکا کوئی عوض مدیون کو نہیں ملتا۔ یہ پورا معاملہ دائن اور مدیون کی رضامندی سے طے پاتا ہے۔ شی مرہون سے بے عوض استفادہ پر مدیون کو کوئی اعتراض نہیں ہوتا۔ بلکہ اُسے یہ پہلے سے معلوم ہوتا ہے۔ یہ صورت ایک زمانے سے رائج ہے۔

(۲) دوسری صورت یہ ہے کہ لوگ بغیر کسی مجبوری کے محض کاروبار کرنے کی خاطر اپنا مکان، پلاٹ، دکان یا زمین وغیرہ گروی رکھ کر قرض لیتے ہیں۔ اس صورت میں ایک فریق (مُرتَہن/دائن) شے مَرہون سے فائدہ اٹھاتا ہے، جب کہ دوسرا فریق (راہن/مدیون) قرض کی رقم کو کاروبار میں لگاکر مقررہ مدت تک اچھی خاصی کمائی کرلیتا ہے۔ اس میں فریقین کسی مجبوری کی بجائے اپنے فائدے کے لیے معاہدہ کرتے ہیں، اور دونوں ہی فائدہ اٹھاتے ہیں ایک فریق رقم کو کاروبار میں لگاکر فائدہ اٹھاتا ہے جب کہ دوسرا فریق شے مرہون کو کرایہ پر دے کر یا دوسرے طریقوں سے استعمال میں لاکر منافع حاصل کرتا ہے۔ جس قرض کا لین دین بینک یا کسی کمپنی کے ذریعہ ہوتا ہے وہ عام طور سے اسٹامپ پیپر پر لکھ لیا جاتا ہے، اُس میں شیٔ مرہون سے انتفاع کی اجازت بھی تحریر ہوتی ہے۔

یہ دوسری صورت رہن کی جدید صورت ہے جو آج تاجروں، کمپنیوں، بینکوں اور عام شہریوں کے درمیان رائج ہے۔

ان حالات کے پیشِ نظر تین سوال زیر غور ہوئے:

(۱) کاروبار شروع کرنے یا کاروبار کے فروغ و ترقی کے لیے اور اپنی معاشی حالت سُدھارنے کے لیے شیٔ مرہون سے انتفاع کی شرط کے ساتھ قرض لینے کا شرعاً کیا حکم ہے؟

(۲) مجبوری یا ضرورت کے پیش نظر کیا اس طرح کا معاملہ کرنا درست ہے؟

(۳) جہاں حاجتِ شرعیہ نہ ہو اور رہن سے انتفاع کی شرط پر قرض لینا ناروا ہو تو کیا شرعاً جواز کے لیے کوئی حیلہ ہے جس پر عمل کرکے آسانی حاصل کی جاسکے؟

پہلے سوال کے جواب میں شے مرہون (گِروی رکھی ہوئی چیز) سے انتفاع کی تین صورتیں سامنے آئیں۔

(۱) عقد رہن میں مرہون سے انتفاع کی شرط ہو یا انتفاع کا عرف وعادت ہو۔

(۲) عقد رہن میں مرہون سے انتفاع کی شرط نہ ہو، اور عقد کے بعد راہن مرتہن کو نفع اٹھانے کی اجازت دے دے۔

(۳) شی مرہون سے انتفاع کا عرف ہو مگر عقد رہن میں صراحتًا یہ شرط ہو کہ مرتہن شے مرہون سے نفع اٹھانے کا مُجاز نہ ہوگا پھر عقد کے بعد راہن اپنی خوشی سے حسن سلوک کے طریقے پر مرتہن کو نفع اٹھانے کی اجازت دے دے، اور مرتہن صرف اس کی اجازت کی وجہ سے نفع اٹھائے، اپنا حق جان کر نفع نہ اٹھائے اور جب وہ منع کرے بلا چون چرا باز آجائے۔

● پہلی صورت میں رہن رکھ کر قرض لینا، دینا سود ہے جو ناجائز اور حرام ہے۔

● دوسری صورت جائز ہے، اصل حکم یہی ہے لیکن ایک عرصے سے دیار ہند میں شے مرہون سے مرتہن کا انتفاع اس قدر عام و معروف ہوچکا ہے کہ مرتہن اسے اپنا واجبی حق جانتے ہیں، اگر انھیں معلوم ہو کہ نفع نہ ملے گا ہرگز قرض نہ دیں گے، اور راہن پر قرض کا دباؤ نہ ہو تو ہرگز اجازت نہ دیں گے، اس عرف عام کی وجہ سے یہ انتفاع بھی انتفاع مشروط ہی کی طرح سود اور ناجائز و حرام ہے۔

❀ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کل قرض جر منفعةً فهو ربا[(۱)].

(۱) نصب الراية لأحاديث الهداية، ج: ٤، ص: ٦٠، مؤسسة الريان للطباعة والنشر، بيروت، لبنان.

❀ ہدایہ میں ہے: وَلَيْسَ لِلْمُرْتَهِنِ أَنْ يَنْتَفِعَ بِالرَّهْنِ لَا بِاسْتِخْدَامٍ وَلَا بِسُكْنَى وَلَا لُبْسٍ إِلَّا أَنْ يَأْذَنَ لَهُ الْمَالِكُ ؛ لِأَنَّ لَهُ حَقَّ الْحَبْسِ دُونَ الِانْتِفَاعِ. وَلَيْسَ لَهُ أَنْ يَبِيعَ إِلَّا بِتَسْلِيطٍ مِنَ الرَّاهِنِ ، وَلَيْسَ لَهُ أَنْ يُؤَاجِرَ وَيُعِيرَ؛ لِأنه لَيْسَ لَهُ وِلَايَةُ الِانْتِفَاعِ بِنَفْسِهِ فَلَا يَمْلِكُ تَسْلِيطَ غَيْرِهِ عَلَيْهِ ، فَإِنْ فَعَلَ كَانَ مُتَعَدِّيًا ، وَلَا يَبْطُلُ عَقْدُ الرَّهْنِ بِالتَّعَدِّي."[1]

❀ در مختار میں ہے:

(لَا انْتِفَاعَ بِهِ مُطْلَقًا) لَا بِاسْتِخْدَامٍ، وَلَا سُكْنَى، وَلَا لُبْسٍ، وَلَا إِجَارَةٍ، وَلَا إِعَارَةٍ ، سَوَاءٌ كَانَ مِنْ مُرْتَهِنٍ أَوْ رَاهِنٍ (إِلَّا بِإِذْنٍ) كُلٍّ لِلْآخَرِ ، وَقِيلَ: لَا يَحِلُّ لِلْمُرْتَهِنِ؛ لِأَنَّهُ رِبًا، وَقِيلَ: إنْ شَرَطَهُ كَانَ رِبًا، وَإِلَّا لَا."[2]

نیز در مختار میں ہے: قالوا: إذا لم تكن المنفعة مشروطة و لا متعارفة فلا بأس."[3]

❀ فتاویٰ رضویہ میں ہے:

"في الفتاوى الصغرى وغيرها: إن كان النفع مشروطا في القرض فهو حرام والقرض بهذا الشرط فاسد، وإلّا جاز، ألا ترى أنّه لو قضاه أحسن مما عليه لايكره، إذا لم يكن مشروطا، وقالوا: وإنما يحل ذٰلك عند عدم الشرط إذا لم يكن فيه عرف ظاهر، فإن كان يُعرف أن ذٰلك يُفعل كذٰلك، فلا .اھ ملخصاً.

علامہ طحطاوی، پھر علامہ شامی خود شرح در مختار میں فرماتے ہیں:

الغالب من أحوال الناس أنهم إنما يريدون عند الدفع الانتفاع، ولولاه لما أعطاه الدراهم، وهذا بمنزلة الشرط؛ لأن المعروف كالمشروط، وهو مما يعين المنع. انتهى.

فقیہ اسلام امام احمد رضا قدس سرہ یہ عبارت نقل کر کے فرماتے ہیں:

أقول: ولا شك أن هذا بعينه حال أهل الزمان يعرفه منهم كل من اختبر. ومعلوم أن أحكام الفقه إنما تبنى على الكثير الشائع، ولاتذكر حال شذت وندرت فيه الجواز كما نص عليه المحقق حيث أطلق فى فتح القدير، وغيره من العلماء الكرام، فالحكم في زماننا هو إطلاق المنع لا يرتاب فيه من له إلمام بالعلم، و الكلام ههنا و إن كان طويلا فجملة القول ما ذكرنا."[4]

● تیسری صورت میں انتفاع جائز ہے؛ لیکن ہندوستان کا عرف و رواج اس سے مکمل جدا ہے، یہاں یہ صورت نہیں پائی جاتی ہے۔

فتاویٰ رضویہ میں اس صورت کا حکم ان الفاظ میں مرقوم ہے:

بر بنائے قرض کسی قسم کا نفع لینا مطلقاً سود و حرام ہے ... یہ انتفاع اگرچہ لفظاً مشروط نہ ہو، عرفاً بے شک مشروط و معہود ہے تو حکم مطلق حرمت و ممانعت...

ہاں! اگر مرتہن بے لحاظ انتفاع قرض دے، ● اور صرف بغرض وثوق وصول جو تشریع رہن سے مقصود شارع ہے رہن لے ● اور عاقدین وقت عقد صراحۃً شرط کرلیں کہ مرتہن کسی طرح نفع اٹھانے کا مُجاز نہ ہوگا، "وذلك لأن ما صار معروفًا لا يصير مرفوعًا بالسكوت فلا يكفي عدم الشرط بل شرط العدم كي يفوق الصريح الدلالة" ● پھر راہن اپنی خوشی سے مرتہن کو انتفاع کی اجازت دے دے، ● اور مرتہن صرف بر بنائے اجازت، نہ کہ اپنا استحقاق جان کر نفع اٹھائے ● اور حال یہ ہو کہ اگر راہن اس وقت روک دے تو فورًا رک جائے۔

یعنی بعد اس شرط عدم انتفاع کے مالک نے برضائے خود مکانِ رہن میں رہنے کا اذن دیا یہ آکر بیٹھا ہی تھا کہ اس نے منع کیا تو معًا باز رہے اور اصلاً چوں چرا نہ کرے تو ایسا انتفاع جب تک رضائے راہن رہے حلال ہوگا مگر حاشا ہندوستان میں اس صورت کی صورت کہاں۔ اللہ عزّوجلّ مسلمانوں کی اصلاح فرمائے۔ آمین۔[5]

(١) الهداية ج: ٤، ص: ٥٠٦، كتاب الرهن ، مجلس بركات، مبارك پور

(٢) الدر المختار المطبوع مع رد المحتار ج: ٧، ص: ٤٠، ٤١، كتاب الرهن، دار الفكر، بيروت.

(٣) الدر المختار المطبوع مع رد المحتار ج: ٥، ص: ٤٨٨، كتاب الحوالة، مطلب فى السفتجة، دار الفكر، بيروت.

(٤) فتاوى رضويه ج: ١٠، ص: ٢٨٠، كتاب الرهن، رضا اکیڈمی ممبئی.

(٥) فتاوى رضويه ج: ١٠، ص: ٢٨٢، ٢٨٣، ملتقطًا، كتاب الرهن، رضا اکیڈمی ممبئی.

دوسرے سوال کے جواب میں تمام مندوبین کا اس امر پر اتفاق ہوا کہ محتاج کے لیے نفع کی شرط پر قرض لینا جائز ہے چناں چہ بحر الرائق واشباہ وغیرہ میں ہے: یجوز للمحتاج الاستقراض بالرّبح."(۱)

مگر محتاج سے شرعاً کیا مراد ہے اس بارے میں فقیہ اسلام امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں:

محتاج کے یہ معنی جو واقعی حقیقی ضرورت قابلِ قبول شرع رکھتا ہو کہ نہ اس کے بغیر چارہ ہو، نہ کسی طرح بے سودی روپیہ ملنے کا یارا، ورنہ ہرگز جائز نہ ہو گا، جیسے لوگوں میں رائج ہے کہ اولاد کی شادی کرنی چاہی، سو روپے پاس ہیں، ہزار روپے لگانے کو جی چاہا، نو سو سودی نکلوائے، یا مکان رہنے کو موجود ہے دل پکے محل کو ہوا، سودی قرض لے کر بنایا، یا سو دو سو کی تجارت کرتے ہیں قوت اہل وعیال بقدر کفایت ملتا ہے نفس نے بڑا سوداگر بننا چاہا، پانچ چھ سو سودی نکلوا کر لگا دیے، یا گھر میں زیور وغیرہ موجود ہے جسے بیچ کر روپیہ حاصل کر سکتے ہیں، نہ بیچا بلکہ سودی قرض لیا، و علی ھذا القیاس صدہا صورتیں ایسی ہیں کہ یہ ضرورتیں نہیں تو ان میں حکم جواز نہیں ہو سکتا، اگرچہ لوگ اپنے زعم میں ضرورت سمجھیں، ولہٰذا قوت اہل وعیال کے لیے سودی قرض لینے کی اجازت اسی وقت ہو سکتی ہے جب اس کے بغیر کوئی طریقہ بسر اوقات کا نہ ہو، نہ کوئی نوکری ملتی ہے جس کے ذریعے دال روٹی اور موٹا کپڑا محتاج آدمی کے بسر کے لائق مل سکے، ورنہ اس قدر پا سکتا ہے تو سودی روپے سے تجارت پھر وہی تونگری کی ہوس ہوگی، نہ ضرورت قوت۔"(۲)

اس امر پر بھی سب کا اتفاق ہے کہ مسلمان انکم ٹیکس کے ضرر کثیر سے بچنے کے لیے قرض لے سکتا ہے جب کہ اس کی میعاد پر ادا کر دے تا کہ انٹرسٹ، انکم ٹیکس سے کم رہے کہ یہ بھی شرعاً درجۂ حاجت میں ہے۔

(۳) ہاں کاروبار کو فروغ دینے اور زندگی کے دیگر امور میں آسانیاں فراہم کرنے کے لیے اجارے کا حیلہ اختیار کیا جا سکتا ہے جس کی مناسب صورت یہ ہے کہ جتنے روپے کی حاجت ہو اُسے مکان کے ماہانہ کرایے پر تقسیم کر دیں مثلاً بارہ ہزار روپے کے عوض مکان اجارے پر دیں اور یہ طے کر دیں کہ ماہانہ کرایہ ایک ہزار روپے ہو گا۔ چناں چہ بہار شریعت میں ہے:

" بعض لوگ قرض لے کر مکان یا کھیت رہن دیتے ہیں کہ مرتہن مکان میں رہے اور کھیت کو جوتے بوئے اور مکان یا کھیت کی کچھ اجرت مقرر کر دیتے ہیں مثلاً مکان کا کرایہ پانچ روپے ماہوار یا کھیت کا پٹہ دس روپے سال ہونا چاہیے اور طے یہ پاتا ہے کہ یہ رقم زرِ قرض سے مجرا ہوتی رہے گی، جب کل رقم ادا ہو جائے گی اس وقت مکان یا کھیت واپس ہو جائے گا، اس میں کوئی قباحت نہیں معلوم ہوتی اگرچہ کرایہ یا پٹہ واجبی اجرت سے کم طے پایا ہو اور یہ صورت اجارہ میں داخل ہے، یعنی اتنے زمانہ کے لیے مکان یا کھیت اجرت پر دیا اور زرِ اجرت پیشگی لے لیا۔"(۳) واللہ تعالیٰ اعلم

(۱) البحر الرائق، کتاب البیوع، باب الربا.

(۲) فتاوی رضویہ ج ۷، ص ۸۲، رضا اکیڈمی

(۳) بہار شریعت، حصہ ھفدھم ص: ۷۰٤.

تیسری نشست:

۱۸؍ صفر ۱۴۳۹ھ/ مطابق ۸؍ نومبر ۲۰۱۷ء

بدھ — بعدِ عشا

فیصلہ بعنوان

(۴) ای کامرس ٹریڈنگ شرعی نقطۂ نظر سے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامدًا و مُصلّیًا و مُسلّمًا

انٹرنیٹ کے ذریعہ اشیا کی خرید و فروخت اور دوسری خدمات کی فراہمی کو ای کامرس ٹریڈنگ (آن لائن تجارت) کہتے ہیں۔ آج ہوائی جہاز یا ٹرین کے ٹکٹ، کتابیں، کپڑے، سافٹ ویئر، ہارڈ ویئر، دیگر الیکٹرانک سامان، پھل، پھول اور کھانے پینے کے سامان آن لائن خریدے جاتے ہیں اور بینک کی ضروری خدمات بھی حاصل کی جاتی ہیں۔

اس میں دفاتر، عملے اور دیگر لوازم کی ضرورت نہیں پڑتی بلکہ کمپنی کی ذاتی ویب سائٹ یا دوسرے کی ویب سائٹ کے واسطے سے کام ہوتا ہے۔

برقی تجارت کی کئی صورتیں ہیں:

❶ ڈراپ شپنگ (Drop Shiping)

اس صورت میں ریٹیلر Retailer (خردہ فروش) سامان اسٹاک میں نہیں رکھتا بلکہ کسٹمر کے آڈرس اور سامان بھیجنے کی تفصیل، مال بنانے والے یا دوسرے ریٹیلر یا ہول سیلر کو بھیج دیتا ہے جو براہ راست کسٹمر کو سامان بھیج دیتا ہے۔

اس صورت کا حکم: جب کوئی خریدار خردہ فروش (ریٹیلر) سے معاملہ کرتا ہے اُس وقت ریٹیلر کے پاس سامان نہیں ہوتا اس

لیے ابتداءً یہ عقد ناجائز ہوتا ہے لقوله صلى الله تعالى عليه وسلم: لا تبِعْ ما ليس عندك (أي ليس في مِلكِكَ) ہاں جب کمپنی کا بھیجا ہوا سامان خریدار کو مل جاتا ہے اُس وقت بطور تعاطی بیع منعقد ہوجاتی ہے اور پہلے سے جمع شدہ روپے اب ثمن قرار پاتے ہیں، اس سے پہلے وہ قرض تھے۔

اگر بیع تعاطی کے انعقاد سے پہلے "خریدار مالکِ نصاب" کا سالِ نصاب پورا ہوجاتا ہے تو اس جمع شدہ روپے کی زکاۃ بھی اس پر فرض ہوگی۔

جو سامان اپنی ملک میں نہ ہو اُسے بیچنا ناجائز ہے اس لیے دانستہ ایسے شخص سے ہرگز سامان نہ خریدیں اور نہ ریٹیلر بیچے، اس کو چاہیے کہ کمپنی سے وکالتِ بیع حاصل کرے پھر بیع کرے۔ اس صورت میں اس کا بیچنا اور دوسرے کا اُس سے خریدنا، جائز ہوگا اور ریٹیلر اپنے کام کے عوض مقررہ اجرت کا بھی حقدار ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

❷ بزنس ٹو کنزیومر

(B to C) Business to Consumers

اس صورت میں کمپنی براہ راست اپنے سامان یا اپنی خدمات صارفین تک پہنچاتی ہے۔ عمدہ ویب سائٹ پر ایک حقیقی دکان کی طرح اپنے سارے سامان کا نمونہ رکھتی ہے اور ساتھ ہی ساتھ اس کی قیمت اور اوصاف بیان کر دیتی ہے۔ صارفین ویب سائٹ پر سامان اور اس کے اوصاف دیکھ کر خریدتے ہیں اور اس کی قیمت آن لائن ادا کرتے ہیں۔

B TO C بی-ٹو-سی کے لیے استعمال ہونے والی ویب سائٹوں میں "www.ebay.com" اور "www.amazone.com" کو صارفین زیادہ قابل اعتماد اور بہتر سروس والی قرار دیتے ہیں۔

اس کا حکم شرعی: اس صورت میں کمپنی جو سامان فروخت کرتی ہے وہ اس کے اسٹاک میں موجود ہوتا ہے اس لیے اس کا بیچنا اور صارفین کا اس سے خریدنا، جائز ہے۔ ہاں یہ لحاظ ضروری ہے کہ مشتری کسی معتمد و ذمہ دار کمپنی سے ہی اس طرح کا معاملہ کرے۔ اس بیع میں مشتری کو خیار عیب وخیار رویت بھی حاصل ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

❸ بزنس ٹو بزنس

(B to B) Business to Business

اس صورت میں ایک تاجر دوسرے سے سامان خریدتا ہے۔

مثلاً ایک کمپنی اپنا سامان تیار کرنے کے لیے دوسری کئی کمپنیوں سے مختلف چیزیں خریدتی ہے پھر ان کی مدد سے صارفین کے لیے اپنا سامان تیار کرتی ہے۔ اس میں ایک تاجر دوسرے تاجر سے رابطہ براہ راست نیٹ سے کرتا ہے، درمیان میں کسی تیسرے کا دخل نہیں ہوتا۔ جیسے ایک گاڑی بنانے والی کمپنی گاڑی کا ٹائر، گلاس، پرزے وغیرہ خریدنے کے لیے دوسری کمپنیوں سے رابطہ کرتی ہے پھر گاڑی تیار ہوجانے کے بعد صارفین سے رابطہ کرتی ہے۔

اسے یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ سامان بنانے والی کمپنی ڈسٹری بیوٹر سے فروخت کرتی ہے اور وہ ہول سیلر سے فروخت کرتا ہے اور ہول سیلر ریٹیلر سے فروخت کرتا ہے۔

اس کا حکم: سامان بنانے والی کمپنی کا ڈسٹری بیوٹر سے، اور اس کا ہول سیلر سے، اور ہول سیلر کا ریٹیلر سے فروخت کرنا جائز ہے، لصدوره عن أهله فى محله مع عدم المانع و الله تعالىٰ اعلم

❹ کنزیومرس ٹو کنزیومرس

(C to C) Consumers to Consumers

اس میں ایک کنزیومر (سامان فروخت کرنے والا) دوسرے کنزیومر (سامان خریدنے والے) سے انٹرنیٹ اور ویب ٹکنالوجی کی مدد سے براہ راست فروخت کرتا ہے۔ ویب سائٹ ایک عام بازار جیسی ہوتی ہے جہاں مختلف کنزیومرس اپنا سامان یا خدمات فروخت کرتے ہیں، سائٹ کا مالک سامان یا خدمات فروخت کرنے والوں اور اشتہار سے پیسے کماتا ہے۔ ایسی ویب سائٹ کو مارکیٹ پیلیس بھی کہتے ہیں۔ اس کی ایک مثال "www.ebay.com" کی سائٹ ہے۔

حکم شرعی: یہ معاملہ بھی جائز ہے اور سائٹ کا مالک جو پیسے کماتا ہے وہ اس کے اشتہار کی اجرت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

❺ کنزیومرس ٹو بزنس

(C to B) Consumers to Business

اس میں کنزیومرس کسی پروجیکٹ کو آن لائن کرتے ہیں جس پر کام کرنے کے لیے مختلف کمپنیاں بولی لگاتی ہیں۔ بولی میں کنزیومرس جس کو پسند کرتے ہیں اس سے کاروبار طے ہوجاتا ہے۔ اس طرح کی ایک ویب سائٹ pazaryerim.com ہے۔

حکم شرعی: یہ معاملہ عقد اجارہ ہے۔ پروجیکٹ میں اگر کوئی شرعی خرابی نہ ہو تو اس کے لیے کام کرنا جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

☆☆☆

اصلاح معاشرہ

نیپال میں بڑھتی وہابیت، اسباب و علاج

مولانا عبد الرحیم ثمر مصباحی

وہابیت ایک ایسا فتنہ ہے جس نے اسلامی وحدت کو پارہ پارہ اور مسلمانوں کے منظم شیرازہ کو منتشر کر کے رکھ دیا ہے۔ یہ فرقہ موحد، محمدی، سلفی، نجدی، وہابی، اہل حدیث اور غیر مقلد جیسے ناموں سے جانا جاتا ہے۔ اس فرقے کا بانی نجد کا رہنے والا محمد ابن عبد الوہاب نجدی ہے جس نے اپنے آپ کو موحد اور اپنے سوا پوری امت مسلمہ کو مشرک کہا اور ان کی جان و مال کے حلال ہونے کا فتوی دیا۔ اس لیے اس نظریہ کے حاملین انبیا و رسل علیہم السلام، صحابہ و تابعین کرام، اولیاے عظام اور ائمہ مجتہدین و مجددین اسلام کی شان میں بے ادبی و گستاخی بھی کرتے ہیں۔

اس فرقے کی ترویج و اشاعت میں دہشت پسند جنگی ذہنیت رکھنے والے محمد بن سعود (آل سعود) کا نمایاں کردار رہا ہے۔ آل سعود کے دلوں میں حجاز مقدس پر حکومت کرنے کی لالچ پہلے سے تھی اس لیے اس فتوے کے باعث انہیں حجاز مقدس میں قتل و غارت گری کا ایک بہانہ مل گیا لہذا آل سعود نے حجاز کی مقدس سرزمین کی حرمت کو پامال کیا، ہزاروں ماؤں بہنوں کی عزت و آبرو کے ساتھ کھیل کر اور بے گناہ مسلمانوں کے خون سے آل سعود نے مملکت سعودیہ عربیہ کی بناڈالی۔

انگریزوں کی شہ پر ایمان و عقیدہ کا سودا کرنے والے ہندوستان کے چند ضمیر فروش مولویوں نے ابن عبد الوہاب نجدی کے قدم سے قدم ملایا اور اس کے عقائد و نظریات کی ترویج و اشاعت میں اہم کردار ادا کیا، پھر کیا تھا یہ فتنہ ایک ناسور بن کر عرب سے نکل کر عجم میں پہنچنے لگا۔ انیسویں صدی کے اواخر اور بیسویں صدی کے اوائل میں بر صغیر ہند و پاک میں وہابیت کی بڑھتی ہوئی آندھی کو روکنے کے لیے جن اہل علم نے اہم کارنامے انجام دیے ان میں سر فہرست نام اعلی حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس اللہ سرہ العزیز کا بھی ہے انہوں نے اپنی خداداد علمی صلاحیتوں سے وہابیت کے گمراہ کن نظریات کی تردید کی۔ رد وہابیت اور اثبات عقائد اہل سنت کے حوالے سے متعدد تحقیقی رسالے لکھے اور فتاویٰ صادر کیے۔

لیکن بیسویں صدی میں اچانک سعودی ریال کا ایک ایسا سیلاب آیا جس میں ہندوستان کے متعدد ادارے اور شخصیات غوطہ لگانے لگے۔ متعدد رپورٹ سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ سعودی حکومت نے وہابیت کی ترویج واشاعت کے لیے دنیا کے دور دراز ممالک میں خطیر رقوم رفاہ عامہ کے نام پر دیے۔ ہندوستان بھی سعودی حکومت کے نشانے پر رہا اس لیے ہندوستان میں وہابیت کی ترویج کے لیے متعدد ادارے قائم ہوئے اور انہیں سعودی حکومت سے بے پناہ ریال ملنے لگے۔ پھر کیا تھا وہابیت ہندوستان کے طول و عرض میں بھی اپنے پاؤں پسارنے لگی۔ چوں کہ نیپال، ہندوستان کے پڑوس میں واقع ہے۔ ویزا وغیرہ کی پابندی نہ ہونے کے باعث حصول علم اور کسب معاش و تجارت کے لیے بھی ہندوستان میں اہل نیپال کی آمد ورفت عام ہے۔ ہندوستان کے طول و عرض میں پھیلے مدارس میں نیپال کے طلبہ بھی خاصی تعداد میں پڑھتے ہیں اس لیے ہندوستان کے راستے نیپال میں بھی وہابی نظریات نے شب خون مارا۔ دوسرا مرحلہ یہ آیا کہ نیپال سے کسب معاش کے لیے خلیجی ممالک بھی بڑی تعداد میں مسلمان سفر کرتے ہیں۔ خلیجی ممالک میں کام کرنے والے کس طرح وہابی نظریات سے متاثر ہو جاتے ہیں اس کا ذکر آگے ہو گا لیکن ایک بات یہ بھی اس دوران ہوئی کہ سعودی عرب میں واقع دینی جامعات سے بھی بڑی تعداد میں نیپال کے طلبا فارغ ہو کر آنے لگے۔ انہیں نیپال میں وہابیت کی تبلیغ کے لیے پوری تربیت کے ساتھ بھیجا گیا بلکہ نیپال میں عام طور سے لوگ یہ بھی بتاتے ہیں کہ جو ایک بار سعودی کے دینی جامعات سے فارغ ہو کر آجاتا ہے اسے تاحیات وہاں سے وظیفہ بھی ملتا ہے تا کہ وہ بے فکر ہو

کر نیپال میں وہابیت پھیلانے کا کام کر سکے۔

حالاں کہ نیپال میں آج بھی الحمد للہ مسلمانوں کی اکثریت مذہب مہذب اہل سنت وجماعت کی پیروکار اور مسلک اعلیٰ حضرت کی علم بردار ہے۔ لیکن پچھلی کچھ دہائیوں سے کئی وجوہات کے باعث نیپال میں وہابیت کا وائرس تیزی سے پھیل رہا ہے۔ دیکھا جائے تو علماے اہل سنت وجماعت کے آپسی انتشار نے بھی نیپال میں وہابیت کو پنپنے کا موقع دیا۔ بہت ہوشیاری سے وہابی مبلغین نے سادہ لوح سنی عوام کو اپنے دام فریب میں پھانسنے کا کام کیا ہے۔ اور علماے اہل سنت، وہابیت کے ناسور سے بے خبر ایک دوسرے پر الزام تراشی میں وقت اور پیسوں کا ضیاع کرتے رہے۔ پہلے پہل وہابی مبلغین کی ٹولی فقط دیہاتوں میں گھوما کرتی تھی پھر انہوں نے قصبات کا رخ کیا اور اب شہر در شہر ان کی سرگرمیاں تیز اور جڑیں مضبوط ہوتی جا رہی ہیں۔ اسی لیے آج علماے نیپال کے سامنے فتنۂ وہابیت کی روک تھام ایک بہت بڑا چیلینج ہے۔ نیپال میں بڑھتی وہابیت کے بہت سے اسباب اور وجوہات ہوسکتے ہیں، ذیل میں ان میں سے چند کا ذکر اور سد باب کی کچھ ممکنہ صورتیں پیش کی جاتی ہیں۔

سبب اول: کسی نے سچ ہی کہا ہے کہ اتحاد زندگی اور اختلاف موت ہے۔ آپسی انتشار صرف نیپال ہی کا نہیں بلکہ پوری امت مسلمہ کا ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔ جس کی قیمت ہمیں ہر میدان میں ناکامی ونامرادی یا کم از کم پسپائی کی صورت میں چکانی پڑتی ہے۔ نیپال میں بڑھتی وہابیت کی ایک بہت بڑی وجہ آپسی انتشار بھی ہے۔ جب سے نیپال میں جیشی زاہدی تنازع شروع ہوا تب سے وہابیت کو سینده مارنے کا موقع ہاتھ آگیا۔ پہلے چھپ چھپا کر ان کی تبلیغ ہوا کرتی تھی پھر اعلانیہ اپنے عقائد و نظریات کی ترویج واشاعت کرنے لگے اور اب ان کی ہمت اتنی ہوگئی ہے کہ اہل سنت کے عقائد ومعمولات کے خلاف بکواس تک کرنے لگے ہیں لیکن ہمیں آپسی انتشار کی گتھی سلجھانے سے فرصت کہاں کہ ہم اس طرف خاص توجہ دے پائیں۔

یہ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ جو محاذ ہمیں وہابیہ دیابنہ کے خلاف قائم کرنا تھا آج ہم نے اپنوں ہی کے خلاف وہ محاذ قائم کر رکھا ہے۔ قلم کی جو توانائی بدعقیدوں کی بدعقیدگی اجاگر کرنے میں لگانی تھی آج ہم اپنوں ہی کے تار وہابیت سے جوڑنے کی بھرپور کوشش کر رہے ہیں۔ جو اسٹیج رد وہابیہ و دیابنہ کے لیے تیار کرنا تھا اسے آج اپنوں ہی پر الزام اور افتراء کے لیے تیار کیا جا رہا ہے۔ کہیں ذات پات کو لے کر گروپ بندی ہے تو کہیں اپنی شخصیت چمکانے کے لیے گروہ بندی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون!

لیکن اب بھی دیر نہیں ہوئی ہے اور نہ پانی سر سے اونچا گیا ہے۔ اگر ہم اس گروپ بازی اور گروہ بندی کے طلسم سے نکل جائیں، بغض وعناد اور انا پرستی کے خول سے باہر نکل آئیں تو پرانی باتیں بھول کر تمام علماے اہل سنت (بالخصوص زاہدی و جیشی نوجوان علماے کرام) متحد ہو کر اس فتنہ کی سرکوبی کر سکتے ہیں۔ لیکن نیپال کے علماے اہل سنت کے آپسی انتشار کو دیکھ ایسی امید رکھنا نخلستان میں پانی تلاش کرنے جیسا ہے۔ اس لیے ایک دوسرا راستہ یہ بھی ممکن ہے کہ یہ علما متحد نہ بھی ہوں تو آپسی انتشار کی آگ کو ذرا مدھم رکھ کر انفرادی سطح پر بھی وہابیت کا قلعہ مسمار کرنے کے لیے تقریر، تحریر، تحریک، تبلیغ اور تدبیر اختیار کر سکتے ہیں۔

سبب دوم: نیپال میں سیاسی عدم استحکام کے باعث معاشی استحکام بھی نا کے برابر ہے اس لیے نیپال سے بڑی تعداد میں لوگ خلیجی ممالک روزگار حاصل کرنے جاتے ہیں۔ تقریباً پچاس سے ساٹھ فیصد مسلم، خلیجی ممالک میں کام کرتے ہیں اور ۸۵ فیصد گھروں کا چولہا عربوں کی وجہ سے جلتا ہے۔ لیکن اس خوشحالی کے ساتھ نیپال میں اسلام کی روح سے دور اسلام کا وہابی ورژن بھی آگیا۔ خلیجی ممالک میں کام کرنے والے، وہاں کے قوانین کے مطابق مدت معینہ سے قبل اپنے وطن نہیں آسکتے لہٰذا انہیں ایک لمبے عرصے تک گھر اور گھر کی ذمہ داریوں سے دور رہ کر گزارنا پڑتا ہے۔ ایک لمبے عرصے تک بیوی بچوں سے الگ رہنے کے باعث نیپال کے مسلم سماج میں جو مسائل پیدا ہو رہے ہیں وہ تو ہیں ہی۔ سب سے فکر مند پہلو یہ ہے کہ بچوں کی تعلیم وتربیت کی طرف کچھ خاص توجہ نہیں ہو پاتی کیوں کہ ان کے والد یا سرپرست تو خلیجی ممالک میں ہوتے ہیں اور عورتیں اتنی باشعور نہیں کہ وہ بچوں کی تعلیم کی ذمے داری بخوبی سنبھال سکیں۔ پھر یہی ناخواندہ اور کچے ذہن کے بچے نوبلوغیت کی عمر میں خلیجی ممالک میں جاتے ہیں تو وہابیوں کے دام فریب میں آسانی سے پھنس جاتے ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق خلیجی ممالک میں کام کرنے والے نوجوانوں میں تقریباً دس فیصد افراد وہابی افکار ونظریات

سے مکمل طور سے متاثر ہو چکے ہیں جب کہ پندرہ سے بیس فی صد نوجوان متاثر ہونے کے قریب ہیں۔ نہ تو ان کا مبلغ علم اتنا ہوتا ہے اور نہ ہی ان کی سمجھ پختہ پھر بھی وہ بڑی دیدہ دلیری سے معمولات اہل سنت پر انگشت نمائی کرنے لگتے ہیں۔ ان کے نزدیک ہر شرعی عمل کے جواز اور عدم جواز کی دلیل اس کا سعودی میں ہونا یا نہ ہونا ہے، انہیں اتنا باور کرا دیا جاتا ہے کہ اسلام سعودی عرب سے ہی پھیلا ہے اس لیے اسلامی رسوم وعبادات اور عقائد جو سعودی عرب میں رائج ہیں وہ اسلام کا حصہ ہیں باقی سب شرک وبدعت ہے۔

علماے اہل سنت کے لیے ضروری ہے کہ ایسے نوجوانوں کی باتوں کو بغور سن کر ان کا تشفی بخش جواب دیں۔ سنجیدگی سے ان کے ذہن وفکر کو پاک وصاف کریں اور ان کو وہابیوں کے باطل عقائد سے باخبر کریں۔

اس کے لیے جلسے جلوس کے ساتھ مسلم نوجوانوں کی اصلاح کے لیے گاؤں گاؤں تربیتی کیمپ کا انتظام وانصرام کرنا چاہیے جس میں آسان زبان اور سنجیدہ لب ولہجہ میں عقائد ومعمولات اہل سنت کا بیان ہو۔ اس میں عقائد اور رد وہابیت پر مشتمل اکابر علماے اہل سنت کی تقریروں کی چھوٹی چھوٹی آڈیو، ویڈیو کلپس (Audio, Video Clips) تقسیم کرنا بھی مفید ہوگا۔

سبب سوم: کہتے ہیں نا کہ نشتر جو لگاتا ہے دشمن نہیں ہوتا، معذرت کے ساتھ میں اس سبب کو لکھنے پر مجبور ہوں کہ نیپال میں شہری اور ملکی سطح پر کام کرنے کی غرض سے تقریباً ہر شہر اور قصبے میں مسلمانوں کی کوئی نہ کوئی تنظیم ہے۔ ان تنظیموں میں اکثر کے اغراض ومقاصد میں سے ایک مقصد ”رد بد مذہباں اور مسلک اعلیٰ حضرت کا فروغ“ ضرور ہے۔ لیکن کچھ تنظیموں کو چھوڑ کر اکثر کاغذ تک ہی محدود ہیں۔

اسی طرح اکثر مدرسوں کا بھی یہی حال ہے، فروغ اہل سنت وجماعت کا دعویٰ تو کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود اسی شہر اور گاؤں میں وہابی چپکے سے اپنا کام کر جاتا ہے۔ جس شہر میں سنّیوں کے بڑے بڑے مدارس ہوں وہاں وہابی کا ایک چھوٹا سا مکتب ترقی کر کے جامعہ ہو جائے اور پھر اسی شہر میں اس کی مختلف شاخیں کھل جائے اور دن بدن ان کے افراد کی تعداد بڑھتی رہے، یہ حیرت کے ساتھ افسوس کی بات بھی ہے۔ خدا کے واسطے بڑی بڑی عمارتیں تعمیر کرنے کے ساتھ اس طرف بھی توجہ مبذول کریں، ورنہ ہمارے پاس افراد کم اور عمارتیں زیادہ ہوں گی۔

سبب چہارم: کوئی بھی کام کرنے کے لیے دو چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے، (۱) اسباب ووسائل (۲) افراد۔ ہمارے پاس قابل افراد اور معقول اسباب کی بہت بڑی کمی ہے۔ (قابل افراد سے مراد وہ حضرات جو پلاننگ کرنے کے ساتھ فیلڈ ورک اور زمینی سطح پر بھی کام کر سکیں)۔ نیپال میں سرگرم وہابیوں کے پاس اسباب اور افراد دونوں موجود ہیں۔ اس کی واضح مثال یہ ہے کہ انہوں نے میڈیا کے میدان میں بھی پہلے سے اپنی موجودگی درج کرالی ہے۔ ترائی علاقے کے مرکزی مقام جنک پور سے ان کا ہفت روزہ اخبار بھی نکلتا ہے جس کی کاپیاں نیپال میں دست یاب ہونے کے ساتھ خلیجی ممالک میں بھی دستیاب ہیں اسی طرح نیپال میں ایک مقبول ذریعہ ابلاغ لوکل ایف ایم ریڈیو چینل بھی ہیں یہاں بھی وہابیوں نے بازی ماری۔ ابتدا میں وہابیوں نے آدھے یا ایک گھنٹے کا دورانیہ (chunk) جنک پور کے ایک ایف ایم چینل پر حاصل کیا اور اس پلیٹ فارم سے میتھلی، نیپالی اور اردو میں وہابی نظریات کی تبلیغ شروع کی۔ عوام الناس میں ان پروگرام کا خاصا اثر ہونے لگا تھا۔ بعد میں سنّی علما نے بھی اس بڑھتے ہوئے فتنے کا نوٹس لیا تو کسی طرح سنّی علما نے بھی ایک چینل پر وہابیت کے رد کے ساتھ عقائد اہل سنت کی ترویج کا ذمہ اٹھایا۔ یہ قدم قابل تعریف ضرور ہے لیکن ناکافی ہے۔

بزرگ علماے کرام اور مخیر اہل ثروت حضرات کو اس فتنے کی روک تھام کے لیے حساس ہونا ہوگا انہیں اس فتنے کی طرف خاص توجہ دینی ہوگی تبھی ہمارے وطن عزیز نیپال میں بڑھتی وہابیت کو روکنا ممکن ہے۔ اس کے لیے قابل نوجوان علما کی ٹیم تیار کر کے ان کی تربیت کی جانی چاہیے ساتھ ہی وسائل کی فراہمی کے لیے صاحب ثروت حضرات کو بھی آگے آنا ہوگا۔

سبب پنجم: بڑھتی وہابیت کے پیچھے عوام تک وہابیوں کی رسائی اور پھر عوام پر ان کی انفرادی کوششیں بھی ایک بڑا سبب ہے۔ ایک مرتبہ ایک وہابی سے اپنے گاؤں میں ملنے کا اتفاق ہوا جو کہ پوربی علاقہ کا رہنے والا تھا، پہلے سے تھوڑی سی شناسائی تھی، میں نے پوچھا بھائی! ادھر کہاں؟ (بقیہ صفحہ نمبر ۱۱ر پر)

ماہِ رواں

واقعۂ معراج میں اعمال کی ترغیب وترہیب

مولانا بلال احمد نظامی

حضور اکرم ﷺ کے عظیم معجزات میں سے ایک معجزہ سفرِ معراج بھی ہے، جس میں قلیل وقت میں مکہ مکرمہ وبیت المقدس سے ہوتے ہوئے آسمانوں کی سیر، جنت وجہنم کا مشاہدہ و دیدار الٰہی سے مشرف ہوکر مکہ کی سرزمین پر تشریف لے آئے۔ اس ایک لمحے کے سفر میں آپ ﷺ نے کروڑوں عجائباتِ قدرت ملاحظہ فرمائے۔ اُن عجائبات قدرت ومشاہدات میں جنت کی نعمتیں وجہنم کے عذاب بھی ملاحظہ فرمائے۔ پھر اُن میں سے بہت سے احکام امت کی ترغیب وترہیب کے لیے بیان فرمائے، تاکہ نیک واچھے اعمال کے ذریعے امت عذاب جہنم سے بچنے کی تدبیر کرے اور جنت کی لازوال نعمتوں کا سُن کر ان تک رسائی کے لیے کوشاں ہوں۔ ذیل میں انھی مشاہدات میں سے چند تحریر کیے جاتے ہیں۔

قرض کا درجہ صدقے سے بڑھ گیا:

حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ ”شب معراج میں نے جنت کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا کہ صدقے کا ثواب دس گنا اور قرض کا اٹھارہ گنا ہے۔ میں نے جبریل علیہ السلام سے دریافت کیا: کیا سبب ہے کہ قرض کا درجہ صدقے سے بڑھ گیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ سائل کے پاس مال ہوتا ہے پھر بھی سوال، جب کہ قرض لینے والا حاجت کی بنا پر ہی قرض لیتا ہے“۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب الصدقات، باب القرض، حدیث، ۲۵۲۵)

غصہ پینے والوں کے لیے انعام:

آپ ﷺ نے معراج کی شب جنت میں چند بلند و بالا محلات ملاحظہ فرمائے جن کے بارے میں دریافت کرنے پر حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یہ غصہ پینے والوں اور لوگوں سے عفو و درگزر کرنے والوں کے لیے ہیں، اور اللہ عزوجل احسان کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔ (مسند الفردوس، باب الراء، حدیث ۳۱۸۸)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سلام:

شب معراج، جد انبیا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضور اکرم ﷺ کی امت کو سلام کہا پھر جنت کی نعتوں کا ذکر فرمایا۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ ” شب معراج میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات کی، انہوں نے فرمایا کہ اے محمد ﷺ اپنی امت کو میرا سلام کہیے! اور انھیں بتائیے کہ جنت کی مٹی پاکیزہ، اس کا پانی میٹھا اور وہ ہموار زمین ہے، اُس کی کاشت سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر، ہے۔“ (سنن الترمذی، کتاب الدعوات، حدیث: ۳۷۹۸)

ذکر الٰہی کی برکتیں :

شب معراج حضور اکرم ﷺ کا گزر ایک ایسے شخص کے پاس سے ہوا جو عرش کے نور میں چھپا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا! یہ کون ہے، کیا کوئی فرشتہ ہے؟ کہا گیا نہیں: فرمایا! کوئی نبی ہیں؟ کہا گیا نہیں۔ پوچھا پھر یہ کون ہے؟ بتایا گیا! یہ وہ شخص ہے کہ دنیا میں اس کی زبان ذکر الٰہی سے تر رہتی تھی، اس کا دل مسجدوں میں لگا رہتا تھا، اور یہ کبھی اپنے والدین کو بُرا کہے جانے یا اُن کی بے عزتی کی جانے کا سبب نہیں بنا۔ (موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الاولیا، حدیث ۹۵)

راہِ خدا میں جہاد کا ثواب:

معراج کی رات، شب اسرا کے دولہا حضور اکرم ﷺ کچھ ایسے لوگوں کے پاس تشریف لائے جو ایک دن کاشت کرتے اور اگلے دن فصل کاٹتے تھے۔ جب بھی وہ فصل کاٹتے تو وہ پہلے کی طرح لوٹ آتی۔ حضرت جبریل امین علیہ السلام نے عرض کیا! یہ راہِ خدا میں جہاد

کرنے والے ہیں، ان کی نیکیوں میں ۷۰۰ گنا تک اضافہ کردیا گیا ہے، اور انہوں نے جو کچھ خرچ کیا اللہ انھیں اس کا بدلہ عطا فرمائے گا۔ (مجمع الزوائد و منبع الفوائد، کتاب الایمان، باب منہ فی الاسراء، ص ۶۷)

تین جنتی نہریں :

شب معراج تاجدار کائنات ﷺ نے اہل جنت پر رحمت الٰہی کے جو نظارے ملاحظہ فرمائے: ان میں سے یہ بھی تھا کہ آپ ﷺ نے جنت کے دروازے کے پاس کرسی پر بیٹھے ایک شخص کو دیکھا جس کے بالوں میں کنگھی کی ہوئی تھی، اور اس کے پاس کچھ سفید چہروں والے اور کچھ سیاہ چہروں والے لوگ تھے۔ پھر وہ لوگ جن کی رنگت میں سیاہی تھی ایک نہر پر آئے، اور اس میں غسل کیا تو ان کے رنگ صاف ہوگئے۔ اس کے بعد وہ ایک اور نہر پر آئے اور اس میں غسل کیا تو ان کے رنگ مزید صاف ہوگئے۔ بعد ازاں انہوں نے تیسری نہر میں غسل کیا تو ان کے رنگ باقی ساتھیوں کی طرح بالکل سفید ہوگئے، لھذا وہ اپنے انھی ساتھیوں کے ساتھ بیٹھ گئے۔ شب اسرا کے دولہا ﷺ نے پوچھا، اے جبریل ! یہ کون لوگ ہیں جن کے چہرے سفید ہیں، اور وہ کون ہیں جن کی رنگت میں کچھ خرابی تھی پھر وہ نہر میں غسل کرکے نکلے تو ان کے رنگ صاف ہوگئے ؟ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! یہ شخص آپ کے والد حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام ہیں، یہ زمین پر پہلے شخص ہیں جنھوں نے کنگھی کی۔ اور یہ سفید چہرے والے وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے ایمان میں کسی ناحق کی آمیزش نہیں کی، اور وہ جن کی رنگت میں کچھ خرابی تھی، یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے اچھے عمل کے ساتھ ساتھ کچھ بُرے عمل کیے، پھر اللہ تعالی سے توبہ کی، اللہ تعالی نے ان کی توبہ قبول فرمالی، پہلی نہر اللہ کی رحمت، دوسری اللہ کی نعمت، تیسری نہر شراب طہور کی ہے جس سے اللہ تعالی نے ان کو سیراب کیا۔ (دلائل النبوۃ، جلد ۲ص، ۴۰۱)

شب معراج حضور رسول اکرم ﷺ نے زمین وآسمان کی سیر کے دوران جہاں مُطیع وفرمابردار، عبادت گزار، ذاکرین، مجاہدین، غریب کی مدد کرنے والے بندوں پر انعامات الٰہی کے خوب صورت مناظر ملاحظہ فرمائے، وہیں گناہ گار، نافرمان، سرکش، چغل خور، سود خور، زانی، غیبت کرنے والے، نفس پرست بندوں کو قہر الٰہی میں گرفتار بھی دیکھا۔ اور ان بھیانک مناظر کو اپنی امت کے سامنے بیان فرمایا تاکہ اعمال وافعال میں اللہ رب العزت کی رضا پیش نظر رہ سکے، اور اُن سخت قسم کے عذاب سے بچنے کی تدبیر کرسکے۔ انھی میں سے چند کو ذیل میں تحریر کیا جاتا ہے۔

سود خور کا انجام:

مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا" شب معراج میں ایک ایسی قوم کے پاس آیا جن کے پیٹ کمروں کے مانند تھے، اور ان میں سانپ تھے جو باہر سے دکھائی دیتے تھے، میں نے پوچھا : اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں ؟ عرض کی یہ سود خور ہیں "۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب التجارات، باب التغلیظ فی الربا، حدیث، ۲۳۵۹)

آپ ﷺ نے مزید ارشاد فرمایا کہ "شب معراج میں نے ایک آدمی کو دیکھا جو نہر میں تیرتے ہوئے پتھر نگل رہا تھا، میں نے پوچھا یہ کون ہے ؟ بتایا گیا کہ یہ سود خور ہے"۔ (شعب الایمان، حدیث ۵۱۲۱)

تارکِ نماز کا انجام:

معراج کی شب حضور اکرم ﷺ ایک ایسی قوم کے پاس آئے جن کے سروں کو کچلا جارہا تھا، جب سر کچل دیا جاتا تو وہ پھر پہلے کی طرح درست ہوجاتا، حضور اکرم ﷺ نے پوچھا: اے جبریل یہ کون لوگ ہیں ؟ عرض کی : یہ وہ لوگ ہیں جن کے سر فرض نماز کے وقت بھاری ہوجاتے تھے۔ (تفسیر روح البیان، ج ۵ ص ۱۰۹۔ مجمع الزوائد، منبع الفوائد، باب منہ فی الاسرا)

تارک زکات کی سزا:

نبی کریم ﷺ کو اس شخص کا حال جو اپنے مال سے فرض زکات نہیں نکالتا تھا یوں دکھایا گیا کہ آپ کا گزر ایک ایسی قوم پر ہوا جن کے آگے اور پیچھے کپڑوں کی دھجیاں تھی، وہ اونٹوں اور بکریوں کی طرح چیخ رہے تھے، جہنم کے کانٹے دار درخت زقوم کھارہے تھے۔ حضور ﷺ نے پوچھا اے جبریل یہ کون لوگ ہیں ؟ عرض کی : یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مالوں سے فرض کی ہوئی زکات ادا نہیں کرتے تھے۔ (تفسیر روح البیان، ج ۵، ص ۱۱۰۔ معراج النبی اور معمولات ونظریات)

زکات نہ ادا کرنے والوں کے تعلق سے آپ ﷺ سفر معراج کے مشاہدات بیان کرتے ہوئے مزید فرماتے ہیں کہ" شب معراج ایسے لوگوں کے قریب سے گزر ہوا جن کے آگے اور پیچھے چیتھڑے لٹک رہے تھے اور وہ چوپایوں کی طرح چرتے، خاردار گھاس، تھوہر اور گرم پتھر نگل رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا، اے جبریل ! یہ کون لوگ ہیں ؟ عرض کیا یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مالوں کی زکات نہیں دیتے تھے، اللہ عزوجل نے ان پر ظلم نہیں کیا اور اللہ عزوجل بندوں پر ظلم نہیں فرماتا۔ (الترغیب والترہیب، کتاب الصدقات، ص ۲۶۳)

غیبت وعیب جوئی کی سزا:

شب معراج حضور اکرم ﷺ کا گزر کچھ ایسے لوگوں پر ہوا جن پر کچھ افراد مقرر تھے، اِن میں بعض افراد نے اُن کے جبڑے کھول رکھے تھے، اور بعض دوسرے افراد ان کا گوشت کاٹتے اور خون کے ساتھ ہی اُن کے منہ میں دھکیل دیتے۔ حضور اکرم ﷺ کے دریافت فرمانے پر حضرت جبریل امین علیہ السلام نے عرض کی : یہ لوگوں کی غیبتیں اور ان کی عیب جوئی کرنے والے ہیں۔ (مسند الحارث، کتاب الایمان، باب ماجاء فی الاسراء، حدیث ۲۷)

شب معراج حضور اکرم ﷺ کچھ ایسے لوگوں کے پاس سے گزرے جو مُردار کھا رہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے جبریل! یہ کون ہیں ؟ عرض کی :یہ وہ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے تھے (غیبت کرتے تھے)۔ (مسند احمد، حدیث ۲۳۳۶۶)

ایک اور روایت میں ہے کہ شب معراج آپ ﷺ کچھ ایسی عورتوں اور مردوں کے پاس سے گزرے جو اپنی چھاتیوں کے ساتھ لٹک رہے تھے۔ آپ ﷺ نے پوچھا، اے جبریل یہ کون لوگ ہیں ؟ عرض کی : یہ منہ پر عیب لگانے والے اور پیٹھ پیچھے بُرائی کرنے والے ہیں۔ (شعب الایمان، حدیث ۶۷۵۰)

آپ ﷺ شب اسرا میں مشاہدہ کی گئی اُن ہولناکیوں اور عذاب الیم کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ" جب مجھے معراج کروائی گئی تو میں ایسے لوگوں کے پاس سے گزرا جن کے ناخن تانبے کے تھے، اور وہ اُن سے اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے، میں نے کہا اے جبریل !یہ کون لوگ ہیں ؟ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے (غیبت کرتے)ہیں، اور ان کی عزت خراب کرتے ہیں۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی الغیبۃ، حدیث ۴۸۸۰)

بے عمل خطبا کا انجامِ بد!

شب معراج سیاح لامکاں حضور اکرم ﷺ کچھ اور لوگوں کے پاس تشریف لائے، اُن کے ہونٹ قینچیوں سے کاٹے جارہے تھے اور ہر بار کاٹنے کے بعد وہ درست ہوجاتے تھے۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: اے جبریل یہ کون لوگ ہیں ؟ عرض کیا : یہ آپ ﷺ کی امت کے خطبا ہیں، یہ اپنے کہے پر عمل نہیں کرتے تھے۔ اور کتاب اللہ پڑھتے تھے لیکن اس پر عمل نہیں کرتے تھے۔

(شعب الایمان، الثانی عشر من شعب الایمان، ج ۲، ص ۲۸۳، حدیث ۱۷۷۳)

والدین کو گالی دینے کی سزا:

معراج کی شب سیاح لامکاں حضور اکرم ﷺ نے دوزخ میں کچھ ایسے لوگ بھی دیکھے جو آگ کی شاخوں سے لٹکے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: اے جبریل !یہ کون لوگ ہیں ؟ عرض کیا، یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا میں اپنے والدین کو گالیاں دیتے تھے۔ (الزواجر، کتاب النفقات علی الزوجات، ج ۲ ص ۱۲۵)

زانی کا انجامِ بد:

زنا انتہائی گھناؤنا اور خبیث فعل ہے۔ زناکار آدمی دنیا وآخرت میں ذلیل وخوار ہوکر عذاب الیم میں گرفتار ہوگا۔ مروی ہے کہ "شب معراج سیاح لامکاں حضور اکرم ﷺ کا گزر ایسے لوگوں پر ہوا جن کے سامنے برتنوں میں پکا ہوا عمدہ قسم کا اور کچھ میں کچا گندا اور خراب قسم کا گوشت رکھا ہوا تھا۔ یہ لوگ پکے ہوئے پاکیزہ گوشت کو چھوڑ کر کچا گوشت کھا رہے تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا! اے جبریل یہ کون ہے ؟ عرض کیا : یہ آپ ﷺ کی امت کا وہ شخص ہے، جس کے پاس حلال عورت (بیوی) تھی مگر یہ اسے چھوڑ کر خبیث عورت کے پاس جاتا اور رات بھر ٹھہرا رہتا۔ اور یہ عورت وہ ہے جو حلال وطیب مرد کے نکاح میں ہونے کے باوجود خبیث مرد کے پاس جاتی اور رات بھر اس کے پاس ٹھہری رہتی۔ (تفسیر الطبری، سورۃ الاسرا) (بقیہ صفحہ ۱۱ر پر)

ماہِ رواں

شعبان المعظم اور شب برات کے فضائل واعمال

مولانا نور محمد رضا قادری جگرؔ مصباحی

مذہب مہذب دین اسلام میں سال کے مہینوں کی کل تعداد بارہ ہے اس میں کمی یا زیادتی نہیں۔ لوح محفوظ میں بھی روز اول سے یہی تعداد محفوظ و مرقوم ہے جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن مقدس میں ارشاد فرماتا ہے: "اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ مِنْهَاۤ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ۬ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ" (پ۱۰ ع۱۱ سورۃ التوبہ آیت ۳۶) بیشک مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں اللہ کی کتاب میں جب سے اس نے آسمان اور زمین بنائے ان میں سے چار حرمت والے ہیں یہ سیدھا دین ہے تو ان مہینوں میں اپنی جان پر ظلم نہ کرو (کنزالایمان)

ان مہینوں کے نام یہ ہیں: (۱) محرم الحرام (۲) صفر المظفر (۳) ربیع الاول (۴) ربیع الآخر (۵) جمادی الاول (۶) جمادی الآخر (۷) رجب المرجب (۸) شعبان المعظم (۹) رمضان المبارک (۱۰) شوال المکرم (۱۱) ذوالقعدہ (۱۲) ذوالحجہ۔

شعبان المعظم اسلامی سال کا آٹھواں مہینہ ہے، یہ مہینہ بہت ہی بابرکت باعظمت اور فضیلت وسعادت والا مہینہ ہے۔ اس کی عظمت وسعادت کا پتا اس حدیث پاک سے چلتا ہے کہ اللہ کے مقدس نبی ﷺ نے تمام مہینوں میں صرف شعبان کو اپنا مہینہ قرار دیا، چناں چہ ارشاد فرماتے ہیں "شعبان شهری (کنزالعمال ج ۱۲، ص ۳۱۳ حدیث نمبر ۳۵۱۷۲ مؤسسۃ الرسالہ بیروت)

یعنی شعبان میرا مہینہ ہے۔ دوسری روایت میں آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: فضل شعبان على سائر الشهور كفضلی على سائر الانبياء (الغنیۃ لطالبی طریق الحق، ج۱، ص۳۴۱، دارالکتب العلمیہ بیروت)

یعنی شعبان کی فضیلت تمام مہینوں پر ایسے ہی ہے جیسے میری فضیلت تمام انبیاء پر۔

آپ ﷺ اس مہینہ میں برکت کے لیے دعا فرمایا کرتے تھے جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب رجب کا مہینہ داخل ہوتا تو رسول اللہ ﷺ یہ دعا پڑھا کرتے تھے:
"اللهم بارك لنا في رجب وشعبان وبلغنا رمضان" (شعیب الایمان للبیہقی، ج ۳، ص۳۷۵، حدیث ۳۸۱۵، مؤسسۃ الرسالہ بیروت)

یعنی اے اللہ رجب اور شعبان کے مہینے میں ہمیں برکت عطا فرما اور ہمیں (بخیر وعافیت) رمضان المبارک تک پہنچا دے۔

شعبان کی وجہ تسمیہ: حدیث پاک میں ہے کہ شعبان کو شعبان اس لیے کہا جاتا ہے کیوں کہ اس میں روزہ رکھنے والوں کے لئے خیر کثیر بہت سی بھلائیاں پھوٹتی ہیں یہاں تک کہ وہ جنت میں جا پہنچتا ہے۔ حدیث پاک کے الفاظ یہ ہیں: "انما سمی شعبان لانه يتشعب فيه خير كثير للصائم فيه حتى يدخل الجنة" (کنزالعمال ج ۱۲، ص ۳۱۳، حدیث ۳۵۱۷۳ مؤسسۃ الرسالہ بیروت)

اشتقاق شعبان کے تعلق سے حضور غوث اعظم کا فرمان:

شعبان جو پانچ حروف سے مشتق ہے اس کے متعلق غوث اعظم فرماتے ہیں کہ ش سے مراد شرف یعنی بزرگی، ع سے مراد علو یعنی بلندی، ب سے مراد بر یعنی احسان و بھلائی، الف سے مراد الفت اور، نون سے مراد نور ہے، تو یہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اس مہینے میں عطا فرماتا ہے۔ (غنیۃ الطالبین ج۱، ص۳۴۱، دار الکتب العلمیہ بیروت)

شعبان المعظم میں نبی کریم ﷺ کے معمولات:

حضور ﷺ ماہ رمضان المبارک کے بعد سال کے بارہ مہینوں میں سب سے زیادہ قدر واہتمام شعبان المعظم کا کیا کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کبھی تو پورے شعبان کے روزے رکھتے تھے اور کبھی اکثر دنوں کے۔

اس سلسلے میں چند آحادیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیں:

(۱) عن عبدالله بن ابی قیس قال سمعت عائشة

رضی اللہ عنہا تقول کان رسول اللہ ﷺ یتحفظ من شعبان مالا یتحفظ من غیرہ. (سنن ابو داؤد، کتاب الصیام، باب اذا اغمی الشہر، ص۳۱۸، حدیث ۲۳۲۵، فیصل پبلیکیشنز دیوبند)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ شعبان کی جتنی حفاظت کرتے تھے اتنی کسی اور مہینے کی نہ کرتے تھے۔

(۲) عن انس قال سئل النبی ﷺ ای الصوم افضل بعد رمضان فقال شعبان لتعظیم رمضان. (جامع الترمذی، ج ۱، ابواب الزکوۃ باب فی فضل الصدقۃ، ص۱۴۴، حدیث ۶۶۳، فیصل پبلیکیشنز دیوبند)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ رمضان کے بعد کون سا روزہ افضل ہے تو آپ نے فرمایا شعبان کا روزہ جو تعظیم رمضان کے لیے رکھا جائے۔

(۳)عن عائشۃ قالت مارایت رسول اللہ ﷺ استکمل صیام شہر الارمضان ومارایتہ اکثر صیامامنہ فی شعبان. (صحیح البخاری، ج ۱، کتاب الصوم، باب صوم شعبان، ص۲۶۴، حدیث ۱۹۲۷، فیصل دیوبند)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ماہ رمضان کے علاوہ ماہ شعبان سے زیادہ کسی مہینے میں روزہ رکھتے نہیں دیکھا۔

(۴) دوسری روایت میں انہیں سے مروی ہے لم ارہ صائما من شہر قط اکثر من صیامہ من شعبان کان یصوم شعبان کلہ کان یصوم شعبان الاقلیلا. (مسلم شریف، ج ۱، کتاب الصوم، باب صیام النبی ﷺ فی غیر رمضان، ص۳۶۵، مکتبہ بلال دیوبند)

فرماتی ہیں میں نے آپ ﷺ کو شعبان سے زیادہ کسی مہینے میں روزہ رکھتے نہیں دیکھا چند چھوڑ کر پورے شعبان کے روزے رکھتے تھے۔

(۵)عن ام سلمہ قالت مارایت النبی ﷺ یصوم شہرین متتابعین الاشعبان ورمضان. (جامع الترمذی، ج ۱، ابواب الصوم باب ماجاء فی وصال شعبان برمضان، ص۱۵۵، فیصل پبلیکیشنز دیوبند)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو شعبان اور رمضان کے علاوہ کسی بھی دو مہینے کے لگاتار روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا۔

(۶)عن ام سلمہ عن النبی ﷺ انہ لم یکن یصوم من السنۃ شہرا تاما الاشعبان یصلہ برمضان (سنن ابو داؤد، کتاب الصوم باب فیمن یصل شعبان برمضان، ص۳۱۹ فیصل)

حضرت ام سلمہ بیان فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ سال میں کسی مہینے کے پورے روزے نہ رکھتے تھے سوائے شعبان کے اسے رمضان کے ساتھ ملادیتے تھے۔

(۷)عن عبداللہ بن ابی قیس سمع عائشۃ تقول کان احب الشہورالی رسول اللہ ﷺ ان یصومہ شعبان ثم یصلہ برمضان (سنن ابو داؤد، کتاب الصوم باب فی صوم شعبان، ص۳۳۰، حدیث ۲۴۳۱، فیصل دیوبند)

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو روزہ رکھنے کے لیے تمام مہینوں میں شعبان کا مہینہ سب سے زیادہ محبوب تھا پھر آپ اسے گویا رمضان سے ہی ملادیتے تھے۔

(۸)قال رسول اللہ ﷺ شعبان بین رجب وشہر رمضان تغفل الناس عنہ ترفع فیہ اعمال العباد فاحب ان لایرفع عملی الاوانا صائم (کنزالعمال، ج ۱۲، ص۳۱۳، حدیث ۳۵۱۷۱، مؤسسۃ الرسالہ بیروت۔ شعب الایمان للبیہقی، ج ۳، ص۳۷۷، حدیث ۳۸۲۰، دار الکتب العلمیہ بیروت)

آپ ﷺ نے فرمایاکہ شعبان ایسا مہینہ ہے جو رجب اور رمضان کے درمیان میں ہے لوگ اس سے غافل ہوجاتے ہیں حالاں کہ اس میں بندوں کے اعمال اٹھائے جاتے ہیں، اور میں پسند کرتاہوں کہ میرے اعمال روزے کی حالت میں اوپر اٹھائے جائیں۔

شعبان المعظم میں معمولات صحابۂ کرام علیہم الرضوان :

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں

کہ صحابۂ کرام شعبان کا چاند دیکھتے ہی قرآن کریم کی تلاوت میں منہمک ہوجاتے تھے۔ مسلمان اس مہینہ میں اپنے مالوں کی زکوۃ نکالتے تھے تاکہ کمزور مساکین کھاپی کر رمضان کے روزوں کے لیے طاقت ور ہوجائیں، حکام قیدیوں کو طلب کرتے اگر کوئی قابل حد ہوتا تو اس پر حد قائم کی جاتی ورنہ انہیں چھوڑ دیا جاتا تھا، تاجر پورے سال کا حساب کرکے اپنا قرض ادا کرتے تھے اور دوسروں سے رقم کی وصولی کرتے تھے، جب رمضان کا چاند دیکھ لیتے توغسل کرکے اعتکاف میں بیٹھ جاتے تھے۔ (غنیۃ الطالبین مترجم، ص۳۶۷،نعمانی کتب خانہ لاہور پاکستان)

حدیث پاک کے الفاظ یہ ہیں: "عن انس بن مالك رضی اللہ عنہ انه قال كان اصحاب النبی ﷺ اذا نظروا هلال شعبان اكبواعلی المصاحف يقرؤونها واخرج المسلمون زكوة اموالهم ليتقوى بها الضعيف والمساكين علی صيام شهر رمضان ودعاوا لولاة اهل السجن فمن كان عليه حد اقاموه عليه والاخلواسبيله وانطلق التجار فقضواماعليهم وقبضوا مالهم حتی اذانظروااِلی هلال رمضان اغتسلوا واعتكفوا(الغنیۃ لطالبی طریق الحق، ج ۱،ص۳۴۱، دارالکتب العلمیہ بیروت)

فضائل شب برات: یوں تو شعبان المعظم کا پورا مہینہ ہی بابرکت قابل قدر اور لائق احترام ہے، جیساکہ گزشتہ احادیث مبارکہ اور معمولات صحابہ کرام سے معلوم ہوتاہے۔ مگر اس مہینہ میں پندرہویں شعبان کی رات بہت فضیلت وعظمت والی رات ہے، اس میں عبادت کرنے والوں کو اللہ تعالی بے شمار اجر وثواب عطا فرماتا ہے۔ حدیث پاک میں ہے "عن عطا بن يسار قال مامن ليلة بعد ليلة القدر افضل من ليلة النصف من شعبان (لطائف المعارف، ص۲۶۴،دار ابن کثیر دمشق بیروت)

جلیل القدر تابعی حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شب قدر کے بعد شعبان کی پندرہویں شب سے افضل کوئی اور شب نہیں۔

شب برات کی تحقیق اور وجہ تسمہ:

شب برات کو عربی میں الليلة المباركه (بابرکت رات)ليلة الرحمه (رحمت والی رات)ليلة الصلة(اللہ کی طرف سے جہنم سے آزادی کا پروانہ ملنے والی رات)ليلة البراءة (دوزخ سے بری ہونے والی رات)کہا جاتاہے (تفسیر روح المعانی، ج ۲۵،ص۱۱۰،سورۃ الدخان مطبع دار احیاء التراث العربی بیروت)

لیکن عجمیوں کے عرف عام میں یہ رات" شب براءت"کے نام سے مشہور ومعروف ہے، عام بول چال میں بعض لوگ اسے "شب برات"بھی کہتے ہیں۔ شب براءت در اصل فارسی اور عربی یا فارسی اور اردو کے دو لفظوں کا مجموعہ ہے۔

شب فارسی میں رات کو کہتے ہیں اور **براءت** اگر الف اور تا کے درمیان ہمزہ ہوتو یہ عربی کا لفظ ہے جن کے معنی بری ہونے اور نجات پانے کے ہیں۔ اور اگر لفظ برات کے الف اور تا کے درمیان ہمزہ نہ ہو تو یہ سنسکرت سے ماخوذ ہوگا جو فارسی اور اردو دونوں میں الگ الگ معنی کے لیے بولا جاتا ہے۔ اردو میں اس سے مراد وہ جلوس ہے جو دولہا کی شادی میں اس کے ساتھ چلتا ہے۔ اور فارسی میں برات بمعنی حصہ،نقداور تقدیر وغیرہ ہے (اسلامی مہینے اور ان کا تعارف، ص۲۴۰،مکتبہ اسلامیہ لاہور)

حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "قد سمعت ليلة البراءةلان فيها براءتين براءة للاشقياء من الرحمن وبراءة للاولياء من الخذلان (الغنیۃ لطالبی طریق الحق، ج ۱،ص۳۴۸،دار الکتب العلمیہ بیروت)یعنی شب براءت کو شب براءت اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں دو براءتین (بیزاریاں)ہیں ایک گنہگاروں کو اللہ کی طرف سے آگ سے براءت مل جاتی ہے، اور سورے نیکوکاروں کو ذلت ورسوائی سے براءت نصیب ہوتی ہے۔

شب براءت میں سال بھر کے امور طے پاتے ہیں اور بے شمار گنہگاروں کی بخشش ہوتی ہے،شب براءت میں اللہ تعالی کی خاص تجلی کا نزول ہوتا ہے، اور اس رات میں

پروردگار عالم چند افراد کو چھوڑ کر بے شمار گنہگاروں کی بخشش فرماتا ہے۔ اس شعبان سے لے کر آئندہ شعبان تک جتنے امور ہونے والے ہوتے ہیں اسی رات میں لکھ دیے جاتے ہیں۔ اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ ﴿۴﴾ (پ۲۵،ع۱۴،سورۃ الدخان،آیت۴)

یعنی اس میں بانٹ دیا جاتاہے ہر حکمت والا کام (کنزالایمان)

(۱)عن عائشة قالت فقدت رسول الله ﷺليلة فخرجت فاذا هو بالبقيعفقال اكنت تخافين ان يحيف الله عليكورسوله قلت يارسول الله ظننت انك اتيت بعض نسائك فقال ان الله تبارك وتعالى ينزل ليلة النصف من شعبان الى سماء الدنيافيغفر لاكثر من عددشعرغنم كلب (جامع الترمذی، ج ۱،ابواب الصوم باب ماجاء فی لیلۃ النصف من شعبان، ص۱۵۶،فیصل دیوبند)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے آپ فرماتی ہیں کہ میں نے ایک رات رسول اللہ ﷺ کو نہ دیکھا پھر وہ بقیع قبرستان مدینہ میں مجھے ملے تب آپ نے فرمایا!اے عائشہ کیا تمہیں اس بات کا ڈر تھا کہ اللہ اور اس کے رسول تم پر ظلم کریں گے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے خیال کیا تھا کہ شاید آپ ازواج مطہرات میں سے کسی کے پاس تشریف لے گئے ہیں۔ تب آپ نے فرمایاتحقیق کہ اللہ تبارک وتعالی شعبان کی پندرہویں رات کو آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے اور قبیلہ بنی کلب کی بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ گنہگاروں کی بخشش فرمادیتاہے۔

(۲)عن علی ابن ابی طالب قال قال رسول الله ﷺ اذا كان ليلة النصف من شعبان فقوموا ليلها وصوموا يومهافان الله ينزل فيهالغروب الشمس الى سماء الدنيافيقول الامستغفر فاغفر له الا مسترزق فارزقه الامبتلى فاعافيه الاسائل فاعطيه الا كذا الا كذا حتى يطلع الفجر (کنز العمال، ج۱۲،ص۳۱۴،حدیث۳۵۱۷۷،مؤسسۃ الرسالہ بیروت)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب شعبان کی پندرہویں رات ہوتو اس رات کو قیام کرو اور دن کو روزہ رکھو کیوں کہ اس رات میں اللہ تعالی کی تجلی غروب آفتاب کے وقت سے ہی آسمان دنیا پر ظاہر ہوتی ہے، اور اللہ تعالی فرماتا ہے کہ ہے کوئی بخشش مانگنے والا کہ اسے بخش دوں، ہے کوئی رزق مانگنے والا کہ اسے عطا کروں، ہے کوئی مصیبت زدہ کہ اسے عافیت عطا کروں، ہے کوئی فلاں فلاں حاجت والاکہ اس کی حاجت پوری کروں حتیٰ کہ صبح ہوجاتی ہے۔

(۳)عن عائشة قالت قال رسول الله ﷺيا عائشة هل تدرين مافى هذه الليلة قالت مافيها يا رسول الله فقال فيها ان يكتب كل مولود من مولود بنى آدم فى هذه السنة وفيها ان يكتب كل هالك من بنى آدم فى هذه السنة وفيها ترفع اعمالهم وفيها تنزل ارزاقهم (الدعوات الکبیر للبیہقی، ج ۲،ص۱۴۶،مطبع غراس کویت)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اے عائشہ!کیا تمہیں معلوم ہے اس رات میں کیا ہوتا ہے، جو بچہ اس سال میں پیدا ہونے والا ہوتا ہے وہ اس رات میں لکھا جاتا ہے، اور جو آدمی اس سال میں ہلاک ہونے والاہوتا ہے اس کا نام بھی لکھا جاتا ہے، اور اس رات میں ان کے اعمال اٹھائے جاتے ہیں، اور اسی رات میں ان کے رزق اترتے ہیں۔

(۴) عن محمد بن المغيره بن الاخنس قال تقطع الآجال من شعبان الى شعبان قال ان الرجل لينكح و يولد له وقد خرج اسمه فى الموتى (شعب الایمان للبیہقی،ج۳،ص۳۸۶،حدیث ۳۸۳۹،دار الکتب العلمیہ بیروت)

حضرت محمد بن مغیرہ بن اخنس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ ایک شعبان سے دوسرے شعبان تک موتیں لکھی جاتی ہیں یہاں تک کہ کوئی شخص نکاح کرتا ہے اور اس کی اولاد بھی ہوتی ہے حالاں کہ اس کا نام مردوں میں

لکھا جاچکا ہوتا ہے۔

(۵)کنز العمال میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اتانی جبریل فقال هذه الليلة ليلة النصف من شعبان ولله فيهاعتقا من النار بعددشعور غنم كلب لاينظر الله فيهاالى مشرك ولاالى مشاحن ولاالى قاطع رحم ولاالى مسبل ولاالى عاق لوالديه ولاالى مدمن خمر." (کنز العمال، ج ۱۲، ص ۳۱۴، حدیث ۳۵۱۸۴، مؤسسۃ الرسالہ بیروت)

یعنی میرے پاس جبریل آئے اور کہا یہ شعبان کی پندرہویں شب ہے اس میں اللہ تعالی دوزخ سے اتنے کو آزاد فرماتا ہے جتنے بنی کلب کی بکریوں کے بال ہیں، مگر کافر مشرک اور عداوت والے اور رشتہ کاٹنے والے اور کپڑا لٹکانے والے اور والدین کی نافرمانی کرنے والے اور شراب کی مداومت کرنے والوں کی طرف نظر رحمت نہیں فرماتا۔

شب براءت میں عبادت کرنے والوں کے لیے اہم خوش خبری:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نصف شعبان کی رات جبریل نے میرے پاس آکر عرض کی اے محمد! ذرا نگاہ اٹھا کر آسمان کی طرف تو دیکھیے۔ میں نے پوچھا کیا خاص رات ہے، کہنے لگے یہ وہ رات ہے جن میں اللہ تعالی تین سو رحمت کے دروازے کھول دیتا ہے، اور تمام لوگوں کی مغفرت فرمادیتا ہے، البتہ مشرک، جادوگر، کاہن، دائمی شرابی، سودخور اور زانی کو اس وقت تک نہیں بخشتا جب تک کہ خلوص دل سے توبہ نہ کرلیں۔ پھر چوتھائی رات گزر جانے کے بعد حضرت جبریل نے آکر عرض کی اے محمد! ذرا آسمان کی طرف نگاہ اٹھائیے سرکار فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ جنت کے تمام دروازے کھلے ہوئے ہیں، پہلے دروازے کا فرشتہ اعلان کررہاہے کہ اس شخص کو بشارت ہو جو آج رات رکوع میں مصروف ہے، دوسرے دروازے پر ایک فرشتہ اعلان کررہاہے اسے خوش خبری ہو جو آج رات سجدے میں مشغول ہے، تیسرے دروازے پر ایک فرشتہ یہ اعلان کررہاہے اسے مبارک ہو جو آج رات دعاؤں میں مصروف رہے، چوتھے دروازے پر ایک فرشتہ یہ اعلان کررہاہے انہیں مبارک ہو جو آج رات ذکر الٰہی میں مصروف ہے، پانچویں دروازے پر ایک فرشتہ یہ اعلان کررہاہے کہ اسے مبارک ہو جو آج رات خشیت الٰہی سے گریہ زار ہے، چھٹے دروازے پر ایک فرشتہ یہ اعلان کررہاہے کہ آج رات مسلمانوں کے لئے خوش خبری ہے، ساتویں دروازے پر ایک فرشتہ یہ اعلان کررہاہے کہ ہے کوئی سوالی جن کا مطالبہ پورا کیا جائے، اور آٹھویں دروازے پر ایک فرشتہ یہ اعلان کررہاہے کہ ہے کوئی گناہوں سے معافی مانگنے والا کہ اس کے گناہ معاف کردئے جائیں۔ سرکار ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے جبریل سے پوچھا کہ یہ دروازے کب تک کھلے رہیں گے تو جبریل نے عرض کیا کہ اول رات سے طلوع فجر تک، پھر کہا کہ اس رات اللہ تعالی قبیلہ بنی کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد کے مطابق لوگوں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے۔

حدیث پاک کے الفاظ یہ ہیں: "روى ابوهريرة رضى الله عنه عن النبى ﷺ انه قال جاءنى جبريل عليه السلام ليلة النصف من شعبان وقال لى يا محمد ارفع راسك الى السماء قال قلت له ماهذه الليلة ؟قال هذه الليلة يفتح الله سبحانه فيها تلاوة مائة باب من ابواب الرحمةيغفر لجميع من لا يشرك به شيئاالا ان يكون ساحرا اوكاهنا اومدمن خمر او مصر على الربا والزنا فان هؤلاءلايغفرلهم حتى يتوبوا.فلما كان ربع الليل نزل جبريل عليه السلام فقال يا محمد ارفع راسك فرفع راسه فاذا ابواب الجنة مفتوحة وعلى الباب الاول ملك ينادى طوبى لمن ركع فى هذه الليلة، وعلى الباب الثانى ملك ينادى طوبى لمن سجد فى هذه الليلة، وعلى الباب الثالث ملك ينادى طوبى لمن دعا فى هذه الليلة، وعلى الباب الرابع ملك ينادى طوبى للذاكرين فى هذه الليلة، وعلى الباب الخامس ملك ينادى طوبى لمن بكى من خشيت الله فى هذه الليلة، وعلى الباب السادس ملك ينادى طوبى للمسلمين فى هذه الليلة، وعلى الباب السابع ملك ينادى هل من سائل فيعطى سئوله، وعلى الباب الثامن ملك ينادى هل من مستغفر فيغفرله وقلت يا جبريل الى متى تكون هذه الابواب مفتوحة ؟قال الى

طلوع الفجر من اول اللیل ثم قال اللہ تعالی فیھا عنقا من النار بعددشعر غنم کلب ." (الغنیۃ لطالبی طریق الحق، الجزء الاول، ص ۳۴۷، دار الکتب العلمیہ بیروت)

شب براءت کس طرح منائیں: اس رات میں تمام گناہ اور خرافات مثلاً آتش بازی، کھیل تماشا، جوابازی، شراب نوشی، غیبت، چغلخوری، جھوٹ، حسد، بغض وکینہ اور بلا وجہ ادھر ادھر اوقات ضائع کرنے سے بچیں، اور گزشتہ تمام گناہوں سے صدق دل کے ساتھ اللہ تعالی کی بارگاہ میں توبہ واستغفار کریں۔ اس رات میں قبرستان جاناوہاں فاتحہ پڑھناسنت ہے۔ اسی طرح بزرگان دین کے مزارات پر حاضر ہونا بھی ثواب ہے، اگر ہو سکے تو چودہویں اور پندرہویں تاریخ کو روزے رکھے۔ پندرہویں تاریخ کو حلوہ وغیرہ بزرگان دین بالخصوص حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی فاتحہ پڑھ کر صدقہ وخیرات کرے اور پندرہویں رات کو ساری رات جاگ کر نفل پڑھے، اور اس رات کو ہر مسلمان ایک دوسرے سے اپنے قصور معاف کرالیں، قرض وغیرہ ادا کریں کیوں کہ بغض والے مسلمان کی دعا قبول نہیں ہوتی، اور بہتر یہ ہے کہ سو رکعت نفل پڑھے، دو دو رکعت کی نیت باندھے، اور ہر رکعت میں ایک ایک بار سورہ فاتحہ پڑھ کر گیارہ گیارہ مرتبہ "قل ھو اللہ احد" پڑھے تو رب تعالی اس کی تمام حاجتیں پوری فرمادیگا، اور اس کے گناہ معاف فرمادے گا، اور اگر تمام رات نہ جاگ سکے تو جس قدر ہو سکے عبادت کرے اور زیارت قبور کرے۔ عورتوں کو قبرستان جانا سخت منع ہے، لہذا وہ صرف روزے اور نوافل ادا کرے۔ اگر اس رات کو سات پتے بیری کے پانی میں جوش دے کر غسل کرے توان شاء اللہ العزیز تمام سال جادو کے اثر سے محفوظ رہے گا (اسلامی زندگی، ص ۱۳۴/۱۳۵، ملخصا مکتبۃ المدینہ دعوت اسلامی)۔

اللہ تبارک وتعالی کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہم تمام مسلمانوں کو شعبان المعظم بالخصوص شب براءت کی قدر کرنے، اور اس میں زیادہ سے زیادہ عبادتیں کرنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے، آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ تعالی علیہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین. ☆☆☆☆☆

(صفحہ نمبر ۴۲ / کا بقیہ حصہ)

لیکن ہر زمانہ میں حق کا غلبہ تھا اور ہے اور رہے گا حق کا ہی علم بلند تھا اور حق والوں کی ہی فتح و نصرت ہوتی رہی اور ہوتی رہے گی ان شاء اللہ العزیز۔ اور مخالفت کرنے والوں کا اس دہر سے نام و نشان مٹ گیا صفحہ ہستی پر اس کا کوئی نام لیوا نہیں۔ گویا جس کسی نے بھی حق کی مخالفت کی زوال اس کے مقدر ہو گیا اور اپنے انجام کو پہنچ گیا وہ دن دور نہیں کہ بھاج پائی حکومت کو زوال لاحق ہو اور اپنے انجام کو پہنچے۔ مخالفت کوئی بڑی بات نہیں مخالفت سے کسی کی وقار مجروح نہیں ہوتی کیا ہی خوب کسی نے کہا ہے۔

مخالفت سے میری زندگی سنورتی ہے\
میں دشمنوں کا بڑا احترام کرتا ہوں

مخالفت تو کامیابی کی دلیل ہوتی ہے مخالفت مقبولیت کی پہچان ہوتی ہے مخالفت حقانیت کی علامت ہوتی ہے نبی اکرم سید عالم صلی اللہ تعالی سلیم نے اشاد فرمایا لا تزال طائفۃ من امتی علی الحق ظاھرین لا یضرھم من خالفھم حتی یاتی امر اللہ. (مسلم شریف باب نزول عیسی ابن مریم علیہ السلام)

حق کی مخالفت کرنے والے حق کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے وہ خود ہی مٹ جائیں گے حق کا علم بلند تھا اور ہے اور رہے گا-

مٹ گئے مٹ جائینگے اعدا تیرے\
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

جب اسلام کی حقانیت ایک یورپین فلاسفر نے دیکھی تو اپنی کتاب (Advice for Muslim) میں اسلام کی حقانیت کا اظہار اس مزاج افروز الفاظ سے کیا کہ The quran has been reveal to reading and understanding and extra upon it in all world یعنی کہ اللہ نے قرآن اس لیے نازل فرماتا کہ لوگ قرآن کو پڑھے اور اس کو سمجھے اور پوری دنیا میں قرآنی نظام اور حکومت قائم کیا جائے۔

ایک اور دانشور نے کہا کہ The glorious of our blood and state shadose یعنی میں چاہتا ہوں کہ میرے رگوں میں اسلام کا خون رواں دواں ہوں اور میری نسل ہمیشہ اس پر قائم رہے۔ اس لیے دنیا میں امن اور شانتی قائم رکھنے کے لیے اسلامی قانون نافذ رہنا چاہیے ورنہ دنیا سے امن اٹھ جائے گا۔

☆☆☆☆☆

فکرامروز

آخری قسط

مسلم نوجوان اور مذہب سے دوری

مولاناساجدعلی مصباحی

کسی شاعر نے بڑے پتے کی بات کہی ہے۔

نہ دنیا سے، نہ دولت سے، نہ گھر آباد کرنے سے
دلوں کو چین ملتا ہے خدا کو یاد کرنے سے

اسی طرح زناکاری وعصمت دری کے بڑھتے واقعات وحقائق، فرائض منصبی کی ادائگی میں کوتاہی وبے رغبتی، تمام معاملات میں رشوت خوری کی گرم بازاری، وعدہ خلافی وفریب دہی، شراب نوشی وجوابازی، اخلاقی بے راہ روی وعدم رواداری، نام ونمود اور فضول خرچی میں مقابلہ آرائی، بڑوں کی تعظیم وتکریم سے انحراف اور چھوٹوں پر شفقت ومحبت کا فقدان وغیرہ بھی مذہب سے دوری کا نتیجہ اور مغربی تہذیب وتمدن اپنانے کا ہی ثمرہ ہے۔

مذہب سے دوری کے اسباب:

اب ان حالات میں ہمیں مل بیٹھ کر غور وفکر کرنے کی ضرورت ہے کہ مسلم نوجوانوں کی مذہب سے دوری کے اسباب کیا ہیں؟ ان کے دلوں سے احکام شرع کا پاس ولحاظ کیوں اٹھتا جارہا ہے؟ کیا وجہ ہے کہ جو نسل ماضی میں دوسروں کی رہ نمائی کا فریضہ انجام دیا کرتی تھی آج وہ خود ہی بے راہ ہوتی جارہی ہے؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ ان کی بے راہ روی میں ان کے والدین کی کوتاہیوں کا دخل ہے، یا دورِ حاضر کے اسکول وکالج اور مدارس میں بہتر تعلیم وتربیت کا فقدان اس کا سبب ہے، یا مغربی ثقافتی یلغار کے زیر اثر مسلم نوجوان مذہب سے دور ہورہے ہیں؟ یا ہمارے طرز تعلیم وتربیت اور طریقۂ تبلیغ وارشاد میں کمی ہے کہ ہم اپنے نوجوانوں کو دینی احکام ومسائل سمجھانے اور ان کی حکمت واہمیت بتانے میں ناکام ہیں؟

میرے خیال میں مسلم نوجوانوں کی مذہب سے دوری میں مذکورہ تمام امور کا کچھ نہ کچھ اثر ضرور ہے؛ اس لیے اب ہم ان اسباب سے متعلق چند سطریں پیش کرتے ہیں۔

[۱] اولاد کی تعلیم وتربیت میں والدین کی بے اعتنائی:

اسلام نے ماں باپ پر بچوں کی پرورش کے ساتھ یہ ذمہ داری بھی عائد کی ہے کہ وہ ان کی بہتر تربیت کریں اور مذہب کی بنیادی تعلیمات سے آراستہ کرنے کی کوشش کریں تاکہ وہ کامل مسلمان بن سکیں اور مسلم سماج ومعاشرہ کے لیے کارآمد ثابت ہوں، بچپن سے ہی انھیں نماز کی تعلیم وتربیت دیں تاکہ ان کا مزاج دینی ہو اور بالغ ہوجانے کے بعد مناسب وقت پر ان کا نکاح کردیں تاکہ ان کی عزت وعصمت اور پاک دامنی کی حفاظت ہوسکے، چناں چہ اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے:

مروا صبیانکم بالصلاۃ إذا بلغوا سبعا واضربوھم علیھا إذا بلغوا عشرا وفرقوا بینھم فی المضاجع. [مروا صبیانکم بالصلاۃ إذا بلغوا سبعا واضربوھم علیھا إذا بلغوا عشرا وفرقوا بینھم فی المضاجع. [حلیۃ الاولیاء وطبقا الاصفیاء، ج:۱۰، ص:۲۶، دارالکتب العلمیۃ، بیروت]

ترجمہ: جب تمھارے بچوں کی عمر سات سال کی ہوجائے تو انھیں نماز پڑھنے کا حکم دو، اور جب ان کی عمر دس سال کی ہوجائے تو نماز پڑھنے کے لیے ان پر سختی کرو، اور انھیں الگ الگ بستر پر سلاؤ۔

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: فی التوراۃ مکتوب، من بلغت ابنتہ اثنتی عشرۃ سنۃ فلم یزوجھا فأصابت إثما فإثم ذلك علیه. [شعب الایمان، ج:۱۱، ص:۱۳۹، رقم الحدیث: ۸۳۰۳، مکتبۃ الرشد للنشر والتوزیع بالریاض]

ترجمہ: توریت میں لکھا ہوا ہے کہ جس کی بیٹی بارہ سال کی ہوگئی اور اس نے اس کی شادی نہیں کی، پھر وہ لڑکی بدکاری میں مبتلا ہوگئی تو اس کا وبال اس کے باپ پر بھی ہوگا۔

اگر ہم آج بھی ان احادیث پر عمل پیرا ہوجائیں تو یقینا ہمارے بچے شروع سے ہی احکام شرع سے باخبر اور دینی معمولات کے پابند ہوں گے اور جب وہ نوجوانی کی دہلیز پر قدم رکھیں گے تو اپنے ماں باپ، اہل خانہ، عزیز واقارب، بلکہ پوری قوم مسلم کے لیے بہت مفید

اور کار آمد ہوں گے، ان کی طہارت و پاک دامنی اور عزت و عفت کی مثال پیش کی جائے گی اور سماج میں ایک صالح انقلاب محسوس ہوگا۔

موجودہ حالات میں ہمارے نوجوانوں کی مذہب سے دوری میں ماں باپ کی ناقص تعلیم و تربیت کا بھی بہت بڑا دخل ہے۔ آپ یقین جانیں کہ جو بچے ماں باپ کی شفقت و محبت، ان کی رہ نمائی اور بہتر تعلیم و تربیت سے محروم رہ جاتے ہیں وہ لازمی طور پر طرح طرح کے مسائل اور قسم قسم کی اُلجھنوں کا شکار ہوتے ہیں۔ ایک مسلم نوجوان کے لیے اس سے بڑی حرماں نصیبی اور کیا ہو سکتی ہے کہ وہ اپنے ماں باپ کی دینی شفقت و محبت اور اسلامی تعلیم و تربیت سے محروم رہے، اس کے ماں باپ اسے عمدہ تعلیم و تربیت دینے اور اس کی صحیح رہ نمائی کرنے میں کوتاہی یا بے اعتنائی برتیں۔

مگر افسوس! آج کی ترقی یافتہ دنیا میں ہمارے بچوں کا یہی حال ہے کہ ماں ٹی وی کے سامنے بیٹھی ہوئی نئے نئے پروگرام دیکھنے یا سوشل میڈیا پر اپنے عزیز و اقارب سے رابطہ رکھنے میں مصروف ہے اور باپ دنیا کی ساری دولت جمع کرنے کے لیے بے چین و بے قرار شہر میں مارا مارا پھر رہا ہے اور کم سن بچہ جسے ہر لمحہ اپنے والدین کی شفقت و محبت اور ہدایت ورہ نمائی کی ضرورت ہے وہ یتیموں کی طرح بے یار و مددگار اور پریشان ہے۔ آپ غور و فکر کریں تو معلوم ہوگا کہ ایسا بچہ ماں باپ کے زندہ ہوتے ہوئے بھی یتیم ہو جاتا ہے، سچ کہا ہے احمد شوقی نے ؎

لیس الیتیم من انتهى أبو اه
من همّ الحياة و خلفاه ذليلا
إن اليتيم هو الذى تلقى له
أمّا تخلت أو أبـا مشغـو لا

ترجمہ: یتیم وہ نہیں ہے جس کے ماں باپ فوت ہو چکے اور اس کو تنہا و بے سہارا چھوڑ گئے، یتیم تو وہ ہے جس کی ماں نے اس کی تربیت سے بے اعتنائی برتی اور باپ اس کی تعلیم سے غافل اپنے کام میں مصروف رہا۔

[۲] عمدہ نظامِ تعلیم و تربیت کا فقدان:

دورِ حاضر میں نوجوانوں کے اندر تنگ نظری، مادہ پرستی، اخلاقی بے راہ روی اور دیگر بڑھتے ہوئے جرائم کی ایک وجہ عمدہ نظام تعلیم و تربیت کا فقدان بھی ہے، کسی بھی قوم کی تعمیر و ترقی اس کے عمدہ اور بہتر نظام تعلیم و تربیت پر منحصر ہوتی ہے، بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ قوم یا ملت کا روشن مستقبل، تابناک نظام تعلیم پر ہی منحصر ہے تو بے جا نہ ہوگا۔

آج والدین اور سرپرست یہ چاہتے ہیں کہ ان کا بیٹا اعلیٰ عصری تعلیم حاصل کرے تاکہ کسی اونچی پوسٹ پر اس کا تقرر ہو اور اس طرح سے وہ دنیا کی عزت، شہرت اور دولت سب جمع کر سکے، اس کے لیے وہ اپنے بچوں کو ایسے اسکول اور کالج میں داخل کرتے ہیں جہاں لڑکے اور لڑکیوں کی تعلیم مخلوط ہوتی ہے، ہر طرف آزاد خیالی کا مظاہرہ ہوتا ہے، مذہب کی پابندی کو فرسودہ خیال سمجھا جاتا ہے اور اسلامی احکام کی پابندیوں سے آزاد ہونے کو ترقی کا نام دیا جاتا ہے۔

والدین اور سرپرستوں کی اس فکر کے نتیجے میں بچے عصری تعلیم تو حاصل کر لیتے ہیں اور خود کو بہت ترقی یافتہ تصور کرنے لگتے ہیں، مگر انھیں بہت سی بنیادی باتوں کا علم نہیں ہوتا، مثلاً انھیں یہ بھی معلوم نہیں ہوتا ہے کہ میں کون ہوں؟ میری زندگی کا مقصد کیا ہے؟ مجھے پیدا کرنے والا کون ہے اور اس کی مرضی کیا ہے؟ اس نے مجھے اس دنیا میں کیوں بھیجا ہے؟ وہ ہم سے کیا کام لینا چاہتا ہے؟ کس کام سے وہ خوش ہوتا ہے اور کس کام سے وہ ناراض ہوتا ہے؟

اس کے برخلاف اگر والدین اور سرپرست اپنے بچوں کو دینی تعلیم دیں، ان کے لیے اسلامی ماحول فراہم کریں اور اس کے ساتھ انھیں عصری تعلیم دلائیں تو یقینا وہ بچے جب نوجوان ہوں گے تو مذہب سے دوری اختیار کرنے کے بجائے وہ مذہب سے قریب ہوں گے اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب و تلقین کریں گے۔

اسلام اعلیٰ عصری تعلیم کے حصول سے منع نہیں کرتا ہے، لیکن وہ والدین اور سرپرستوں کو اس پہلو پر غور و فکر کرنے کی دعوت ضرور دیتا ہے کہ یہ دنیا فانی ہے اور اس کی ساری لذتیں اور تمام نعمتیں چند دنوں میں ختم ہو جانے والی ہیں۔

آج کے نوجوان اسلام کے بجائے دوسرے فلسفوں اور ظاہری چمک دمک سے متاثر اور مرعوب نظر آتے ہیں، جب کہ اخروی زندگی میں ان کی کوئی اہمیت نہیں ہے، اس کے برعکس اسلامی تعلیم اور اس کے احکام پر عمل دنیا و آخرت دونوں میں کامیابی و سرخروئی کا باعث ہے۔

دشمنان اسلام نے خصوصاً مسلم نوجوانوں کو اپنا ہدف بنایا اور اس

امر کے لیے سر جوڑ کر بیٹھے کہ مسلم نوجوانوں کے سینوں میں ایمان ویقین کی جو چنگاری دبی پڑی ہے اسے کسی نہ کسی طرح بجھا دیا جائے اور عرب و عجم ہر جگہ ان کی غیرت دینی و جذبۂ اسلامی کو فنا کر دیا جائے؛ اس لیے کہ یہی وہ جذبۂ دروں ہے جو مسلم نوجوانوں کو ہر قسم کی قربانی کے لیے آمادہ کرتا ہے اور انھیں طوفان سے بھڑ جانے کا عزم و حوصلہ دیتا ہے۔

اس کے لیے انھوں نے اسکولوں اور کالجوں میں ایسا نظام تعلیم جاری کیا جس نے مسلم نوجوانوں کے دل و دماغ سے جذبۂ دینی و فکر اسلامی کو یکسر ختم کر دیا۔ دَور حاضر کے اسکول و کالج اور دیگر تعلیمی اداروں کی جو حالت زار ہے، اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بہت پہلے اکبر الہ آبادی نے کہا تھا

یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا
افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

[۳] اسلامی تاریخ سے ناواقفیت:

اپنی تہذیب و تاریخ اور علمی وثقافتی میراث سے مانوس و باخبر رہنا ہر قوم کے لیے انتہائی ضروری ہوتا ہے، جو قوم اپنی تہذیب و تاریخ اور علمی و ثقافتی میراث سے ناآشنا اور بے خبر ہوتی ہے وہ صفحۂ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹ جاتی ہے یا مٹا دی جاتی ہے۔ علامہ بدر القادری صاحب بدؔر نے اسی حقیقت کی عکاسی کرتے ہوئے قوم مسلم کو مخاطب کیا اور فرمایا ؎

اے میری قوم! تجھے عظمت رفتہ کی قسم
تجھ میں احساس کے جذبات شکستہ کی قسم
جو قوم تاریخ کو اپنی بھلا دیتی ہے
صفحۂ دہر سے وہ خود کو مٹا لیتی ہے

یقیناً اپنی تاریخ سے ناآشنا یا غافل ہو کر کوئی بھی قوم ترقی کی راہ پر گامزن نہیں ہو سکتی اور نہ ہی وہ اپنا مستقبل روشن و تابناک بنا سکتی ہے۔ اس وقت مسلم نوجوانوں کی مذہب سے دوری کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ وہ اپنی تاریخ سے بالکل ناواقف ہیں، انھیں اسلامی فتوحات کا کچھ علم نہیں ہے، وہ خلفاے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بے مثال تاریخی کارناموں سے بے خبر اور اللہ کے رسول ﷺ کے جانباز صحابہ کے مجاہدانہ کردار سے ناآشنا ہیں۔

انھیں فقہاے صحابہ، مجتہدین کرام، اولیاے کاملین اور مجاہدین اسلام کی سیرت و سوانح کا علم نہیں، انھیں پتہ ہی نہیں ہے کہ آج کی ترقی یافتہ سائنس کا بنیادی کردار مسلمانوں نے ہی ادا کیا ہے اور انسانی فکر و نظر کی یہ رفعت و بلندی مسلمانوں ہی کی رہین منت ہیں، چناں چہ عہدِ جدید کے متعدّد سرجیکل آلات کی بنیاد دسویں صدی کے مسلم سرجن الظواہری نے رکھی، ان کے نشتر، قینچیاں اور دیگر دو سو آلات کی اہمیت کو آج کے سرجن بھی تسلیم کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ انہوں نے زخموں کو ٹانکے لگانے والا ایسا دھاگا بھی تیار کیا جو قدرتی طور پر جسم سے الگ ہو جاتا تھا۔ انھوں نے کیپسول بھی ایجاد کیا۔ اسی طرح تیرہویں صدی میں ایک اور مسلم طبی ماہر ابن نفیس نے دوران خون کی وضاحت کی اور دوسرے مسلم ڈاکٹروں نے افیون اور الکحل کے امتزاج سے ایسی سوئیاں تیار کیں جن سے کسی کو بھی بے ہوش کیا جا سکتا تھا اور یہ تیکنیک آج بھی استعمال ہو رہی ہے۔

اسی طرح دسویں صدی کے مسلم سائنسدان ابن الہیثم نے پہلا پن ہول کیمرہ ایجاد کیا۔ اور ۱۷۵۹ء میں انگلینڈ کے اندر ایک مسلم نے شیمپو متعارف کرایا۔ اور "کافی" جو آج دنیا کے مقبول ترین مشروبات میں سے ایک ہے، وہ بھی در حقیقت مسلمانوں کی ہی ایجاد ہے۔

[مسلم سائنس دانوں کی روشن ایجادات، ملخصا۔
https://www.dawnnews.tv/news/1011386]

آج ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلم نوجوانوں کی فکر و نظر کا رشتہ ان کے ماضی سے جوڑا جائے، ان کے سامنے ان کی تاریخ دہرائی جائے اور ماضی کے مسلم نوجوانوں کے اخلاق و کردار اور مثالی کارناموں کا تذکرہ کیا جائے تاکہ یہ نوجوان احساس کم تری کے حصار سے باہر آئیں اور اپنی فطری صلاحتیوں کے ذریعہ پھر سے وہی کارنامے انجام دے سکیں جن کی مثال پیش کرنے سے تاریخ عالم قاصر ہے۔

[۴] مسلم نوجوانوں پر ثقافتی یلغار:

عصر حاضر میں جدید ٹیکنالوجی کا سہارا مل جانے کی وجہ سے ثقافتی یلغار پہلے سے زیادہ خطرناک ہو چکی ہے، آج نوجوانوں کے قلوب واذہان اور ان کے افکار و نظریات تک رسائی کے سیکڑوں ذرائع اور وسائل موجود ہیں، الکٹرانک میڈیا ہو یا پرنٹ میڈیا، سوشل میڈیا ہو یا دیگر ذرائع ابلاغ، ہر ایک میں قسم قسم کے غلط مواد اور نامناسب مناظر پیش کر کے نوجوانوں کے ذہن و فکر میں طرح

طرح کے شکوک و شبہات پیدا کیے جارہے ہیں اور فحش معلومات وشہوت انگیز تصاویر شائع کرکے نوجوانوں کو فاحشہ عورتوں کے جال میں پھنسایا جارہاہے، اس کی وجہ سے مسلم نوجوان بھی اینڈ رائڈ موبائل فون یا دیگر انٹر نیٹ سے جڑے آلات سے چپک کر رہ گیاہے،جو اوقات حیرت انگیز کارنامے انجام دینے کے تھے آج کا نوجوان ان اوقات میں اپنی دنیا وآخرت دونوں برباد کرنے کا سامان مہیا کرنے میں لگاہواہے اور قیمتی اوقات کی بربادی کے ساتھ اپنی روحانی قوتوں کا بھی خاتمہ کررہاہے۔

اس لیے ضرورت ہے کہ آج اپنے نوجوانوں کو میڈیائی اور ثقافتی یلغار سے بچانے کی بھر کوشش کی جائے اور انھیں انٹر نیٹ کے منفی استعمال سے پیدا ہونے والے نقصانات سے آگاہ کیاجائے اور اس کے مثبت استعمال کے فوائد بتاتے ہوئے اس کی تاکید وتلقین کی جائے۔

[۵] سماج اور معاشرہ میں بے حیائی کا رواج:

آج جس طرح سے فحاشی وعریانیت اور حیا سوز ذرائع ابلاغ ہر گھر اور خاندان کو اپنی لپیٹ میں لیے ہوئے ہیں اس کی مثال ماضی میں کہیں نظر نہیں آتی ہے، پہلے برائیاں کم تھیں اور مسلم نوجوانوں کے اندر مذہبیت پائی جاتی تھی مگر اس کے باوجود لڑکیوں کو لکھنے کی تعلیم ممنوع تھی تاکہ کسی جہت سے برائیوں کو فروغ نہ مل سکے۔

اس کے برخلاف آج بے شمار رسائل وجرائد اور اخبارات اپنے اپنے طور سے بے حیائی کو فروغ دے رہے ہیں، انٹر نیٹ پر بے شمار حیاسوز ویب سائٹس موجود ہیں جن تک ہر نوجوان کی رسائی بآسانی ہوجاتی ہے، گھر سے لے کر کالج تک اور کالج سے لے کر بازار تک بے حیائی پر مبنی ماحول کا سامنا ہے، اس کی وجہ سے نوجوانوں کی جنسی خواہشات برانگیختہ ہوتی ہیں اور ان کے اندر خوف، تناؤ، ذہنی اور نفسیاتی پریشانیاں دن بدن بڑھتی جارہی ہیں، پھر بھی والدین اور سرپرست حصول دنیا کی خواہش میں مست اپنے نونہالوں کی کما حقہ نگرانی ضروری نہیں سمجھ رہے ہیں اور عصری تعلیم کے ساتھ ان کے لیے دینی تعلیم کا مناسب انتظام نہیں کررہے ہیں، اور بعض لوگ جو کچھ انتظام کرتے بھی ہیں تو وہ بڑا مضحکہ خیز ہوتاہے، اسی بچہ کو عصری تعلیم دینے والا ماسٹر آتاہے تو اس کے لیے خطیر رقم صرف کرکے خوشی محسوس کرتے ہیں، مگر جب اسی بچہ کو دینی تعلیم سے آراستہ کرنے والا مولوی آتاہے تو اس کے لیے بہت کم خرچ کرنا چاہتے ہیں اور ساتھ ہی تنگ دستی و پریشاں حالی کا شکوہ بھی کرتے ہیں، اس طرز عمل سے اس نونہال کے دل میں دنیا کی محبت اور عصری تعلیم کی اہمیت جاگزیں ہوجاتی ہے اور ساتھ ہی مذہب سے دوری اور دینی تعلیم کی ناقدری کا جذبہ فروغ پانے لگتاہے اور ماڈرن والدین اور سرپرستوں کو اس کا احساس بھی نہیں ہوتا۔ سچ کہاہے ڈاکٹر اقبال نے

وائے ناکامی! متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

[۶] خشک طرزِ تعلیم اور غیر موثر طریقۂ تبلیغ:

ان تمام امور کے ساتھ ایک بڑی تلخ حقیقت اور حیرت انگیز سچائی یہ بھی ہے کہ ہمارا خشک طرز تعلیم اور غیر موثر طریقۂ تبلیغ وارشاد مسلم نوجوانوں کو کما حقہ مطمئن نہیں کرپارہاہے اور اس کی وجہ سے وہ مذہب سے دور ہوتے چلے جارہے ہیں، مثلاً آج کا نوجوان چاہتاہے کہ اپنے دینی احکام ومسائل کو عقل ومنطق اور دلیل واستدلال کی روشنی میں سمجھے، اور یہ چیز شاید پہلے بھی تھی اسی لیے تو ہمارے بہت سے فقہاے کرام نے اپنی تصنیفات وتالیفات میں اس امر کا التزام کیاہے کہ پہلے کتاب وسنت کی روشنی میں مسئلہ کو واضح کیا، پھر عقل سے قریب کرنے کے لیے اس کی حکمت اور عقلی دلیل بھی پیش فرمائی تاکہ طالب علم خوب اچھی طرح مطمئن ہوجائے۔

عصری دانش گاہوں میں تھیوری کے ساتھ پریکٹیکل کا بھی انتظام کیا جاتاہے، جو ان طلبہ کے لیے فہم مسائل میں معاون اور رغبت کا باعث ہوتاہے، اس کے برعکس ہماری درس گاہوں یا جلسہ گاہوں میں آج بھی عموماً تعلیم یا تقریر کے ساتھ تربیت کا کوئی تصور نہیں ہے، کون نہیں جانتاہے کہ حج کے احکام ومسائل تعلیم سے زیادہ تربیت کے متقاضی ہیں، مگر صدیوں سے ہمارے یہاں اس کا کوئی معقول انتظام نہیں ہوسکا اور ہم عالم تصور میں ہی اپنے طلبہ اور سامعین کے ساتھ احرام باندھے ہوئے منیٰ، عرفات، مزدلفہ ہوتے ہوئے رمی جمار سے فارغ ہوکر قربانی کرلیتے ہیں اور پھر مسجد حرام پہنچ کر خانہ کعبہ کے گرد سات پھیرے طواف زیارت کرکے اپنے حج کا سبق اور خطاب مکمل کرلیتے ہیں۔

اسی طرح ہم بہت سے احکام شرع بیان کرتے ہیں اور جب ہم سے ان کی حکمت کے بارے میں سوال کیاجاتاہے تو ہم اسے

واضح کرنے یا اپنی کم علمی کا اعتراف کرنے کے بجائے سائل کو ہی جھڑک دیتے ہیں اور اسے شریعت پر اعتراض کرنے والا کہہ کر ٹال دیتے ہیں، نہ خود مطمئن ہوتے ہیں اور نہ سائل کو مطمئن کرنے کی فکر کرتے ہیں۔ مثلا ہم سے کوئی مطلقہ عورت کی عدت کا مسئلہ دریافت کرتا ہے تو ہم اسے بتادیتے ہیں کہ اس کی عدت تین حیض ہے، قرآن کریم میں ہے:

وَالْمُطَلَّقٰتُ یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ۔

[پارہ:۲،البقرہ: ۲، آیت:۲۲۸]

ترجمہ: اور طلاق والیاں اپنی جانوں کو روکے رہیں تین حیض تک۔

پھر ہم سے کوئی اس عورت کی عدت کا مسئلہ دریافت کرتا ہے جس کے شوہر کا انتقال ہوگیا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ اس کی عدت چار ماہ دس روز ہے۔ کیوں کہ قرآن کریم میں ہے:

وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَیَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا یَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا۔ [پارہ:۲ ،البقرہ:۲،آیت:۲۳۴]

ترجمہ: اور تم میں جو مریں اور بیبیاں چھوڑیں وہ چار مہینے دس دن اپنے آپ کو روکے رہیں۔

یہ دونوں جواب سنتے ہی تحقیقی مزاج رکھنے والے کے دل میں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر اسلام میں دونوں عورتوں کی عدت کے درمیان فرق کیوں ہے؟

اب اگر جدید دور کے اعتبار سے اس کی حکمت بیان کی جاتی ہے تو سائل کے دل میں اسلام کی عظمت و رفعت مزید بڑھ جاتی ہے اور وہ احکام اسلام سے دور ہونے کے بجائے قریب تر ہوتا نظر آتا ہے۔ ایک دفعہ میں نے روزنامہ انقلاب میں اس تعلق سے بڑی دل چسپ بات پڑھی تھی جس کے چند اقتباسات یہاں درج کرتا ہوں:

”ماہر جینیات Embryologists نے یہ انکشاف کیا ہے کہ مسلم خاتون دنیا کی سب سے پاک دامن خاتون ہے۔ انھوں نے مزید یہ بھی بتایا کہ ایک طلاق شدہ مسلم خاتون کو اسلامی شریعت کے مطابق تین ماہ اور وہ عورت جس کا شوہر انتقال کر گیا ہو، اسے چار ماہ دس دن تک دوسرے کسی شخص سے رابطہ نہیں قائم کرنا چاہیے، اس مدت کو ”عدت“ کہتے ہیں۔

جدید سائنس نے یہ واضح کیا ہے کہ مرد کے imprint water میں جس میں ۶۲٪ فی صد پروٹین ہوتا ہے، وہ ہر شخص میں اس طرح مختلف ہوتا ہے جیسے انگلیوں کے پوروں کے نشان۔ یہ ہر شخص کا پرسنل کوڈ ہوتا ہے اور ایک خاتون کا جسم ایک کمپیوٹر کی طرح ہے جس میں اگر دوسرا کوڈ فوری طور پر داخل ہوجائے تو وائرس پھیل جاتا ہے جو مختلف متعدّی بیماریوں کا پیش خیمہ ثابت ہوتا ہے۔

سائنس یہ بھی کہتی ہے کہ پہلے حیض کے ایام میں طلاق شدہ خاتون اپنے جسم سے ۳۲٪ فی صد سے ۳۵٪ فی صد، دوسرے پیریڈ میں ۶۷٪ فی صد تا ۷۲٪ فی صد اور تیسرے ماہ میں ۹۹ء۹ فی صد مرد کے imprint water اپنی بچہ دانی سے خارج کرتی ہے۔ اس کے بعد اگر نیا imprint water اس کے بدن میں داخل ہو تو نسل بغیر کسی حرج کے رواں دواں ہوگی۔ فاحشہ عورتیں اسی لیے معاشرے کا ناسور بننے میں فعال کردار ادا کرتی ہیں، کہ ان کے پاس یہ احتیاط نہیں ہوتی ہے۔

بیوہ کے لیے یہ مدت اس لیے بڑھائی گئی کہ اس کا سابقہ دکھ اور ذہنی تناؤ زیادہ ہوتا ہے، اس صورت حال کے پیش نظر اس کی کوکھ سے imprint water کا خروج وقت لیتا ہے۔ اس لیے اسلام اسے چار ماہ دس دن گزارنے کا حکم دیتا ہے۔

ماہر جینیات نے امریکہ میں مقیم افریقن مسلم خواتین پر تجربہ کیا تھا اور اس نتیجہ پر پہنچا کہ غیر مسلم خواتین چوں کہ عدت کے ایام نہیں گزارتیں؛ اس لیے ان کی کوکھ میں ایک سے زائد imprint water مل جاتے ہیں۔ اسی تجربہ کی بنا پر انھوں نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ صرف وہ مسلم خواتین جو اللہ جل شانہ کے حکم کے آگے سر تسلیم خم کردیتی ہیں، ان ہی کی کوکھ نسل انسانی کے لیے بابرکت ثابت ہوتی ہے اور نسب خلط ملط سے محفوظ رہتا ہے“۔ [روزنامہ انقلاب اردو، وارانسی ایڈیشن، ۲۲/ستمبر ۲۰۱۶ء]

اگر یہ تحقیق و بیان درست ہے تو ہم اس کے ذریعہ مخاطب کو عدت کے اختلاف کی وجہ سائنسی طور پر بخوبی سمجھا سکتے ہیں اور اگر یہ خلاف واقعہ ہے تو پھر ہمیں اس کی طرف توجہ دینے اور اس کی تہ تک پہنچنے کی کوشش کرنی چاہیے تاکہ مذہب بے زار لوگوں کو بھی ہم اس کی حکمت سمجھا سکیں۔

یہ حقیقت اپنی جگہ مسلم ہے کہ احکام اسلام سائنسی توجیہات کے محتاج نہیں ہیں، لیکن موجودہ حالات میں جب کہ مسلمان خصوصًا نوجوان احکام اسلام کے اسرار و رموز سمجھنا چاہتے ہیں، تو اس صورت میں اگر سائنسی توجیہات و تشریحات کے ذریعہ ان احکام کی

اہمیت وافادیت پر روشنی ڈالی جائے تو ہمارے خیال میں مسلم نوجوانوں کے ساتھ دوسرے مذہب کے ماننے والے بھی اسلام کی طرف راغب ہوں گے۔

مسلم نوجوان اور مذہب سے محبت:

مسلم نوجوانوں کے دلوں میں مذہب کی محبت جگانے اور انھیں مذہب سے قریب لانے میں بعض چیزیں بنیادی اہمیت کی حامل ہیں، مثلا ان کے لیے عمدہ اعلیٰ دینی تعلیم کا بند وبست کرنا، بہتر اسلامی تربیت کا انتظام کرنا اور فکری اصلاح کے ساتھ ان کی ذہن سازی کرنا۔

اگر اخلاص وللّٰہیت کے ساتھ ان تینوں امور پر توجہ دی جائے تو صرف امید ہی نہیں، بلکہ یقین ہے کہ ہمارے نوجوان پھر سے ایسی زندگی بسر کرنے لگیں گے جو دین فطرت کو مطلوب ہے اور جس میں اللہ جل شانہ اور اس کے محبوب ﷺ کی رضا اور خوش نودی ہے۔

ان امور کی انجام دہی میں جن کا کردار بڑا اہم اور بنیادی ہوتا ہے وہ بھی تین ہیں: (۱) والدین، گھر اور دیگر سرپرستوں کا کردار۔ (۲) اسکولس، کالجز اور دینی اداروں کا کردار۔ (۳) مسلم دانش وروں، تنظیموں اور تحریکوں کا کردار۔

والدین، گھر اور دیگر سرپرستوں کا کردار:

علم اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم نعمت ہے، اس کے حصول کے لیے تگ ودو کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے، چناں چہ حضرت انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَىٰ كُلِّ مُسْلِمٍ. [سنن ابن ماجہ، باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم، رقم الحدیث: ۲۲۴، ج:۱، ص:۸۱، دار الفکر، بیروت]

ترجمہ: علم طلب کرنا ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے۔

نوجوانوں کی تعلیم وتربیت اور ان کی اصلاح وذہن سازی میں والدین اور گھر کا کردار سب سے اہم اور بنیادی حیثیت کا حامل ہوتا ہے۔ والدین وسرپرست بچے کے اولین معلم اور گھر ان کی پہلی درس گاہ یا تربیت گاہ ہوتی ہے، گھر میں بچے نہ صرف ابتدائی اور بنیادی باتیں سیکھتے ہیں، بلکہ عادات واطوار اور اخلاق وکردار بھی گھر ہی سے سیکھتے ہیں۔ والدین جس قدر اسلامی علوم ومعارف سے آگاہ ہوں گے اتنا ہی وہ اپنے بچوں کی تعلیم وتربیت پر توجہ دے سکیں گے، جو والدین خود دین رحمت پر قائم اور اس کے احکام پر عمل پیرا ہوں وہ اپنے بچوں کی اسلامی خطوط پر بہترین تربیت کرسکتے ہیں اور جو والدین اپنے بچوں کو صحیح تعلیم وتربیت سے محروم رکھتے ہیں وہ ایک عظیم جرم کا ارتکاب کرتے ہیں؛ لہٰذا والدین اور گھر کے دیگر افراد پر یہ اہم ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنے بچوں کی بہتر تعلیم وتربیت اور مناسب اصلاح ورہ نمائی سے ایک لمحہ کے لیے بھی غافل نہ رہیں۔

اسکولس، کالجز اور دینی اداروں کا کردار:

دینی تعلیم کے بعد دوسری اہم چیز بہتر تربیت ہے جس کے ذریعہ نوجوانوں کو اسلام کے متعیّن کردہ حدود کا پابند کیا جاسکتا ہے۔ قرآن مجید میں تربیت کے لیے ایک بہت ہی خوبصورت اور بلیغ لفظ "تزکیہ" ہے، اس میں جامعیت کے ساتھ ساتھ گہرائی بھی ہے، اس کے معنی ہیں: نفس کو تمام برائیوں، گندگیوں اور کبیرہ گناہوں سے پاک کرنا۔ درحقیقت تزکیۂ نفس ہی اخلاقی، روحانی اور مادی ترقی کا ضامن ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ﴿۱۴﴾ وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ﴿۱۵﴾ [پارہ:۳۰، الاعلیٰ:۸۷، آیت:۱۴، ۱۵]

ترجمہ: بے شک مراد کو پہنچا جو ستھرا ہوا اور اپنے رب کا نام لے کر نماز پڑھی۔

دوسری جگہ یہ بھی آیا ہے کہ جس نے نفس کو بُرائی کی طرف مائل کیا وہ ناکام ہوا، چناں چہ اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے:

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ﴿۹﴾ وَ قَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ﴿۱۰﴾

[پارہ:۳۰، الشمس:۹۱، آیت:۹، ۱۰]

ترجمہ: بے شک مراد کو پہنچا جس نے اسے (نفس کو) ستھرا کیا (برائیوں سے) اور نامراد ہوا جس نے اسے معصیت میں چھپایا۔

لہٰذا ضروری ہے کہ نوجوانوں کے فکر وعمل کو صحیح رُخ دیا جائے، انھیں اسلام کے دیے ہوئے نظام تزکیہ کے مطابق ڈھالا جائے، ان کے سوچنے سمجھنے اور فہم وشعور حاصل کرنے کا زاویہ متعیّن کیا جائے۔

مگر افسوس! آج ہم اپنے نونہالوں اور نوجوانوں کو جن تعلیمی اداروں میں شوق سے داخل کرتے ہیں وہاں علم کے نام پر قسم قسم کی معلومات تو فراہم کی جاتی ہیں، لیکن انھیں اصل حقیقت سے ناواقف ہی رکھا جاتا ہے، ان تعلیمی اداروں کے فارغین انسانی زندگی

کے بنیادی سوالات کا جواب دینے سے قاصر ہوتے ہیں، انھیں یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ کون ہیں؟ ان کا خالق و مالک کون ہے؟ ان کی تخلیق کا مقصد کیا ہے؟ انھیں خلیفہ کی حیثیت سے اس دنیا میں کیوں بھیجا گیا ہے؟ اس دنیا سے رخصت ہونے کے بعد انھیں کہاں جانا ہے؟ وغیرہ ذلك.

کسی دور اندیش نے بڑے پتے کی بات کہی ہے کہ "اگر مہذب طریقے سے نوجوانوں کو قتل کرنا ہو تو موجودہ دَور کے تعلیمی اداروں سے بہتر کوئی اور جگہ نہیں ہو سکتی"۔ وہ معلومات جو یہ تعلیمی ادارے فراہم کر رہے ہیں، ان کی وجہ سے نوجوان اپنے خالق و مالک سے قریب ہونے کے بجاے دور ہو رہے ہیں اور جس تعلیم کا نتیجہ یہ ہو تو پھر اس کا کیا فائدہ؟ سچ کہا ہے ڈاکٹر اقبال نے

اللہ سے کرے دور تو تعلیم بھی فتنہ
اولاد بھی املاک بھی جاگیر بھی فتنہ

لہٰذا ضرورت ہے کہ کثرت سے مسلم تعلیمی ادارے قائم کیے جائیں اور ان کا نصاب تعلیم اس طرح تیار کیا جائے کہ اس میں عصری تعلیم کے ساتھ دینی تعلیم کا بھی بندوبست ہو اور طلبہ کی ہمہ جہت تعلیم کے ساتھ ہمہ گیر تربیت بھی ہو، گویا عصری تعلیم، اسلامی ماحول میں دی جائے۔

مسلم دانشوروں، تنظیموں اور تحریکوں کا کردار:

نوجوانوں کی تعلیم و تربیت اور ان کی ذہن سازی مسلم دانشوروں، تنظیموں اور تحریکوں کی ایک اہم ذمہ داری ہے۔ آج نوجوانوں کو علمی اور عملی طور پر یہ بتانے اور سمجھانے کی ضرورت ہے کہ اسلام باہمی اتحاد و اتفاق، اخوت و محبت، صلہ رحمی اور وعدہ وفائی کا درس دیتا ہے، جذبۂ مسابقت الی الخیر، امر بالمعروف، نہی عن المنکر اور عدل و انصاف کی تلقین کرتا ہے، اور بلاشبہہ یہ ساری چیزیں صالح معاشرے کی تشکیل کے لیے لازمی ہیں، ان ہی کے ذریعہ ایک پرامن معاشرہ وجود میں آسکتا ہے۔

اسلام دوسروں کے حقوق ادا کرنے کے علاوہ خیر خواہی کی بھی تلقین کرتا ہے، اسلام دوسروں سے منہ پھیر کر زندگی گزارنے اور سماج سے الگ تھلگ رہنے سے بھی باز رکھتا ہے، چناں چہ اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے:

انما الدین النصیحة. قالوا: لمن یارسول الله؟ قال: لله ولکتابه ولرسوله ولأئمة المسلمین وعامتهم. [سنن النسائی، ج:۷، ص:۱۵۶، رقم الحدیث: ۴۱۹۷، مکتب المطبوعات الاسلامیۃ، حلب]

ترجمہ: دین تو سراپا خیر خواہی ہے۔ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! کس کے لیے خیر خواہی ہے؟ ارشاد فرمایا: اللہ جل شانہ کے لیے، اس کی کتاب اور اس کے رسول کے لیے، ائمۂ مسلمین اور عام مسلمانوں کے لیے۔

یہ حدیث بہت عظیم الشان ہے اور اسی پر اسلام کا مدار ہے، اس کی شرح میں وہ سارے امور آجاتے ہیں جن کا یہاں اجمالا ذکر کیا گیا ہے، کیوں کہ نصیحت ایسا جامع کلمہ ہے جس کی تشریح کسی ایک لفظ سے ممکن نہیں ہے۔

مختصر یہ کہ مذہب اسلام کا حقیقی اور بنیادی تصور نوجوانوں کے ذہنوں میں نقش کیا جائے تاکہ وہ اس دنیا میں اپنے فرائض منصبی بحسن وخوبی انجام دیں اور دونوں جہان میں سرخ روئی و کامیابی سے ہمکنار ہو سکیں۔ اور اس کے لیے ضروری ہے کہ ہمارے دانش ور، جذبۂ اسلامی سے لب ریز ہو کر حالات حاضرہ کے تناظر میں مذہب اسلام کی سچی تصویر عوام کے سامنے پیش کریں اور عشق رسول کا جام طہور نوجوانوں کو پلائیں، ان کی اعلیٰ دینی تعلیم و تربیت کا انتظام کریں اور ان کی اصلاح وذہن سازی کے لیے اعلیٰ اخلاق و کردار کے حامل علما و ارباب علم و دانش سے رابطہ کریں اور ہماری تنظیمیں و تحریکیں کثرت سے ایسے اسکول و کالج کھولیں جہاں دینی ماحول میں اعلیٰ عصری تعلیم کا بندوبست ہو، اسلامی تہذیب وثقافت کی روشنی میں ان کی حوصلہ افزائی ہو تاکہ وہ احساس کم تری اور مرعوبیت کے خول سے باہر آسکیں اور ہم ڈاکٹر اقبال کی زبان میں ان سے کہہ سکیں ؎

دیار عشق میں اپنا مقام پیدا کر
نیا زمانہ، نئی صبح و شام پیدا کر
اٹھا نہ شیشہ گرانِ فرنگ کے احسان
سفال ہند سے مینا و جام پیدا کر
مرا طریق امیری نہیں، فقیری ہے
خودی نہ بیچ، غریبی میں نام پیدا کر

☆☆☆☆☆

سیاست حاضرہ

حقوقِ نسواں کی تعیین از سرے نو کیوں؟

مفتی محمد مجاہد امجدی

اسلام انسانیت کی بقا و سالمیت کا ایک مکمل دستور حیات اور فلاح و بہبودی کے زریں اصولوں کا امین ہے انسانی معاشرہ اسلامی قوانین کے بغیر کسی بھی حد تک عروج و ارتقاء کی اور گامزن نہیں ہوسکتا یہ صرف دعویٰ نہیں بلکہ بے شمار دانش وروں کا تجربہ شدہ امر ہے اسلام نے تو ہر مقام پر اخوت و مساوات اور حقوق کی ادائیگی کا درس دیا ہے اس کے برخلاف دور جدید میں مغربی دنیا یا مغربی تہذیب سے متاثر زدہ حضرات بڑی بے باکی سے حقوق نسواں کے نام پر معاشرے میں مغربی تہذیب پھیلانے کے لیے اسلام کی غلط تصویر پیش کرتے ہیں حالاں کہ اسلام دنیا کا واحد مذہب ہے جس نے حقوق کی ادائیگی کا ہر ایک کے لیے ایسا ضابطہ و قانون متعیّن فرمایا ہے جو عین فطرت کے مطابق ہے باعتبار منصب ومقام جس طرح مردوں کو حقوق وفرائض ملے بعینہ عورتیں بھی بے شمار حقوق وفرائض کی نعمتوں سے بحر و بر ہوئیں برخلاف اس کے کہ آج دنیا کے حکمران عموما اور ملک ہند کی حکومت خصوصا اپنی نظر و فکر اور خود ساختہ قانون کو اسلامی قانون پر فوقیت دیتے ہوئے برملا علی رؤس الاشہاد اسلام اور اہل اسلام کی مخالفت کر رہی ہے بحالاں کہ کہ یہاں ہر مذہب کے لوگوں کے لیے اپنے مذہب کے اعتبار سے جینے کا مکمل اختیار اور آزادی حاصل ہے اس کے باوجود اپنی ناپاک کوشش اور اپنی ظاہری قوت و اقتدار کو بروئے کار لاتے ہوئے اہل اسلام کی شرافت کا ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہیں اور اہل اسلام کی مذہبی اور شرعی امور میں مداخلت کر رہے ہیں۔ حقوق نسواں کے نام پر اس ملک کے آئین اور جمہوریت و سیکولرزم کے خلاف فیصلہ کر رہے ہیں جسے اہل اسلام کسی بھی صورت میں تسلیم نہیں کر سکتا اور نہیں قابل تسلیم ہے کیوں کہ نہ یہ قانونا مفید و اچھا ہے اور نہ شرعا۔ یاد رہے جس کسی نے بھی اور جس زمانے میں حق کی مخالفت کی چاہے جس طاقت کے ذریعہ حکومت و بادشاہت کے ذریعے یامال و زر کے ذریعے یا کسی دنیاوی عہدے کے ذریعے وہ حکومت تو نیست و نابود ہوگئی بادشاہت ختم ہوگئی عہدے مٹی میں مل گئے جس خواب و خیال میں تھے اس کا خاتمہ ہوگیا لیکن اسلامی احکام نافذ تھے اور نافذ رہیں گے جسے کوئی بھی ختم نہیں کر سکتا۔ کیا خوب کسی نے کہا ہے۔

ہے قول محمد قول خدا فرمان نہ بدلا جاے گا
بدلے گا زمانہ لاکھ مگر قرآن نہ بدلا جاے گا

آج چند مہینوں سے طلاق ثلاثہ کو لے کر ملک ہند میں خصوصا اور پوری دنیائے مسلم کے ذہن و فکر میں عموما یہ بات گردش کر رہی تھی کہ حکومت سے انصاف کی ہی توقع ہے کہ ہماری شرعی اور مذہبی امور میں مداخلت نہیں کرے گی لیکن جس گھڑی کا نہایت ہی بے صبری سے انتظار تھا وہ لمحہ قریب آیا اور اٹھائیس دسمبر ۲۰۱۷ کو پارلیمنٹ سے نہایت ہی دل سوز خبر لگی کہ آج سے تین طلاق ختم ہو گی- انا اللہ و انا الیہ راجعون- اسلامی قانون کے مقابلے میں خود ساختہ قانون کو حقوق نسواں کا نام دے کر اسلام اور اہل اسلام سے دشمنی کا مظاہرہ کر رہے ہیں جو ہر صاحب فکر و فہم پر عیاں ہیں یہ آج حقوق نسواں کی بات کر رہے ہیں لیکن اسلام نے تو اس وقت بھی عورتوں کو حقوق دیے جس وقت عورتوں کے لیے حقوق نام کا تصور نہیں کیا جاتا تھا اسلام نے تو انہیں اس وقت حقوق دیے جس وقت انہیں اپنی نفسانی خواہشات کی تکمیل کے لیے آلہ سمجھا جاتا تھا اسلام نے تو انہیں اس وقت حقوق دیے جب انہیں اپنے شوہر کے ساتھ زندہ جلایا جاتا تھا اسلام نے انہیں اس وقت حقوق دیے جس وقت انہیں صرف ایک لونڈی تصور کیا جاتا تھا اسلام نے تو انہیں اس وقت حقوق دیے جس وقت انہیں زندہ درگور کیا جاتا تھا گویا کہ جس وقت عورتوں کے لیے حقوق کا نام و نشان نہیں تھا اس وقت انہیں تمام تر حقوق دیے نبی اکرم سید عالم ﷺ نے فرمایا:

"الدنیا کلھا متاع وخیر متاع الدنیا المراۃ الصالحۃ" ساری دنیا سامان ہے اور دنیا کا بہترین سامان نیک بخت عورت ہے دنیا میں جتنی ساری چیزیں ہیں اسلام نے ان سب کے مقابلے میں سب سے قطع نظر سب سے بہترین عورت کو قرار دیا ہے جسے قبل اسلام نحوست وقباحت کا علم سمجھا جاتا تھا جس کی کفالت باعث ندامت و شرمندگی تصور کی جاتی تھی لیکن اسلام نے ایسا مقام دیا کہ دنیا کی سب سے بہترین سامان قرار دیا بشرطے کہ نیک بخت ہو۔ رہی بات طلاق ثلاثہ کی تو یہ مسلم پرسنل لاء ہے (یعنی مسلمانوں کا مذہبی اور شرعی امور ہیں) جسے اہل اسلام خود حل کریں گے کسی کے قانون کی ضرورت نہیں ہے تحفظ حقوق نسواں کی آڑ میں مسلمانوں کو برباد کرنے کی سازش ہے تاکہ مسلمان اس معاملے میں الجھ کر رہ جائے اور ہماری قوت و اقتدار کی بقا کا ذریعہ بنے اور ہماری قوت و اقتدار تا دیر قائم رہے یہ خواب اہل اسلام کبھی پورا نہیں ہونے دیں گے کیوں کہ اسلام نے تو ہمیں یہی سبق دیا ہے کہ تحفظ حق کی خاطر اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے جان دینی پڑے تو جان دے دینا مال کی قربانی کی ضرورت پڑے تو مال کی قربانی دے دینا مگر شریعت پے آنچ نہ آنے دینا شریعت پہ کسی کو انگشت نمائی نہ کرنے دینا اس لیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک دنیا کے چپہ چپہ پر اسلامی حکومت نہ ہو جائے اور ان شاء اللہ العزیز ہو کر رہے گا جس پر آج اہل اسلام مکمل مضبوطی سے عمل کر رہے ہیں اور ان شاءاللہ عزوجل عمل کرتے رہیں گے یہ حقیقت مسلم ہے کہ ایک مجلس میں تین طلاق دینا ناجائز و ممنوع ہے لیکن اگر کوئی شخص ایک مجلس میں اپنی بیوی کو تین طلاق دے گا تو دینے والا شخص گنہگار ہوگا بہرحال طلاق واقع ہو جائے گی جس پر چودہ سو سال سے اب تک عمل درآمد ہے اور یہ اسلام کا حتمی فیصلہ ہے جس پر امت کا اجماع ہے۔ اسلام نے جو قانون متعیّن فرمایا ہے کہ جب ازدواجی زندگی تنگ ہو جائے زوجین کے درمیان زندگی کا نباہ دشوار اور مشکل ہو جائے تو بذریعہ طلاق جدا ہو کر دونوں اپنے اعتبار سے جی سکے آج اسلامی قانون کے خلاف یہ فیصلہ ہوا کہ تین طلاق ختم (یعنی نہیں مانی جائے گی) مزید مجرم کو تین سال کی سزا قید بامشقت اوپر مذکور ہوا کہ نہ یہ قانونا مفید اور اچھا ہے اور نہ شرعا، دنیا کا کوئی بھی ذی شعور اور صاحب فراست اس بات کو تسلیم نہیں کر سکتا کہ جس کی وجہ سے تین سال کی سزا قید بامشقت جھیلا ہو اس کے ساتھ ایک منٹ بھی اپنا گزار سکے لیکن حکومت نے اتنی بڑی سزا کے بعد بھی ان دونوں کی رشتہ زوجیت کو برقرار رکھا ادنی فہم کا مالک بھی اسے تسلیم نہیں کر سکتا چہ جائے کہ دانش ور لوگ اسے پسند کرے۔ اور شرعا اس طریقہ پر کہ ہمارے اسلامی قانون کے ساتھ کھلواڑ کرنا پھر ہمارے اوپر بغیر جرم کے یعنی سزا کے بعد بھی رشتے زوجیت کا باقی رہنا کیا معنٰی رکھتا ہے جبکہ حکومت کے فیصلہ کے مطابق طلاق واقع ہوئی نہیں تو پھر سزا کا کیا معنٰی اور جب سزا دی گئی تو حکومت اپنے فیصلے پر نظر ثانی کرے (رجوع کرے) اور وقوع طلاق کو تسلیم کرے پھر سزا کی تعین درست ہو سکتی ہے اور کسی حد تک فیصلہ کو مانا جا سکتا ہے اس میں ہماری شریعت کی مخالفت بھی نہیں ہیں اور مجرم نے جو جرم کیا۔

(یعنی ایک مجلس میں تین طلاق دی جو کہ ناجائز و ممنوع ہے)

اس کا وہ مرتکب ہوا جس کی بنا پر سزا ملی تو یہ فیصلہ ہمارے شریعت کے خلاف بھی نہیں ہے اور اہل اسلام اسے تسلیم بھی کریں گے اس کے برخلاف اہل اسلام کسی بھی صورت میں فیصلہ کو تسلیم نہیں کر سکتے ہیں چاہے جان کیوں نہ چلی جائے اپنی شریعت کی حفاظت کریں گے یہی اہل اسلام کی ذمے داری اور فریضہ ہے اسلام میں طلاق دینے کا صرف ایک ہی طریقہ نہیں بلکہ تین طریقے ہیں ایک طلاق احسن دوسرا طلاق حسن اور تیسرا طلاق بدعت اب جسے اپنی زوجیت میں نہیں رکھنا ہے طلاق احسن یا حسن کے ذریعے دے گا بعد انقضاے عدت وہ زوجیت سے نکل کر مثل اجنبیہ کے حرام ہو جائے گی اس وقت حکومت کے فیصلہ کیا مطلب رہ جائے گا اس نے تو حقوق نسواں کے نام پر یہ فیصلہ کیا تھا آج اسی کے حقوق پامال ہوتے ہوئے نظر آرہے ہیں تحفظ حقوق نسواں کے آڑ میں مسلمانوں سے دشمنی کی سازش رچی جا رہی ہے ورنہ ملک ایک اور قانون دو طرح کے۔ اسی فعل کا وقوع جب ایک مسلمان سے تو اسے تین سال کی سزا قید بامشقت وہی ایک ہندو کرے اسے فقط صرف ایک سال کی سزا کیا یہی ہے جمہوریت یہی ہے سیکولرزم یہ صرف اسلام اور اہل اسلام سے دشمنی ہے ورنہ یہ دورخی کیسی؟ خیر وہ اپنی ظاہری قوت و اقتدار کی بنا پر چاہے جو فیصلہ لے۔ ہر زمانہ میں حق کی مخالفت کی گئی اور اب بھی کی جا رہی ہے... (بقیہ صفحہ ۳۳ پر)

تاثرات

سہ ماہی سنی پیغام، نیپال کے گزشتہ شماروں پر علما و دانشوران کے گراں قدر تاثرات

ان شاء اللہ سنی پیغام نیپال کی سنی صحافت میں نام پیدا کرے گا

کرم فرما مولانا محمد عطاء النبی حسینی و مولانا عبد الرحیم ثمر مصباحی صاحبان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید کہ بعافیت ہوں گے۔

آپ حضرات کی ادارت میں ملک نیپال سے اشاعت پذیر سہ ماہی سنی پیغام کا دوسرا شمارہ ابھی مطالعہ کی میز پر ہے، اس کا نقش اول بھی نگاہ و دل میں جگہ بنا چکا ہے، آپ جیسے نوجوان علما و ارباب قلم تازہ دم بھی ہیں اور جنونی بھی، دل میں دین و ملت کی صلاح و فلاح کے لیے کچھ کر گزرنے کا جذبہ موجود ہے جس کے نشانات اس رسالے کے ہر صفحے میں موجود ہیں۔ یہ آپ حضرات اور آپ کے رفیق کار محب گرامی مولانا اظہار النبی حسینی کی محبتیں ہیں کہ اس کی اعزازی کاپی عنایت فرما دیتے ہیں، لیکن مجھ جیسا کوتاہ بین نہ کوئی بڑا علمی و قلمی تعاون کر پاتا ہے، نہ دست عطا دراز ہوتا ہے۔ یہ انسانی فطرت ہے کہ جو چیز اسے بلا معاوضہ مل جاتی ہے اس کی قدر شناسی میں وہ انتہائی کمزور واقع ہوا ہے۔ لیکن بے ذوقی کے باوصف اتنا شوق ضرور جوان رکھتا ہوں کہ کوئی علمی و فکری جریدہ یا کتاب ہاتھ آتی ہے تو اسے سنبھال کر رکھتا ہوں اور حرز جاں بنالیتا ہوں، اس رسالے کے مختلف النوع کالموں اور ہر کالم کے تحت منتخب مضامین قرات کا انوکھا لطف دیتے ہیں۔ ہم جیسے کتنے لوگ نیپال کو ایک ہندو راشٹر، غیر اسلامی، غیر اردو ملک سمجھتے اور جانتے رہے ہیں لیکن استاذ جامعہ اشرفیہ مفتی قاری محمد رضا قادری کی تاریخی و تحقیقی کتاب "نیپال میں اسلام کی تاریخ" اور زیر نظر رسالے کا اداریہ "نیپال میں اردو صحافت، کل، آج اور کل" کے مطالعہ کے بعد یہ خیال "خیالِ محض" ثابت ہوا، مولانا عطاء النبی حسینی کی تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ ۱۹۷۱ء میں شائع ہونے والا رسالہ "سہ ماہی اصلاح" نیپال میں اردو صحافت کا نقش اول ہے، جب سے تاحال کوئی پندرہ کے قریب ہفت روزہ، پندرہ روزہ، ماہانہ، سہ ماہی، اور شش ماہی رسائل کی فہرست یہ بتا رہی ہے کہ نیپال میں اردو زبان و ادب کے شائقین میں کمی نہیں، اضافہ ضرور ہوا ہے، نیپال کے ممتاز شاعر اور "تذکرہ شعرائے نیپال" کے تذکرہ نگار ڈاکٹر وصی مکرانی واجدی کی نثری و شعری نگارشات اور مولانا پھول محمد نعمت کی شاعری راقم کے زیر مطالعہ رہی ہے، لیکن اب ایسا لگتا ہے کہ زیادہ لوگوں کو پڑھنا ہوگا، بطور خاص سنی پیغام جیسے جریدے، جو ایک مشن کے تحت جاری کیے گئے ہیں تاکہ ملک نیپال میں اردو و ہندی داں اہل اسلام کو دین حق کی تعلیمات احسن انداز میں پہنچائی جائیں۔ مضامین بھی افادیت بخش ہیں اور رسالہ بھی صورتاً و سیرتاً حسین و جمیل ہے۔ ان شاء اللہ "سنی پیغام" نیپال کی سنی صحافت میں نام پیدا کرے گا۔ سرپرستِ جریدہ، نگران اعلیٰ اور پوری ادارتی ٹیم کو دلی مبارک باد۔

طالب دعا:

توفیق احسن برکاتی

استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور [۲/مارچ ۲۰۱۸ء]

☆☆☆

"سنّی پیغام" صوری و معنوی لحاظ سے قابلِ قدر ہے

مکرمی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

سرزمینِ نیپال سے مطلع اہلِ سنت پر طلوع ہونے والا سہ ماہی رسالہ "سنّی پیغام" صوری و معنوی لحاظ سے قابلِ قدر ہے۔ جنوری تا مارچ ۲۰۱۸ کا تازہ شمارہ مطالعے کی میز پر ہے، اس کے مندرجات و مشمولات سے اس کی اہمیت و وقعت کا بھرپور اندازہ ہوتا ہے۔ دیدہ زیب سرورق، عمدہ کاغذ اور معیاری مضامین کے انتخاب نے رسالے کے حسن میں چار چاند لگا دیے ہیں۔ اللہ کرے کہ مطلعِ اہلِ سنت پر جلوہ

بکھیرنے والا یہ ماہِ نَو ہمیشہ اپنی تابانی بکھیرتا رہے۔۔۔۔

پیکر علم و حکمت حضرت مولانا محمد عطاء النبی حسینی مصباحی اور مولانا عبد الرحیم ثمر مصباحی صاحبان کی کامیاب ادارت میں شائع ہونے والا یہ علمی و تحقیقی مجلّہ قارئین کو دعوتِ مطالعہ دیتا ہے۔

ایک دینی و علمی رسالے میں جو ضروری کالمز ہونے چاہیے، وہ وہ اس میں موجود ہیں۔ البتہ اس میں "ادبیات" کے کالم کا بھی اضافہ ہونا چاہیے اور اس میں خاص طور سے نیپال کے ادباء و شعراء کے فکر و فن پر روشنی ڈالی جائے۔

ماہنامہ اشرفیہ کی تقلید کرتے ہوئے اگر ماہ بہ ماہ حالات حاضرہ اور مہینے کی مناسبت سے ایک عنوان قائم کر کے اہل علم و قلم کے مضامین شائع کیے جائیں تو اور بہتر رہے گا۔

"نیپال میں اردو صحافت: کل، آج اور کل" کے عنوان سے مولانا عطاء النبی حسینی مصباحی کا اداریہ کافی وقیع اور معلوماتی ہے۔۔۔اللھم زد فزد !!!

حضرت مولانا ساجد علی مصباحی دام ظلہ کا معیاری مضمون "مسلم نوجوان اور مذہب سے دوری" اور مولانا صدام صاحب امجدی کی فکر انگیز تحریر "قوم کی ترقی اور تنزلی کے اہم اسباب" پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے۔

ان شاء اللہ بہت جلد ایک مضمون اشاعت کے لیے بھیجوں گا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کی اس دینی خدمت کو قبول فرمائے اور دارین کی سعادتوں سے نوازے۔ آمین

فقط والسلام مع الاکرام

طفیل احمد مصباحی

خادم ماہنامہ اشرفیہ، مبارک پور

☆☆☆

دونوں رسالے کے مضامین بہت معلوماتی اور اصلاح فکر و عمل کے لیے مفید پائے

مکرمی ایڈیٹر صاحب قبلہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلام مسنون

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لک الحمد یا رب العٰلمین و علیک الصلوٰۃ و السلام

یا رحمۃ العٰلمین

اے رضا ہر کام کا ایک وقت ہوتا ہے
دل کو بھی آرام ہو ہی جائے گا

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فضل عظیم ہے کہ جب یہ سہ ماہی مجلہ اسلامی سال کے اول مہینہ محرم الحرام ۱۴۳۹ھ بمطابق اکتوبر ۲۰۱۷ء میں پہلی بار طبع ہو کر منظر عام آیا تو مجھے اتنی خوشی و مسرت حاصل ہوئی جسے الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا۔ پھر تین ماہ بعد دوسرا ایڈیشن بھی پڑھنے کو ملا دونوں رسالے کے مضامین بہت معلوماتی اور اصلاح فکر و عمل کے لیے مفید پائے اور بے حد قلبی سرور محسوس کیا کیوں نہ ہو کہ جو مضامین علمائے اہل سنت کے دست اقدس سے نکلے اور مشتمل ہوں حمد باری، نعت رسول، منقبت اولیا اللہ اور دینی مسائل پر۔ قابل صد مبارک باد ہیں آپ کی پوری ٹیم اور فخر ملت فاؤنڈیشن کے جملہ ممبران و ذمہ داران علمائے کرام و دینی اسلامی بھائی حضرات کہ جنھوں نے حضور امین شریعت فخر العلما، تاج الفقہا، عمدۃ المحققین والمدرسین حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد اسرائیل رضوی مصباحی صاحب قبلہ المعروف بہ حضور فخر نیپال کی سرپرستی میں ایک فاؤنڈیشن کی بنیاد ڈالا۔ اور ملک نیپال میں اردو صحافت کی ضرورت و اہمیت اور نوجوان علمائے اہل سنت میں دینی بیداری و قلمی طاقت پیدا کرنے کی خاطر اس رسالے کا آغاز فرما کر تمام مسلمانوں کی صحیح رہنمائی کا سامان مہیا کیا۔

میں عامی معترف اور معلن ہوں کہ ہم اہل سنت نیپال پر جو انوار و کرم کی بارشیں ہو رہی ہے یہ سب صدقہ ہے قطب نیپال، عارف باللہ، فنافی الرسول، استاذ العلما والحفاظ حضرت العلام الحاج الشاہ الحافظ القاری علامہ محمد زاہد حسین مجیبی اللہ تعالیٰ علیہ کا (المعروف بہ حضور زاہد ملت علیہ الرحمہ)۔

دعا گو ہوں کہ اللہ رب العٰلمین اپنے میٹھے پیارے مصطفٰے رحمۃ العٰلمین کے صدقے اس رسالہ کو مقبول خواص و عوام بنائے اور فاؤنڈیشن کے جمیع اراکین مجالس و ممبران و معاونین و محبین کو دین و دنیا کی بھلائیاں عطا فرمائے! آمین یارب العٰلمین بجاہ النبی الامین الکریم۔

طالب دعائے مغفرت:

العاصی محمد ہدایت اللہ رضوی ابن مولوی حبیب الرحمن

لوہار پٹی مہوتری نیپال حال مقیم دوحہ قطر عرب شریف

☆☆☆

منظومات

مولانا محمد اسمٰعیل حسینی چترویدی

انیس بیکساں ہیں وہ سخاوت کا منارہ ہے

اغثنی یا رسول اللہ غم و کلفت نے مارا ہے
سوائے آپ کے دنیا میں کوئی اب نہ یارا ہے

سرمحشر شفاعت کو جسے ہم نے پکارا ہے
شفیعِ عاصیاں ہیں وہ غریبوں کا سہارا ہے

بلندی پر ہے پرچم دینِ حق کا سرورِ عالم
ہر اک جانب سدا اللہ اکبر کا ہی نعرہ ہے

بفضلِ حق دیا گر ساتھ قسمت نے تو کعبے میں
میں بوسہ لوں گا اسود کا یہی ایماں ہمارا ہے

نظر کے بل چلو اے حاجیو! اس نوری چوکھٹ پر
جو کعبے کا ہے کعبہ عرش اعظم کا بھی تارہ ہے

سنہری جالیاں روضے کی جس پر سبز گنبد ہے
مکین لامکاں کا ہے نظارہ جلوہ آرا ہے

بفرطِ عشق میں ان جالیوں کو چوم کر واللہ
پڑھوں گا رب سلم جھوم کر ایماں کا دھارا ہے

سر محشر ہو دھڑکن کس لیے نار جہنم سے
مری بخشش کو کافی حق تعالیٰ کا دلارا ہے

نہ ہو مایوس اے آسیؔ کرم فرمائیں گے آقا
انیس بیکساں ہیں وہ سخاوت کا منارہ ہے

☆☆☆

سب سے افضل شاہ مدینہ ﷺ

سب سے افضل شاہ مدینہ
ان سے روشن سب کا سینہ

صدقہ میں سرکار جہاں کے
بناہے ہرسو نور کا زینہ

دل میں بسالو حب محمد
چمک اٹھے گادل کا نگینہ

خوشبو کی خیرات ہے بٹتی
کیا ہی خوب نبی کا پسینہ

رات ودن پوری دنیامیں
بٹتاہے رحمت کاخزینہ

با برکت ہے اور رہے گا
سنی اور سنت کا قرینہ

دامن بھر لو خوش ہوجاؤ
آیاہے برکت کا مہینہ

ان کے نام سے بحرمیں ڈالو
پار لگے گا اپنا سفینہ

دور رہو نجدی دشمن ہیں
سانپ صفت ہے انکا کینہ

خواب میں اکثر مصلح دیں کے
آتاہے تابوت سکینہ

عشق جب مہربان ہوتا ہے

عشق جب مہربان ہوتاہے
عاشق جنت نشان ہوتاہے

جس مکان میں ہوئی تلاوت قرآں
وہ مبارک مکان ہوتاہے

جوہے یاد نبی کا متوالا
اس پہ رب مہربان ہوتاہے

اولیا جن کے دل میں بستے ہیں
شیدا ان پہ جہان ہوتاہے

جو پڑھتاہے حدائق بخشش
وہ تواہل لسان ہوتاہے

یہ حقیقت ہے روزہ داروں کا
عرش پہ آشیان ہوتاہے

درود وسلام پڑھنے سے
حوصلہ نوجوان ہوتاہے

جس ذہن میں گلاب پور بسا
ہرجگہ ضوفشان ہوتاہے

پیر پر ہے مرید وارفتہ
اس پہ نوری گمان ہوتاہے

جب مصلح کے پھول کھلنے سے
مشک کا گلستان ہوتاہے

مفتی مصلح الدین برہانی

☆☆☆

رودادِ فردا

عرس امین شریعت اور حیات محدث اعظم نیپال کا رسم اجراء

مورخہ ۲۵ فروری ۲۰۱۸ بروز اتوار سرزمین رحمن پور مہدیا ضلع مہوتری نیپال میں امین شریعت محدث اعظم نیپال حضرت علامہ **مفتی کلیم الدین رضوی** ﷫ کا عرس مبارک بروایت سابقہ منعقد کیا گیا جس میں ہندو نیپال کے مشہور و معروف علمائے کرام و شعرائے اسلام خصوصا قائد اہل سنت، مفتی اعظم نیپال، حضرت علامہ مفتی محمد اسرائیل رضوی برکاتی قادری صاحب قبلہ المعروف بہ فخر نیپال، مناظر اعظم، شیر اعلی حضرت، حضرت علامہ مفتی عبد المنان کلیمی صاحب قبلہ، قاضی القضاۃ فقیہ النفس حضرت علامہ مفتی عثمان رضوی صاحب قبلہ، مجاہد دوراں حضرت علامہ مولانا مستقیم برکاتی، عمدۃ المحققین حضرت علامہ مولانا مفتی عبدالعزیز رضوی، عزیز العلما حضرت علامہ مولانا محمد داود حسین مصباحی بلبل نیپال حضرت علامہ مولانا محمد سعادت حسین اشرفی، شہزادہ امین شریعت حضرت مولانا محمد نجم الدین قادری کلیمی خطیب ہندو نیپال حضرت مولانا صغیر رضا بنارسی و دیگر علاقائی علمائے کرام نے شرکت فرمائی۔

تلاوت کلام اللہ سے پروگرام کا آغاز ہوا۔ حضور امین شریعت کی شان میں مختلف شعراء نے منقبت پیش کیے اور ہمارے علمائے ذوی الاحترام نے ان کی زندگی کے مختلف گوشوں کو اجاگر فرمایا پھر صلاۃ و سلام اور حضور فخر نیپال دامت برکاتہم العالیہ کی دعا پر مجلس کا اختتام ہوا۔

اس سال اس عرس سراپا قدس میں ایک اہم کام انجام پایا جس کی واقعی ضرورت تھی اور وہ اہم کام حضور امین شریعت کی حیات و خدمات کو منظر عام پر لانا ہے جس کا سہرا متحرک و فعال تنظیم **"فخر ملت فاونڈیشن نیپال"** کے سر جاتا ہے جو اپنی کم سنی کے باوجود اب تک کئی اشاعتی کارنامے انجام دے کر اسلاف شناسی کا ثبوت دے چکی ہے۔ حیات محدث اعظم نیپال مرتبہ مولانا محمد علاء الدین امن رضوی کی ترتیب میں اگرچہ جلد بازی سے کام لیا گیا ہے لیکن بہر حال یہ ایک مستند اور اہل علاقہ کے لیے ایک دستاویزی کتاب ہے جس کی کمی شدت سے محسوس کی جارہی تھی۔ اس موقع سعید پر حیات محدث اعظم نیپال کا رسم اجرا حضور فخر نیپال مفتی عبد المنان کلیمی مفتی عثمان رضوی مد ظلہم علینا کے مقدس ہاتھوں ہوا جس کی پہلی کاپی مفتی عبد المنان کلیمی صاحب قبلہ نے اپنے جیب خاص سے خرید کر فاونڈیشن کی حوصلہ افزائی فرمائی اور ان کے جملہ ارکین اور محبین و معاونین کو ڈھیر ساری دعاوں سے نوازا۔

جزائر انڈمان نکوبار میں یاد کیے گئے مجاہد آزادی علامہ فضل حق خیر آبادی

مجاہد تحریک آزادی علامہ فضل حق خیر آبادی کو ان کے ۱۵۷ ویں یوم وفات کی مناسبت سے جزائر انڈمان نکوبار کی راجدھانی پورٹ بلیئر میں ایک عظیم الشان عرس کی تقریب میں یاد کیا گیا۔ تقریب میں انڈمان کے علاوہ یوپی، کرناٹک اور کیرل سے معروف دینی وعلمی شخصیات نے شرکت کی۔ مرکز فضل حق اکیڈمی انڈمان کے بینر تلے پورٹ بلیئر میں واقع نیتا جی کلب میں سامعین کے جم غفیر میں گزشتہ ۱۲ فروری کی شام یہ تقریب منعقد ہوئی۔

پروگرام کا آغاز حافظ محمد سنان کی تلاوت قرآن سے ہوا۔ مولانا فیروس ثقافی ازہری نے استقبالیہ کلمات ادا کیے۔ مقرر خصوصی کی حیثیت سے ماہنامہ اشرفیہ، مبارک پور کے مدیر اعلیٰ مولانا مبارک حسین مصباحی تشریف لائے تھے۔ انہوں نے اپنے خطاب میں علامہ فضل حق خیر آبادی ﷫ کی زندگی کے مختلف گوشوں کو اجاگر کرتے ہوئے بیان کیا کہ علامہ خیر آبادی مختلف علوم و فنون میں مہارت اور صفت قیادت کی خوبی کے ساتھ فن شاعری اور منطق و فلسفہ کے بھی اپنے وقت کے بہت بڑے امام تھے، انہوں نے علامہ کے فتوی جہاد کو ان کی قیادت اور نمایاں کارنامے کی ایک مثال قرار دیا۔ مہمان خصوصی کی حیثیت سے کیرلا کے نامور عالم دین بدر السعادات سید ابراہیم خلیل البخاری (بانی و سربراہ اعلی معدن اکیڈمی) مدعو تھے۔ انہوں نے علامہ خیر آبادی کی روحانی شخصیت کو اجاگر کیا اور انڈمان کے لوگوں کو ان سے ظاہری و باطنی تعلقات وابستہ رکھنے کی تلقین فرمائی۔ بیجاپور کرناٹک سے تشریف لائے معروف نعت گو حنیف رضا قادری نے نعتیہ کلام سے سامعین کے دلوں کو عشق رسول کے جذبات سے لبریز کیا۔ مولانا حمزہ کٹی ثقافی ازہری نے سامعین کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ علامہ خیر آبادی کے مشن کو ساری دنیا میں عام کرنا ہے اور مرکز فضل حق اکیڈمی انڈمان اسی مشن کا ایک حصہ ہے جس کی بنیاد کیرلا کے معروف عالم دین شیخ ابو بکر احمد نے ۲۰۰۶ میں ڈالی اور فی الوقت اس کی شاخیں انڈمان کے مختلف علاقوں میں ہیں۔ تقریب کے کنوینر مولانا عبد الرحیم ثمر مصباحی نے اپنی تقریر میں کہا کہ جزائر انڈمان نکوبار کے باشندوں کی خوش نصیبی ہے کہ اللہ نے علامہ فضل حق خیر آبادی کی آخری آرامگاہ کے طور پر انڈمان کو منتخب فرمایا جن کا مزار بلا تفریق مذہب و ملت مرجع خلائق ہے۔

تقریب کا اختتام صلاۃ و سلام اور سید ابراہیم خلیل البخاری کی دعا پر ہوا۔ یہ انڈمان کی تاریخ کا پہلا عرس تھا جس میں اتنی بڑی تعداد میں عوام نے شرکت کی اور سنی اسٹوڈنٹس فیڈریشن (SSF) کے نوجوانوں نے رضا کار کی خدمت سے بغیر کسی ہنگامہ آرائی کے اس تقریب کا نظم و ضبط سنبھالا۔

تقریب میں حنفی اور شافعی علما کی خاصی تعداد تھی جن میں سید عبد الحکیم، مولانا صالح ثقافی، مولانا خالد ثقافی، مولانا عبد القادر سعدی، مولانا علی ثقافی، مولانا سعد الدین ثقافی، مولانا عبد القادر ثقافی، مولانا شمیر ثقافی، مولانا نوفل احسنی، مولانا عمر ثقافی، مولانا محی الدین ثقافی، مولانا شعیب مسلیار، حافظ معین الدین سعدی، حافظ صغیر احمد، وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

رپورٹ: عبد الرحیم ثمر مصباحی

خادم مدرسہ عین الھدی دلانی پور پورٹ بلیئر انڈمان

नेपाल में फैलती वहाबियत, अस्बाब व इलाज

अबदुर रहीम समर मिसबाही

वहाबियत एक ऐसा फित्ना है जिसने इस्लामी एकता और मुसलमानों के इत्तिहाद को तहस नहस करके रख दिया है। यह फ़िर्क़ा मुवहि्हद, मुहम्मदी, सलफ़ी, नज्दी, वहाबी, अहले हदीस और ग़ैर मुक़ल्लीद जैसे नामों से जाना जाता है। इस फ़िरक़े का बानी नज्द (अरब का एक शहर) का रहने वाला मोहम्मद बिन अब्दुल वहाब नज्दी है जिसने अपने आप को मुवहि्हद ,ख़ुदा को एक मानने वाला) और अपने सिवा पूरी उम्मते मुस्लीमा को मुशरीक (बहुत से ख़ुदा मानने वाला) कहा और उनकी जान माल के हलाल होने का फतवा दिया। इस लिए इस विचारधारा के लोग नबियों, रसूलों, सहाबा, ताबईन, अइम्मा और औलिया की शान में बेअदबी व गुस्ताख़ी भी करते हैं।

इस फिरक़े के प्रचार और फैलाने में दंगाई और आतंकी मानसिकता रखने वाले मुहम्मद इबने सऊद (आले सऊद) का महत्वपूर्ण भूमिका रहा है। आले सऊद के दिलों में हेजाज़े मुक़द्दस पर हुकूमत करने की लालच पहले से थी, इस लिए इस फतवे के कारण उन्हें हेजाज़े मुक़द्दस के बेगुनाहों के हत्या का एक बहाना मिल गया इस वजह से आले सऊद हेजाज़े मुक़द्दस की पवित्रता को पामाल किया, हज़ारों माँ बहनों की इज़्ज़त व आबरू के साथ खेल कर और बेगुनाह मुसलमानों के ख़ून से आले सऊद ने सऊदी राज्य की बुनियाद डाली।

अंग्रेज़ों के कहने पर चंद सिक्कों के बदले अपने ईमान व अक़ीदा के सौदा करने वाले हिंदुस्तान के कुछ मौलवीयों ने इब्ने अब्दुल वहाब नजदी के क़दम से क़दम मिलाया और उसके अक़ाईद व नज़रियात के फैलाने में अहम किरदार अदा किया, फिर क्या था यह फित्ना एक नासूर बन कर अरब से निकल कर अजम में पनपने लगा। उन्नीसवीं सदी के अवाख़िर और बीसवीं सदी के अवाइल में बर्रे सगीर (उपमहाद्वीप) हिन्द व पाक में वहाबियत की बढ़ती हुई आँधी को रोकने के लिए जिन अहले इल्म ने अहम कारनामे अंजाम दिये उनमें सरे फ़िहरिस्त नाम आला हज़रत इमाम अहमद रज़ा ख़ान फ़ाज़िले बरैलवी अलैहिर्रहमा का भी है, उनहों नें अपनी खुदा दाद इल्मी सलाहियतों से वहाबियत के गुमराह कुन नज़रियात की तरदीद की। रद्दे वहाबियत और इसबाते अक़ाईदे अहले सुन्नत के हवाले से कई तहक़ीक़ी रिसाले लिखे और फ़तावा सादिर किए।

लेकिन बीसवीं सदी में अचानक सऊदी रियाल का एक ऐसा सैलाब आया जिसमें हिंदुस्तान के कई संस्था और महा पुरुष ग़ोता लगाने लगे विभिनय रिपोर्ट से यह बात साबित हो चुकी है कि सऊदी हुकूमत ने वहाबियत के प्रचार और फैलाने के लिए दुनिया के दूर दराज़ देशों में मोटी रक़म कल्याण और परोपकारी के नाम पर दिया। हिंदुस्तान भी सऊदी हुकूमत के निशाने पर रहा इस लिए हिंदुस्तान में वहाबियत को फैलाने के लिए बड़े बड़े संस्था खुले और उन्हें सऊदी हुकूमत से बेपनाह रियाल मिलने लगे। फिर क्या था वहाबियत हिंदुस्तान में जगह जगह अपने पाऊँ पसारने लगी। चूंकि नेपाल हिंदुस्तान के पड़ोसी है। वीज़ा आदि की आवश्यकता नहोने के कारण हुसूले इल्म (पढ़ाई) और काम काज के लिए भी हिंदुस्तान में आना जाना आम है। हिंदुस्तान के मदरसों में बहुत से नेपाली बच्चे पढ़ते लिखते हैं इस लिए हिंदुस्तान के रास्ते नेपाल में भी वहाबी

पहला कारण : किसी ने सच ही कहा है कि "इत्तिहाद ज़िंदगी और इख़्तिलाफ़ मौत है" । आपसी मतभेद सिर्फ नेपाल ही का नहीं बल्कि पूरी उम्मते मूसलीमा का एक बहुत बड़ा मसला है । जिसकी क़ीमत हमें हर मैदान में नाकामी, नामुरादी या कम से कम पस्पाई की सूरत में चुकानी पड़ती है। नेपाल में बढ़ती वहाबियत की एक बहुत बड़ी वजह आपसी मतभेद भी है। जब से नेपाल में जैशी ज़ाहिदी का मसअला शुरू हुवा है तब से वहाबियत को सेंध मारने का मौक़ा हाथ आगया । पहले चोरी छुपे उनकी तबलीग़ हुवा करती थी फिर खुले आम अपने आक़ाईद और विचारों का प्रचार करने लगे और अब उनकी हिम्मत इतनी होगई है कि अहले सुन्नत के आक़ाईद व मामूलात के ख़िलाफ़ बकवास तक करने लगे हैं। लेकिन हमें आपसी मतभेद की गुत्थी सुलझाने से फुर्सत कहाँ कि हम इस तरफ ख़ास ध्यान दे पाएँ।

यह किस क़दर अफसोस की बात है कि जो महाज़ हमें वहाबिया देयाबना के ख़िलाफ़ क़ाइम करना था आज हमने अपनों ही के ख़िलाफ़ वह महाज़ खोल रखा है। क़लम की जो ताक़त बद अक़ीदों की बद अक़ीदगी उजागर करने में लगानी थी आज हम अपनों ही के तार वहाबियत से जोड़ने की कोशिश में सर्फ कर रहे हैं। जो स्टेज रद्दे वहाबिया व देयाबना के लिए लगाना था आज अपनों ही पर इल्ज़ाम व इफ्तरा के लिए लगाया जाता है। कहीं ज़ात पात को लेकर ग्रुप बंदी है तो कहीं अपनी शख़्सियत चमकाने के लिए गिरोह बंदी। अल्लाह बचाए!

लेकिन अब भी देर नहीं हुई है और न पानी सर से ऊंचा गया है। अगर हम इस ग्रुप बाज़ी और गिरोह बंदी के तिलिस्म से निकल जाएँ, बोग़्ज़ व एनाद और आना परस्ती के खोल से बाहर निकल आयें तो पुरानी बातें भूल कर तमाम उलमा-ए-अहले सुन्नत एकजुट होकर इस फित्ना की सरकोबी कर सकते हैं। लेकिन उलमा-ए-अहले सुन्नत के आपसी मतभेद को देख कर ऐसी उम्मीद रखना नखलिस्तान में पानी तलाश करने जैसा है। इस लिए एक दूसरा रास्ता यह भी मुमकिन है कि

विचारधारा ने शब ख़ून मारा । दूसरी बात यह कि नेपाल से कमाने के लिए खाड़ी देशों में भी बड़ी संख्या में मुसलमान जाते हैं। खाड़ी देशों में काम करने वाले किस तरह वहाबी विचारधारा से प्रभावित होजाते हैं उसका उल्लेख आगे होगा लेकिन इस दौरान एक बात यह भी हुई कि सऊदी के बहुत से दीनी मदरसों से नेपाली बच्चे बड़ी संख्या में फ़ारिग़ होकर आने लगे। उन्हें नेपाल में वहाबियत की तबलीग़ के लिए पूरी तरबियत के साथ भेजा गया बल्कि नेपाल में आम तौर से लोग यह भी बताते हैं कि जो एक बार सऊदी के दीनी जामियात से फ़ारिग़ हो कर आजाता है उसे पूरी ज़िंदगी वहाँ से वज़ीफ़ा भी मिलता है ताकि बेफिकर होकर नेपाल में वहाबियत फैलाने का काम कर सके।

हालांकि नेपाल में आज भी मुसलमानों की अक्सरियत (बहुमत) मज़हबे मुहज़्ज़ब अहले सुन्नत व जमाअत ही के मानने वाले और मसलके आला हज़रत पर चलने वाले हैं। लेकिन पिछले कुछ दशक से कई कारणों से नेपाल में वहाबियत का वाइरस तेज़ी से फैल रहा है । देखा जाए तो उलमा-ए-अहले सुन्नत व जमाअत के आपसी मतभेद ने भी नेपाल में वहाबियत को पनपने का मौक़ा दिया। बहुत होशियारी से वहाबी मुबल्लेग़ीन (उपदेशक) ने भोले भाले सुन्नी आवाम को दामे फरेब में फाँसने का काम किया है । और उलमा-ए-अहले सुन्नत, वहाबियत के नासूर से बेख़बर एक दूसरे पर इल्ज़ाम तराशी (आरोप) में वक़्त और पैसों को बर्बाद करते रहे। पहले पहल (शुरू) में वहाबी मुबल्लेग़ीन की टोली देहातों में घूमा करती थी फिर उनहों नें क़सबात का रुख़ किया और अब तो शहरों में भी इनकी गतिविधियाँ तेज़ और जड़ें मज़बूत होती जा रही हैं । इसी लिए आज उलमा-ए-नेपाल के सामने फित्ना-ए-वहाबियत की रोकथाम एक बहुत बड़ी चुनौती बनी हुई है।

नेपाल में वहाबियत के बढ़ने के बहुत से असबाब और कारण हैं। नीचे हम उनमें से कुछ का ज़िक्र और रोकथाम के संभावित तरीक़े अपने क़ारईन की नज़र करते हैं।

यह उलमा आपसी मतभेद की आग को ज़रा मद्धिम रख कर व्यक्तिगत वहाबियत का क़िला मिसमार करने के लिए तक़रीर, तहरीर, तहरीक, तबलीग़ और तदबीर इख़्तियार कर सकते हैं।

दूसरा कारण: नेपाल में राजनीतिक अस्थिरता के कारण आर्थिक स्थिति भी कुछ ठीक नहीं है इस लिए नेपाल से बड़ी संख्या में लोग खाड़ी देशों में रोज़गार के लिए जाते हैं। लगभग पचास से साठ प्रतिशत मुस्लिम खाड़ी देशों में काम करते हैं और 85% घरों का चूल्हा अरबों की वजह से जलता है। लेकिन इस ख़ुशहाली के साथ नेपाल में इस्लाम की रूह से दूर इस्लाम का वहाबी वर्ज़न (भर्ज़न) भी आगया। खाड़ी देशों में काम करने वाले वहाँ के नियम अनुसार निर्धारित अवधि से पहले घर नहीं आसकते इस लिए उन्हें एक लंबे समय तक घर और घर की ज़िम्मेदारीयों से दूर रह कर बिताना पड़ता है। एक लंबे समय तक बीवी बच्चों से अलग रहने के कारण नेपाल के मुस्लिम समाज में जो मसाइल पैदा हो रहे हैं वह तो हैं ही। सब से चिंताजनक बात यह है कि बच्चों की तालीम व तरबियत की तरफ कुछ खास ध्यान नहीं हो पता क्यूंकी उनके वालिद या गार्जियन तो खाड़ी देशों में होते हैं और महिलाएँ इतनी जानकार नहीं कि बच्चों की तालीम की ज़िम्मेदारी बख़ूबी संभाल सकें। फिर यही अनपढ़ कच्चे ज़ेहन के बच्चे कम उमरी में खाड़ी देशों में जाते हैं तो वहाबियों के दामे फरेब में आसानी से फंस जाते हैं। एक अनुमान के मुताबिक़ खाड़ी देशों में काम करने वाले नौजवानों में लगभग दस प्रतिशत वहाबी विचारधारा से प्रभावित हो चुके हैं और 15% प्रतिशत नौजवान प्रभावित होने के क़रीब हैं। ना तो उनका मब्लग़े इल्म इतना होता है और नाही उनकी समझ पुख़्ता फिरभी दीदा दिलेरी से मामूलाते अहले सुन्नत पर उंगली उठाने लगते हैं। उनकी सोच के अनुसार हर दीनी काम के जाइज़ और नाजाइज़ होने की दलील उसका सऊदी में होना या ना होना है। उन्हें इतना बावर करा दिया जाता है कि इस्लाम सऊदी अरब से ही फैला है इस लिए इस्लामी रस्म व रिवाज, इबादत और अक़ाईद जो सऊदी अरब में राइज हैं वह इस्लाम का हिस्सा हैं बाक़ी सब शिर्क व बिदअत है।

उलमा-ए-अहले सुन्नत के लिए ज़रूरी है कि ऐसे नौजवानों की बातों को ध्यानपूर्वक सुन कर उनका तसल्ली बख़्श जवाब दें और गंभीरता से उनके ज़ेहन व फिक्र को पाक व साफ करें और उनको वहाबियों के बातिल और ग़लत अक़ाईद की जानकारी दें।

अपने नौजवानों की सुधार और उनके अंदर सुन्नियत के लिए जागरूकता पैदा करने की ख़ातिर जलसे जुलूस के साथ गाउँ गाउँ तरबियती शिविर लगाना चाहिए जिस में आसान भाषा और संजीदा लब व लहजा में अहले सुन्नत के अक़ाईद व मामूलात का बयान हो। उस में अक़ाईद और रद्दे वहाबियत पर मुश्तमिल हमारे बड़े और प्रसिद्ध उलमा-ए-किराम की तक़रीरों की छोटी छोटी औडियो विडियो क्लिप्स (Audio, Video, Clips) बांटना भी फाइदामंद रहेगा।

तीसरा कारण: कहते हैं ना कि निश्त्र जो लगाता है वह दुश्मन नहीं होता, बड़ी ही माज़रत के साथ इस कारण को लिखने पर मजबूर हूँ कि हमारे नेपाल में शहरी और मुल्की सतह पर काम करने की ग़रज़ से लगभग हर शहर और क़स्बे में मुसलमानों की कोई ना कोई तंज़ीम और संगठन है। उन तंज़ीमों में अक्सर के अग़राज़ व मक़ासिद में से एक मक़सद "रद्दे बद मज़हबाँ और मस्लके आला हज़रत का फ़रोग़" ज़रूर है। लेकिन कुछ तंज़ीमों को छोड़ कर अक्सर काग़ज़ तक ही सीमित हैं।

इसी तरह अक्सर मदरसों का भी यही हाल है फ़रोग़े अहले सुन्नत व जमाअत का दावा तो करते हैं लेकिन उसके बावजूद उसी शहर और गाउँ में वहाबी चुपके से अपना काम कर जाता है। जिस शहर में सुन्नीयों के बड़े बड़े मदारिस हों वहाँ वहाबी का एक छोटा सा मकतब तरक़्क़ी करके जामिया हो जाए और फिर उसी शहर में उसकी मुख़्तलिफ़ शाख़ें खुल जाए और दिन बदिन उनके लोगों की संख्या बढ़ती रहे, यह आश्चर्य के साथ अफसोस की भी बात है। ख़ुदा के

वास्ते बड़ी बड़ी इमारतें तामीर (निर्माण) करने के साथ इस तरफ भी ध्यान दें वरना हमारे पास लोग कम और इमारतें ज़ियादा होंगी।

चौथा कारण : कोई भी काम करने के लिए दो चीज़ों की ज़रूरत होती है (1) असबाब व वसाइल (साधन संसाधन) (2) अफराद (लोग) । हमारे पास क़ाबिल अफराद और उचित साधन की बहुत बड़ी कमी है । (क़ाबिल या सक्षम अफराद से मुराद वह लोग जो पलानिंग करने के साथ फील्ड वर्क और ज़मीनी स्तर पर भी काम कर सकें)। नेपाल में सक्रिय वहाबियों के पास असबाब और अफराद दोनों मौजूद हैं। इसकी वाज़ेह मिसाल यह है कि उनहों ने मीडिया के मैदान में भी पहले से अपनी मौजूदगी दर्ज कराली है। तराई इलाक़े के मरकज़ी मक़ाम जनकपुर से उनका साप्ताहिक अख़बार भी निकलता है जिसकी कापियाँ नेपाल में उपलब्ध होने के साथ खाड़ी देशों में भी पाये जाते हैं इसी तरह नेपाल में एक लोकप्रिय मीडिया लोकल एफ़एम रेडियो चेनल भी हैं यहाँ भी वहाबियों ने बाज़ी मारी। शुरू में वहाबियों ने आधे या एक घंटे का दौरानिया (Chunk) जनकपुर के एक एफ़एम चैनल पर लिया और उस प्लेट फार्म से मैथली, हिन्दी और उर्दू में वहाबी विचारधारा का प्रचार शुरू किया। लोगों में उन प्रोग्राम का ख़ासा असर होने लगा था । बाद में सुन्नी उलमा ने भी इस बढ़ते हुये फित्ने का नोटिस लिया तो किसी तरह सुन्नी उलमा-ए-किराम ने भी एक चैनल पर वहाबियत के रद्द के साथ अक़ाईदे अहले सुन्नत की तर्वीज का ज़िम्मा उठाया। यह क़दम क़ाबिले तारीफ़ और सराहनीय ज़रूर है लेकिन नाकाफी है।

बुज़ुर्ग उलमा-ए-किराम और मुख़ैईर अहले सरवत हज़रात को इस फित्ने की रोकथाम के लिए संवेदनशील होना होगा और उन्हें इस फित्ने की तरफ ख़ास ध्यान देना होगा तभी हमारे वतने अज़ीज़ नेपाल में बढ़ती वहाबियत को रोकना संभव है। इस के लिए क़ाबिल नौजवान उलमा की टीम तैयार करके उनकी तरबियत की जानी चाहिए साथ ही वसाइल और साधन की फराहमी के लिए साहिबे सरवत (धनी) हज़रात को भी आगे आना होगा।

पाँचवाँ कारण : बढ़ती वहाबियत के पीछे लोगों तक वहाबियों की पहुँच और फिर लोगों पर उनकी व्यक्तिगत कोशिश भी एक बड़ा कारण है। एक बार एक वहाबी से अपने गाउँ में मिलने का इत्तेफाक़ हुआ जोकि पूर्बी अलाक़े का रहने वाला था, पहले से थोड़ी सी जान पहचान थी, मैं ने पूछा भाई ! इधर कहाँ ? उनहों ने कहा दावत के काम से आया था। मैंने पूछा प्रोग्राम में गए थे ? तो उसका जवाब था । "यह सब आप लोगों का काम है , हम तो किसी को टार्गेट बनाते हैं और उस वक़्त तक उसे मिलते हैं जब तक वह मुकम्मल हमारा ना होजाए इसी लिए उसके घर गया था"। मैं सोचने पर मजबूर हो गया कि हम आमतौर से किसी गाउँ में उसी वक़्त जाते हैं जब हमारा कोई अपना काम हो या फिर वहाँ की महफिलों में हमारी दावत हो । किसी ख़ास आदमी को दीन की दावत देने की ग़रज़ से किसी के घर जाने की शायद ही हमें तौफ़ीक़ मिलती है।

लोगों तक पहुँच और उनके लिए समाजी और रिफाही काम करना भी दावत व तबलीग़ का एक बहुत बड़ा हिस्सा है जिस की हमारे यहाँ कमी है। हम अहले सुन्नत व जमाअत के पैरोकारों (मानने वालों) ने दावत व तबलीग़ को जलसे जुलूस और महफिलों ही तक सीमित कर दिया है। हालांकि अलाक़े में होने वाले सालाना जलसों में जितने रुपये ख़र्च किए जाते हैं उनके आधे में कम से कम बीस क़ाबिल अफराद को फ़ारिग़ुल बाल करके मैदान में दावत व तबलीग़ के लिए उतार सकते हैं। इस लिए हम सब को जलसे जुलूस के साथ इस तरफ भी ध्यान देने की ज़रूरत है।

मज़कूरा बाला (उपरोक्त) कारणों के अलावा बढ़ती वहाबियत के पीछे और भी बहुत सी वजूहात कार फर्मा हैं जिनकी तरफ हमारे उलमा-ए-किराम की ख़ास तवज्जु दर कार है । अगर ऐसे हालात में भी हमारी आँखें नहीं खुलती हैं तो जल्द ही यह फित्ना पूरे नेपाल में फैल जाएगा और हम एक दूसरे पर आरोप लगाते रह जाएंगे। ☆☆☆

एदारिया

इस्लाम का नज़ामे ज़कात: हम और हमारा नेपाल

मुहम्मद अताउन नबी हुसैनी

जब यह शुमारा आप के हाथों में होगा तो "रजबो शाहरुलल्लाहि" के ख़िताब से मुशर्रफ अज़मत व शराफत वाले माह रजबूल मुरज्जब की आमद आमद होगी । फिर "शाबानो शहरी" से मूलक़्क़ब रीफ़अत व बुलंदी वाला शाबानूल मूअज़्ज़म जलवा फगन होने वाला ही होगा और फिर "रमज़ानो शहरे उम्मती" के नाम से मौसूम रहमत, बरकत और मग़्फिरत के तहाइफ के साथ माहे रमज़ानूल मुबारक तशरीफ लायेगा ।, जिसमें फर्ज़ की अदाईगी का सवाब सत्तर गुना और नफ़िल का सवाब फराइज़ के बराबर कर दिया जाता है, इस लिए इस माहे मुबारक में अहले ख़ैर और साहिबे सरवत हज़रात ज़कात की अदाईगी का एहतेमाम करते हैं। ज़कात को मज़हबे इस्लाम का एक मज़बूत व मुस्तहकम सुतून और इस्लाम का तीसरा रुक्न होने और इस्लामी इबादात में नमाज़ के बाद सब से ज़ियादा अहमियत का हामिल होने का शरफ हासिल है। किस क़दर मज़बूत और कितना अहम रुक्न है इस से बख़ूबी वाज़ेह होता है कि क़ुरान करीम में 32 जगह नमाज़ के साथ ज़कात का ज़िक्र आया है। कहीं इस पैराया बयान में ज़कात की फरज़ियत बयान की गई :

''وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ'' (सूरह बक़रा, आयत:43)

और नमाज़ क़ाइम रखो और ज़कात दो और रुकु करने वालों के साथ रुकु करो।

इस आयत की तफ़सीर में सदरुल अफ़ाज़िल हज़रत अल्लामा नईमुद्दीन मुरादाबादी अलैहिर्रहमा फरमाते हैं : इस आयत में नमाज़ व ज़कात की फरज़ियत का बयान है और इस तरफ भी इशारा है कि नमाज़ों को उनके हुक़ूक़ की रिआयत और अरकान की हिफाज़त के साथ अदा करो।

कहीं इस हसीन उसलूब में फरमाया :

"اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ". (सूरह बक़रा, आयत:277).

बेशक वह जो ईमान लाये और अच्छे काम किए और नमाज़ क़ाईम की और ज़कात दी उनका नेग उनके रब के पास है और ना उन्हें कुछ अंदेशा हो ना कुछ ग़म।

और कहीं इस तर्ग़ीबी अंदाज़ में फरमाया :

"فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ".

(सूरह अराफ़, आयत:156)

नेमतों को उनके लिए लिख दूंगा जो डरते और ज़कात देते हैं और वह हमारी आयतों पर ईमान लाते हैं।

ऊपर की आयतों से ज़कात की अहमियत व फ़ज़ीलत साफ ज़ाहिर है। नीज़ इस की अहमियत व फ़ज़ीलत इस से मज़ीद रोज़े रौशन की तरह अयाँ हो जाती है कि नमाज़ जैसी अहम्मूल फराइज़ और अफ़ज़लूल इबादात भी इस के बग़ैर कामिल नहीं। जैसा कि हज़रत अब्दुल्लाह इब्ने मसऊद फरमाते हैं :

"أُمِرْنَا بِإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، فَمَنْ لَمْ يُزَكِّ فَلَا صَلَاةَ لَهُ" ۔(المعجم الكبير للطبرانی،ج:10،ح:10095)

यानी हमें हुक्म दिया गया कि नमाज़ अदा करें और ज़कात दें और जो ज़कात ना दें तो उसकी नमाज़ नहीं।

बल्कि एक दूसरी रिवायत में तो यहाँ तक फरमाया गया कि ज़कात ना देने वाले के आमाल की क़ुबूलियत भी ख़तरे में है। जैसा कि हज़रत अब्दुल्लाह इब्ने मसऊद से मरवी है :

"مَنْ أَقَامَ الصَّلَاةَ وَلَمْ يُؤْتِ الزَّكَاةَ فَلَيْسَ

بِمُسْلِمٍ يَنْفَعُهُ عَمَلُهُ"۔ (الترغیب والترہیب، ج:2،ح:1477)

जो नमाज़ अदा करे और ज़कात की अदाईगी ना करे तो वह मुसलमान नहीं जिसे उसका अमल नफा बख़्श हो।

दर्ज बाला आयाते करीमा व अहादीसे मुबारका के पेशे नज़र कौन ईमान वाला है जो ज़कात की अदाईगी में पस व पेश करे। हरगिज़ नहीं, अहले ईमान अदाईगी ज़कात से मुंह नहीं मोड़ सकते हैं मूलके नेपाल में भले ग़ैर मुस्लिमों की तादाद ज़ियादा है लेकिन इस मुल्क में भी बुज़ुर्गाने दीन की बरकतों के सबब मुसलमान मौजूद हैं और दीने इस्लाम के अहकामात व तालीमात के जानकार हैं। इस लिए यहाँ के मुसलमान भी माहे रमज़ानूल मुबारक के मुबारक व मसऊद साअत में ख़ूब ख़ूब नेक आमाल करने की कोशिशें करते रहते हैं। उन नेक आमाल में ज़कात भी है जिसकी अदाईगी में मुसलमानाने नेपाल ख़ूब ज़ौक़ व शौक़ से हिस्सा लेते हैं। लेकिन जो वह अदा करते हैं वाक़ई में ज़कात होती है ? क्या वह कमा हक़्क़ाहु (पूरी तरह से) ज़कात की अदाईगी करते हैं ? क्या वह ज़कात सही अंदाज़ में अदा करते हैं ? क्या वह अपनी ज़कात मुस्तहिक़्क़िन तक पहुंचा पाते हैं ?

अपने मुशाहिदे के मुताबिक़ इस का जाइज़ा पेश करता हूँ मुमकिन है कि दर्ज ज़ैल सुरते हाल हमारे पड़ोसी मुल्क हिंदुस्तान में भी पाई जाती हो लेकिन नेपाल की जो सुरते हाल फिल वक़्त पेशे नज़र है वह लिखने की कोशिश कर रहा हूँ।

अव्वल तो बहुत से मुसलमान वह हैं जो ज़कात से बिलकुल बे परवाह हैं, मआज़ल्लाह वह तो ज़कात निकालते ही नहीं हैं, उनकी सोच तो यह है कि अढ़ाई प्रतिशत (2.5%) क्यूँ दें ? बस जो माल व दौलत आरही है वह आए। हाँ ! माहे रमज़ानूल मुबारक में सदक़ा ज़रूर निकालते हैं वह भी ज़कात नहीं बल्कि सदक़ा फित्र। बेशक सदक़ा फित्र भी वाजिब है जिसकी अदाईगी के बग़ैर चाराकार नहीं लेकिन सदक़ा फित्र के बाद ज़कात से छुटकारा की सोच किसी तरह मुनासिब नहीं बल्कि ज़कात अदा ना करने का वबाल सर पर बाक़ी रहेगा।

अगर बतौफीक़े इलाही चंद मुसलमान ज़कात की अदाईगी करते भी हैं तो यही देखा गया है कि वह ज़कात निकालते तो हैं लेकिन ज़कात निकालने का जो सही तरीक़ा है वह तरीक़ा इख़्तियार नहीं करते। जब अढ़ाई प्रतिशत (2.5%) ज़कात फर्ज़ की गई तो अब उसका तक़ाज़ा यह है कि ठीक ठीक हिसाब लगा कर ज़कात निकाली जाए, कुछ लोग यह सोचते हैं कि कौन हिसाब किताब करे, कौन सारे ख़ज़ाने का जाइज़ा ले, इस लिए बस अंदाज़ा कर के ज़कात निकाल देते हैं, अब इस अंदाज़े में ग़लती भी हो सकती है और ज़कात निकालने में कमी भी हो सकती है, और अगर ज़कात ज़ियादा निकाल दी जाए तो इन शा अल्लाह पकड़ नहीं होगी बल्कि यह ज़ियादती ज़ख़ीरा-ए-आख़िरत साबित होगी, लेकिन अगर एक रुपया भी कम हो जाए और जितनी ज़कात वाजिब हुई है उस से एक रुपया कम ज़कात निकाली तो याद रखिए वह एक रुपया सारे माल को बर्बाद करने के लिए काफी है। इस लिए ज़कात इस तरह निकाली जाए जिस तरह अल्लाह और उसके रसूल ने हमें हुक्म दिया और उसे हिसाब व किताब के साथ निकाली जाए, सिर्फ अंदाज़ा से ना निकाली जाए।

इस बात को भी ज़ेहन में रखा जाए कि अगर कोई शख़्स अपने रुपए पैसे की ज़कात मुकम्मल तौर पर अदा कर रहा है तो क्या उस के घर में सोने चाँदी का ज़ख़ीरा करने वाली औरतें अपनी सोने चाँदी के ज़ेवरात की ज़कात अदा कर रही है या नहीं ? क्यूँकि यह भी वाज़ेह रहे कि सोना चाँदी चाहे वह ज़ेवरात की शक्ल में हो या सिक्के की शक्ल में ज़कात उन पर भी वाजिब है इस लिए कुछ लोगों के ज़ेहनों में यह रहता है कि जो औरतों का इस्तेमाली ज़ेवर है उस पर ज़कात नहीं है, यह बात दुरुस्त नहीं, सही बात यह है कि इस्तेमाली ज़ेवर पर भी ज़कात वाजिब है। और मेरी मालूमात के मुताबिक़ मूलके नेपाल में अक्सर इस्लामी बहनें ऐसी होती हैं जिन के पास सोने चाँदी के ज़ेवरात इतने मिक़दार में होते हैं जिन पर ज़कात वाजिब होती है, क्यूँकि आम तौर पर इस्लामी बहनों के पास 60 या 70 तोला चाँदी होती है।

ज़कात के हिसाब व किताब करने और सही तरीक़ा से निकालने के बाद सब से अहम मरहला

ज़कात को उसके मुस्तहिक़्क़ीन तक पहुंचाना है क्यूँकि आम तौर पर ज़कात देने वालों को यह मालूम ही नहीं होता कि ज़कात के मसारिफ़ कौन हैं ? बसा औक़ात बिला तहक़ीक़ ऐसे लोगों को ज़कात का मालिक बना दिया जाता है जो हक़ीक़त में मुस्तहिक़ ही नहीं होते, उस का नतीजा यह होता है कि ग़ैर मुस्तहिक़ लोग ज़कात पर क़ाबिज़ हो जाते हैं और मुस्तहिक़ महरूम रह जाते हैं, इस लिए ज़रूरी है कि ज़कात देने वाले यह देखें कि ज़कात किन लोगों को दिया जाना चाहिए फिर यह देखें कि जिस शख़्स को ज़कात दे रहे हैं वह उन लोगों में शामिल भी है या नहीं जिनको क़ुरान करीम ने ज़कात का मुस्तहिक़ क़रार दिया है।

मुस्तहिक़्क़ीने ज़कात के बारे में जानकारी ना होने के कारण ही आम तौर पर यह ग़लतियाँ होती हैं कि ग़ैर मुस्तहिक़ को ज़कात पहुँच जाती है इस लिए मुस्तहिक़्क़ीने ज़कात कौन कौन हैं क़ुरान की ज़बानी मुलाहिज़ा फरमाएँ।

"اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلۡفُقَرَآءِ وَالۡمَسٰکِیۡنِ وَ الۡعٰمِلِیۡنَ عَلَیۡہَا وَالۡمُؤَلَّفَۃِ قُلُوۡبُہُمۡ وَفِی الرِّقَابِ وَالۡغٰرِمِیۡنَ وَفِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ وَابۡنِ السَّبِیۡلِ ؕ فَرِیۡضَۃً مِّنَ اللّٰہِ ؕ وَاللّٰہُ عَلِیۡمٌ حَکِیۡمٌ ﴿۶۰﴾" (سورۃالتوبہ،آیت:60)

ज़कात तो उन्हीं लोगों के लिए है (1) मुहताज और (2) निरे नादार और (3) जो उसे तहसील करके लाएँ और (4) जिनके दिलों को इस्लाम से उलफत दी जाए और (5) गर्दनें छोड़ाने में और (6) क़र्ज़ दारों को और (7) अल्लाह की राह में और (8) मुसाफिर को, यह ठहराया हुआ है अल्लाह का और अल्लाह इल्म व हिकमत वाला है।

दर्ज बाला आठ क़िस्म के लोग मुस्तहिक़्क़े ज़कात क़रार दिये गए लेकिन बाद में बइज्मा-ए-सहाबा किराम मूअल्लफतुल क़ुलूब (जिनके दिलों को इस्लाम से उलफत दी जाए) साक़ित हो गए जैसा कि ख़ज़ाइनूल इरफान में हुज़ूर सदरुल अफ़ाज़िल फरमाते हैं :

ज़कात के मुस्तहिक़ आठ क़िस्म के लोग क़रार दिये गए हैं उन में से मूअल्लफतुल क़ुलूब बइज्मा-ए-सहाबा साक़ित हो गए क्यूँकि जब अल्लाह तबारक व तआला ने इस्लाम को ग़लबा दिया तो अब इस की हाजत ना रही । यह इज्मा ज़माना-ए-सिद्दीक़ में मूनअक़िद हुआ। (तफ़सीरे ख़ज़ाइनूल इरफान) अब मूअल्लफतुल क़ुलूब के अलावा दीगर मसारिफे ज़कात की तारीफ पेश किए जाते हैं :

•**फ़क़ीर:** वह है जिसके पास अदना चीज़ हो और जब तक उसके पास एक वक़्त के लिए कुछ हो उसको सवाल हलाल नहीं (मांगना जाइज़ नहीं)

•**मिस्कीन :** वह है जिसके पास कुछ ना हो वह सवाल कर सकता है (मांग सकता है)

•▫ **मिलीन:** वह लोग हैं जिनको इमाम ने सदक़े तहसील करने पर लगाया हो, उन्हें इमाम इतना दे जो उनके और उनके मूताअल्लिक़ीन के लिए काफी हो। अगर आमिल ग़नी (मालदार) हो तो भी उसको लेना जाइज़ है। आमिल सैईद या हाशमी हो तो वह ज़कात में से ना ले।

•**गर्दनें छोड़ाने** से मुराद यह है कि जिन गुलामों को उनके मालिकों नें मकातब कर दिया हो और एक मिक़दार माल की मोक़र्रर कर दिया हो कि इस क़दर वह अदा करदे तो वह आज़ाद हैं, वह भी मुस्तहिक़ हैं, उनको आज़ाद कराने के लिए माले ज़कात दिया जाए।

•**क़र्ज़ दार:** जो बग़ैर किसी गुनाह के मुब्तिलाए क़र्ज़ हुये हों और इतना माल ना रखते हों जिस से क़र्ज़ अदा करें उन्हें अदाए क़र्ज़ में माले ज़कात से मदद दी जाए।

•**अल्लाह की राह में खर्च करने** से बेसामान मुजाहिदीन और नादार हाजीयों पर सर्फ करना मुराद है।

•**इब्ने सबील** से वह मुसाफिर मुराद हैं जिस के पास माल नाहो (तफ़सीरे ख़ज़ाइनूल इरफान)

दर्ज बाला मुस्तहिक़्क़ीने ज़कात में ऐसा नहीं कि अपने रिश्तादारों को ज़कात ना दी जाए बल्कि आप के मुहल्ले में, मिलने जुलने वालों में, अज़ीज़ व आक़ारिब और रिश्तादारों में, दोस्त अहबाब में जो मुस्तहिक़्क़ीने ज़कात हों उनको ज़कात अदा करें, उन में सब से अफ़ज़ल यह है कि अपने रिश्तादारों को ज़कात अदा करें, इसमें दो गुना सवाब है, ज़कात अदा

करने का सवाब भी है और सिलारहमी करने का सवाब भी है और तमाम रिश्तादारों को ज़कात दे सकते हैं, सिर्फ दो रिश्ते ऐसे हैं जिनको ज़कात नहीं दी जासकती, एक विलादत का रिश्ता है, लिहाज़ा बाप बेटे को ज़कात नहीं देसकता और बेटा बाप को ज़कात नहीं देसकता, दूसरा निकाह का, लिहाज़ा शौहर बीवी को ज़कात नहीं देसकता और बीवी शौहर को ज़कात नहीं दे सकती, इनके अलावा बाक़ी तमाम रिश्तों में ज़कात दी जा सकती, जैसे भाई को, बहन को, चाचा को, फूफी को, मामू को ज़कात दी जा सकती है, अलबत्ता यह ज़रूर देख लें कि वह मुस्तहिक़्क़े ज़कात हो और साहिबे निसाब नाहो।

दर्ज बाला पेश किए गए अपने मुशाहिदात के असबाब व एलल की जब तलाश की तो मुन्दरिजा ज़ैल असबाब सामने आए :

1. **इल्म की कमी :** यह तो साफ है कि नेपाल हिन्दू अक्सरियत वाला मुल्क है जहाँ मुसलमान काफी अरसा से मौजूद हैं लेकिन पहले इस्लामी तालीमात और शरई अहकामात से नाआशना थे अगरचे अब पहले से बेहतर हालात हैं कि इस्लामी उलूम से आशनाई होती चली हैं फिर भी अभी काफी कमी है जिसका अंदाज़ा ख़ुद मसाईले ज़कात में लापरवाही से भी किया जा सकता है। अल्लाह करे यहाँ भी इस्लामी उलूम और इस्लामी तालीमात की धूम धाम हो जाए।

2. **म□ ालिसे उलमा-ए-अहले सुन्नत से दूरी :** नेपाल में मुसलमानों में इल्म की क़िल्लत तो है ही साथ में एक सबब उलमा-ए-अहले सुन्नत की महफिल व मजलिस और सुहबत से दूरी भी है वरना अगर सुहबत से इस्तीफ़ादा करते तो ज़रूर इस से भी कुछ ना कुछ शरई मसाइल से वाक़फ़ियत होती और क्यूँ ना हो कि मजालिसे उलमा-ए-किराम की बरकत एक मुसल्लम हक़ीक़त है। क्या सुहबते उलमा की बरकत का यह वाक़िया मशहूर नहीं कि मशहूर ताबेई मुफ़्ती-ए-मक्का हज़रत अता इब्ने अबू रबाह की सुहबते बाबरकत से मुस्तफ़ीद होने वाले एक हजाम ने अय्यामे हज में सिराजुल उम्मा इमामूल अइम्मा हज़रत इमाम आज़म अबू हनीफ़ा को पाँच बातों में रहनुमाई की।

3. **अवामे अहले सुन्नत नेपाल से इल्ति□ I :** लिहाज़ा ऐ अवामे अहले सुन्नत ! ऐ अफ़रादे अहले सुन्नत ! आइये आइये ! उलूमे इस्लामिया की तरफ पेश क़दमी कीजिए, शरीअते मुहम्मदीया से शनाशाई हासिल कीजिए अहकामात व तालीमाते इस्लाम से वाक़िफ़ कार बनिए ताकि आप तालीमे इस्लाम की पासदारी कर सकें, अहकामे इस्लाम पर अमल पैरा हो सकें। आइये सुहबते उलमा-ए-अहले सुन्नत में बैठिए, मजलिसे मुफ़्तीयाने अहले सुन्नत से मुस्तफ़ीद हो जाइए। यक़ीनन्न इस से आप कभी भी दीनी और शरई मूआमलात में ग़लती का शिकार नहीं होंगे और इस से आप की आख़िरत कामयाब हो जाएगी।

उलमाए अहले सुन्नत नेपाल से इल्ति□ I : और ऐ सरों के ताज मुफ्तीयाने अहले सुन्नत ! ऐ आँखों की ठंडक उलमाए अहले सुन्नत ! कारे तबलीग़े दीन के लिहाज़ से आप को नाइबीने अम्बाया होने का शरफ हासिल है। आप हज़रात भी अपनी इल्मी मजलिस कुशादा फरमाएँ, इरफानी महफिल वसी फरमाएँ। यक़ीन जानिए कि अवामे अहले सुन्नत को आप की ज़रूरत है जिस का एहसास आप को भी होगा आप अपना क़ीमती वक़्त उन्हें आता फरमाएँ, और उनके ज़ेहन व दिमाग़ के मुताबिक़ उनकी शरई तरबियत फरमाएँ। जलसों में कम से कम एक ख़िताब ख़ास किसी फरज़े दीनी पर फरमाएँ, उसकी तरग़ीब व तहरीस फरमाएँ और हर हर आलिमेदीन कम से कम अपने अपने रिशतेदारों और अपने अहले एलाक़ा को अपना हदफ़ बना कर उनसे मुलाक़ात फरमाएँ और उनकी शरई रहनुमाई फरमाएँ, यक़ीनन ख़ुशगवार नताईज बरआमद होंगे और ऐ हमारे अइम्मा-ए-मसाजिद ! आप तो पूरी पूरी बस्ती के मालिक होआ करते हैं आप कम से कम जुमातुल मुबारक के बाबरकत अय्याम में अपनी तक़रीरों में इन बातों पर वज़ाहत के साथ रौशनी डालें यक़ीनन आवाम आप की नज़रे करम की मोहताज है। अगर वाक़ई में हमारे उलमाए अहले सुन्नत इस तरफ पेश क़दमी फरमाते हैं तो बहुत जल्द हमारा मोआशरा

इस्लामी मोआशरा होगा और हर हर फर्द से इस्लाम के आसार नुमाया होंगे। वरना मुमकिन है कि हमें इस वईदे शादीद के लिए तैयार रहना चाहिए :

”وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِہٖ لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ أَوْ لَيُوشِكَنَّ اللّٰهُ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عِقَابًا مِنْهُ ثُمَّ تَدْعُونَهُ فَلاَ يُسْتَجَابُ لَكُمْ “۔(سنن ترمذی، ح:2169 ،ناشر:دار الغرب الإسلامي ،بیروت)

उस ज़ात की क़सम जिसके कब्ज़ा-ए-क़ुदरत में मेरी जान है ! तुम अच्छी बातों का हुक्म दोगे और बुरी बातों से माना करोगे या फिर जल्द अल्लाह तआला तुम पर अज़ाब भेजेगा फिर तुम दुआ करोगे लेकिन तुम्हारी दुआ क़बूल नहीं होगी।

मदारिसे इसलामिया में ज़कात : और हाँ! यह भी अर्ज़ करता चलूँ कि फोक़हाए किराम ने मदारिसे इसलामिया में भी ज़कात की अदाईगी को जाइज़ व दुरुस्त फरमाया है गोया अब मदारिसे इसलामिया भी मुस्तहिक़्क़ीने ज़कात में शामिल हैं, जैसा कि आला हज़रत फरमाते हैं :

मदरसा इसलामिया अगर सही इसलामिया ख़ास अहले सुन्नत का हो। निचरियों, वहाबियों, क़ादियानियों, राफ़िज़यों, देवबंदियों वग़ैराहुम मूर्तदीन का ना हो तो उसमें माले ज़कात इस शरत पर दिया जा सकता है कि मोहतमीम इस माल को जुदा रखे और ख़ास तमलीके फ़क़ीर के मसारिफ़ में सर्फ करे मुर्दरेसीन या दीगर मुलाज़िमीन की तनख़ाह इस से नहीं दी जासकती है । ना मदरसा की तामीर या मरम्मत या फर्श वग़ैरा में सर्फ हो सकती है। ना यह हो सकता है कि जिन तलबा को मदरसा से खाना दिया जाता है उस रूपिये से उन को खाना पका कर खिलाया जाए कि यह सुरते इबाहत है और ज़कात में तमलिक लाज़िम है। (फ़तावा रिज़्विया, भाग 10 मसअला 107)

हीला शरई : मज़कूरा फतवा से वाज़ेह है कि बराहे रास्त ज़कात की रक़म मदारिसे इसलामिया के मुर्दरेसीन या दीगर मुलाज़िमीन की तनख़ाह उस से नहीं दी जासकती है। ना मदरसा की तामीर या मरमत या फर्श वग़ैरा में सर्फ हो सकती है, और ना मदरसा में खाने वाले तलबा को उस रक़म से खिला सकते है लेकिन अगर दर्ज ज़ैल तरीका पर अमल कर लिया जाए तो उन कामों में भी ज़कात की रक़म सर्फ करने की इजाज़त है :

“हाँ अगर रूपिया बनियत ज़कात किसी मसरफे ज़कात को दे कर मालिक कर दें वह अपनी तरफ से मदरसा को दे दे तो तनख़ाह मुर्दरेसीन व मुलाज़िमीन वग़ैरा जुमला मसारिफे मदरसा में सर्फ होसकता है’’ । (फ़तावा रिज़्विया)

फ़क़ीहे मिल्लत मुफ़्ती जलालूद्दीन अमजदी फरमाते हैं :

ज़कात की रक़म मुर्दरेसीन की तनख़ाह, मदरसा के टाट व चटाई यहाँ तक कि बाज़ सूरतों में ग़रीब बच्चों की किताब व कॉपी में भी खर्च नहीं कर सकते , हाँ ! अगर ज़कात की रक़म किसी ऐसे शख़्स को दे दें जो मालिके निसाब ना हो फिर वह शख़्स मदरसा में दे दे तो अब वह रक़म मदरसा की हर ज़रूरत पर ख़र्च हो सकती है। (फतवा फैज़ुर्रसूल, भाग:1 पेज:489)

लेकिन मदारिसे इसलामिया के मुंतज़िमीन इस बात का ख़ास ख़याल फरमाएँ कि जो भी रक़म ज़कात की मद में आए उसे दीगर रुक़ूम से अलग रखें और ज़कात की रक़म बग़ैर हीला शरई के सर्फ ना फरमाएँ क्यूँकि :

“जिन मदारिस में माले ज़कात तलबा पर नहीं सर्फ किया जाता और अराकीने मदरसा बग़ैर हीला शरई मदरसा के दीगर कामों में सर्फ करते हैं और ज़कात देने वाले को इस बात का इल्म है तो ऐसे मदारिस में ज़कात देना जाइज़ नहीं, अगर दिया तो तावान देना पड़ेगा अगर तावान नहीं दिया तो गुनहगार होगा”। (फतवा फैज़ुर्रसूल, भाग:1 पेज: 491)

अल्लाह तआला उलमाए अहले सुन्नत के ज़ेरे साया शरीअत के मुताबिक़ ज़िंदगी गुज़ारने और नमाज़, रोज़ा, हज, और ज़कात की सही तरीक़ा से अदाईगी की तौफ़ीक़ अता फरमाए ताकि दुनिया में सुर्ख़ुरूई के साथ साथ आख़िरत में भी कामयाब व कामरानी की दौलत नसीब हो।

☆☆☆

मुल्के नेपाल में सवादे आज़म मस्लके आला हज़रत का बे-बाक तर्जुमान

सेह माही

सुन्नी पैग़ाम

नेपाल

अप्रैल, मई, जून 2018

मुहम्मद अताउन्नबी हुसैनी मिस्बाही